

مدارس دینیہ میں علم صرف کی پڑھائی جانے والی آخری کتاب
کا ترجمہ و آسان شرح

الوارخادیہ

شرح

مرآح الارواح

حسب الارشاد

عارف باللہ حضرت اقدس حافظ

غلام حسین رضوی

ترجمہ و شرح

مفت فیاض احمد سعیدی

شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ لاہور



تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

منطق	خطبات	تفاسیر
معانی	سیرت	احیث
تصوف	تاریخ	فقہ
تقابل ادیان	صرف	سوانح حیات
تجوید	نحو	درس نظامی
نعت	فلسفہ	لغت
تراجم	حکمت	فتاوی
تبلیغ و دعوت	بلاغت	اصلاحی
تمام فنون	مناظرے	آڈیو دروس

مدارس دینیہ میں علم صرف کی پڑھائی جانے والی آخری کتاب
کا ترجمہ و آسان شرح

الوارخادمیہ

شرح

مراح الارواح

حسب الارشاد

عارف باللہ حضرت اقدس حافظ

خادم حسین رضوی

ترجمہ و شرح

شیخ الحدیث علامہ غوثیتہ رضویہ لاہور

مفتی فیاض احمد سعیدی

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37247301

0300-8842540

مکتبہ اعلیٰ حضرت



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

الوارخادمیہ شرح مراح الارواح

موضوع-----درسی

حسب الارشاد-----عارف باللہ حضرت امام حسن علیہ السلام خادم حسین رضوی

ترجمہ و شرح-----شیخ محمد بن عبد الوہاب بن علی بن محمد بن عبد الوہاب مفتی فیاض احمد سعیدی

صفحات-----152

سن اشاعت-----دسمبر 2011ء

ہدیہ-----

خصوصی گزارش

کتاب کی اشاعت کے وقت پروف ریڈنگ پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے پھر بھی اگر کسی جگہ کوئی لفظی یا معنوی غلطی نظر آئے تو ہمارے کو مطلع کریں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے

ناشر

داتا اور بار مارکیٹ، لاہور

042-37247301

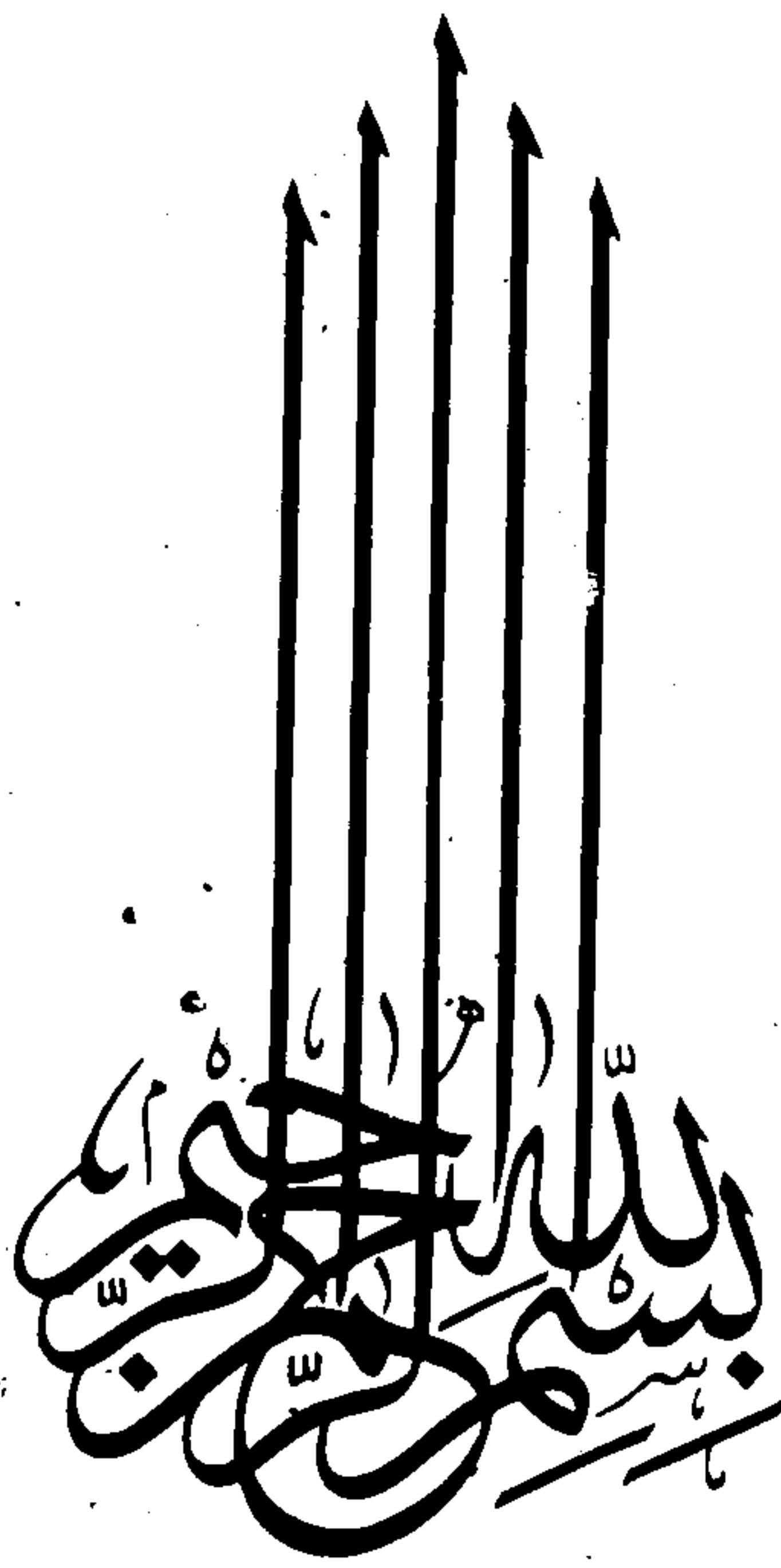
0300-8842540

مکتبہ اعلیٰ حضرت



فہرست

	چوتھا باب		مقدمہ
107	مثال کا بیان		پہلا باب
	پانچواں باب	6	صحیح کا بیان
111	اجوف کا بیان	9	اوزان مصادر ثلاثی مجرد
120	اجوف و ناقص میں اعلال کا نقشہ	14	ابواب الصرف کا جامع نقشہ
	چھٹا باب	16	فعل ماضی کا بیان
132	ناقص کا بیان	27	ضمائر کا جامع نقشہ
	ساتواں باب	44	فعل مستقبل کا بیان
145	لفیف کا بیان	53	فعل امر و نہی کا بیان
		66	اسم فاعل کا بیان
		73	اسم مفعول کا بیان
		75	اسم مکان و زمان کا بیان
		76	اسم آلہ کا بیان
			دوسرا باب
		78	مضاعف کا بیان
			تیسرا باب
		93	مہوز کا بیان



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال المفتقر إلى الله الودود احمد بن علي بن مسعود غفر الله له ولوالديه و أحسن إليهما و إليه اعلم أن علم الصرف أم العلوم والنحو أبوها و يقوى في الداريات داروها و يطغى في الروايات عاروها۔ فجمعت فيه كتابا موسوما بمراح الآرواح و هو للصبي جناح النجاح وراح رخراح و في معدته حين راح مثل تفاح او راح و بالله اعتصم عما يصم و به استعين و هو نعم المولى و نعم المعين۔ اعلم اسعدك الله تعالى أن الصراف يحتاج في معرفة الاوزان الى سبعة ابواب۔ الصحيح والمضاعف والمهموز والمثال والاجوف والناقص واللفيف۔ و اشتقاق تسعة اشياء من كل مصدر و هي الماضي والمضارع والامر والنهي واسمى الفاعل والمفعول والمكان والزمان والالة فكسرتة على۔

ترجمہ:

بندہ محتاج احمد بن علی بن مسعود اللہ وودو کی بارگاہ میں عرض گزار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے، اس پر اور اس کے والدین پر احسان فرمائے۔ تو جان کہ علم صرف علوم کی ماں اور علوم نحو باب ہے اور اس کا جاننے والا معقولات میں مضبوط ہوتا ہے اور نہ جاننے والا منقولات میں بھٹک جاتا ہے۔ تو میں نے اس بارے میں کتاب جو کہ مراخ الارواح کے نام سے موسوم ہے اسے لکھا۔ اور وہ بچے کے لیے کامیابی کا بازو اور کشادہ راستہ ہے اور اس کے معدے میں جب قرار پکڑے تو سب اور شراب کی طرح (مفید) ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور مدد چاہتا ہوں اور وہ کتنا ہی اچھا مولا اور مددگار ہے۔

تو جان کہ اللہ تعالیٰ تجھے سعادت مند بنائے کہ علم صرف میں انسان ہفت اقسام کے اوزان کی معرفت کا محتاج ہوتا ہے، صحیح، مضاعف، مہموز، مثال، اجوف، ناقص، لفیف۔

اور ہر مصدر سے نکلنے والی نو چیزوں کے اشتقاق کی معرفت کا محتاج ہوتا ہے۔

ماضی، مستقبل، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول، ظرف مکان، ظرف زمان، اسم آلہ۔ پس میں نے اس میں سات ابواب جمع کیے۔

فائدہ:

معقولات سے مراد علل و مناسبات ہیں۔ روایات سے مراد مسائل منقولہ ہیں۔ شراب سے مراد نبیذ تمر (عیب ناک کرنے والی وہ چیز ہے) جبکہ وہ نشہ نہ دے۔ صرفی لوگ اوزان کی معرفت میں ہفت اقسام کے محتاج ہوتے ہیں۔

فکسرة: جواب شرط محذوف ہے۔

تقدیر عبارت: اذان کان الصراف يحتاج في معرفة الاوزان الى سبعة ابواب فکسرت هذا الكتاب على سبعة ابواب۔ فکسرتہ کا عطف فجمعت پر ہے اور یہ کسر الطائر جناح سے مشتق ہے۔

ترجمہ:

میں نے علیحدہ علیحدہ سات باب بنائے۔

(الباب الاول فى الصحيح)

(پہلا باب صحیح کے بیان میں)

الصحيحُ هو الذى ليس فى مقابلةِ الفاءِ والعينِ واللامِ حرفٌ عِلَّةٌ و تضعيفٌ و همزةٌ نحو الضربِ فان قيل لِمَ اختَصَّ الفاءُ والعينُ واللامُ للوزن قلنا حتى يكون فيه من حروف الشفة والوسط والحلقِ شيءٌ۔ فقلنا الضرب مصدر يتولد منه الاشياء التسعة و هو اصلٌ فى الاشتقاقِ عند البصريين لان مفهومه واحدٌ و مفهوم الفعل متعددٌ لدلالته على الحدث والزمان والواحد قبل المتعدد و اذا كان اصلاً لافعال يكون اصلاً للمتعلقاتها ايضاً ولانه اسم والاسم مستغن عن الفعل۔ و يقال له مصدر لان هذه الاشياء تصدر عنه: والاشتقاق ان تجد بين اللفظين تناسباً فى اللفظ والمعنى و هو على ثلاثة انواع: صغيرٌ و هو ان يكون بينهما تناسب فى الحروف والترتيب نحو ضرب من الصرب و كبير و هو ان يكون بينهما تناسب فى اللفظ دون الترتيب نحو جَبَد من الجَدْب و اكبر و هو ان يكون بينهما تناسب فى المخرج دون الحروف والترتيب نحو نَعَق من النَهَق: (صوت الحمار) والمراد من الاشتقاق المذكور اشتقاقٌ صغيرٌ۔ و قال الكوفيون ينبغى ان يكون الفعل اصلاً لان اعلاكه مداراً لاعلال المصدر وجوداً و عدماً اما وجوداً ففى يَعْدُ عِدَّة و قام قياماً۔ و اما عدماً ففى يُوَجَلُّ و جَلَّ و قاومَ قَوَّاماً و مداريته تدل على اصالته وايضاً يؤكد الفعل به نحو ضربت ضرباً و هو بمنزلة ضربت ضربت والمؤكد اصل من الموكَّد و يقال له مصدر لكونه مصدوراً عن الفعل كما قالوا مشرب عذب و مركب فاره اى مشروب و مركوب۔

ترجمہ:

صحیح اُسے کہتے ہیں کہ جس کے فاء، عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت اور مضاعف اور ہمزہ نہ ہو۔ جیسے: الضرب پس اگر کہا جائے کہ فاء، عین اور لام ہی کیوں وزن کے لیے خاص کیے گئے۔ تو ہم نے کہا یہاں تک کہ اُس میں ہو جائے۔ حروف شفوی اور حروف حلقی اور حروف وسطی میں سے بھی کوئی چیز پس ہم نے کہا: الضرب مصدر وہ لفظ ہے جس میں سے نو چیزیں نکلتی ہیں (پیدا ہوتی ہیں) اور وہ نکلنے میں اصل ہے۔ بھریوں کے نزدیک کیونکہ اس کا مفہوم واحد ہے اور فعل کا مفہوم متعدد ہے جو کہ دلالت کرتا ہے حدث اور زمان پر اور واحد متعدد سے پہلے ہوتا ہے اور جبکہ وہ افعال میں اصل ہے تو اس کے متعلقات بھی اصل ہوں گے اسی طرح اور اس لیے کہ وہ اسم ہے اور اسم فعل سے مستغنی ہوتا ہے اور اسے مصدر کہا جاتا ہے کیونکہ اس سے نو چیزیں نکلتی ہیں اور جب دو لفظوں کے درمیان لفظ اور معنی میں مناسبت پائی جائے تو وہ اشتقاق کہلاتا ہے اور اس کی

تین قسمیں ہیں وغیرہ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان حروف اور ترتیب دونوں کے اعتبار سے مناسبت پائی جائے۔ جیسے: ضرب اور الضرب۔ کبیر، اس سے مراد یہ ہے کہ اُن لفظوں کے درمیان مخرج اور معنی میں مناسبت ہو۔ حروف اور ترتیب میں نہ ہو جیسے الجذب سے جذب اکبر، اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان مخرج میں مناسبت ہو۔ حروف اور ترتیب کی مناسبت کے سوا جیسے: النهق سے نعق اور اس اشتقاق سے مراد اشتقاقِ صغیر ہے اور کوئی کہتے ہیں مناسب یہ ہے کہ فعل اصل ہو اس لیے کہ اس کے اعلال کا مدار مصدر کے اعلال کے لیے ہے۔ وجودی اور عدی طور پر بہر حال وجودی یَعِدُ عِدَةً، قام قیاماً میں ہے اور بہر حال عمومی یوجل و جلاً و قاوم قواماً میں ہے اور اس کا مدار دلالت کرتا ہے اس کی اس حالت پر اور اسی طرح فعل کی تاکید لائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ جیسے ضربت ضرباً اور وہ ضَرْبَتْ ضَرْبَتْ کی طرح ہے اور موکد اصل میں موکد سے ہے اور کہا جاتا ہے اس مصدر کے لیے اس لیے کہ وہ مصدر فعل کے علاوہ ہوتا ہے جیسا کہ انہوں نے کہا مشرب، عذب، مرکب فاء یعنی کہ مشروب مرکوب ہیں۔

انوارِ خادمیہ: مذکورہ بالا عبارت سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ سات ابواب میں سے ایک باب صحیح کے بارے میں بیان کر رہے ہیں: صحیح وہ ہے جس کے فاء، عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں نہ حرف علت ہو اور نہ ہی مضاعف ہو اور نہ ہی اس میں ہمزہ ہو جیسے

الضرب بوزن الفعل۔

سوال: آپ نے وزن کے لیے فاء عین اور لام کلمہ کو ہی کیوں خاص کیا؟

جواب: انسان کے منہ سے نکلنے والے حروف کے تین مخارج ہیں:

(1) شفوی (2) وسطی (3) حلقی

(1) جو شفوی سے نکلتے ہیں اُن کو حروف شفوی کہتے ہیں:

(2) جو وسط سے نکلتے ہیں اُن کو حروف وسطی کہتے ہیں:

(3) جو حلق سے نکلتے ہیں اُن کو حروف حلقی کہتے ہیں۔

لہذا ان تینوں میں سے شفوی میں سے فاء کو وسطی میں سے لام کو اور حلقی میں سے عین کو چن لیا گیا۔

حروف کے مخرج نکالنے کا طریقہ:

جس حرف کا مخرج نکالنا مقصود ہو اُس حرف کو ساکن کر کے اُس کے ماقبل ہمزہ کا اضافہ کر کے اُس کو پڑھیں گے۔ اگر ہونٹ

آپس میں ملیں تو شفوی اور اگر وہ حرف منہ کے درمیان سے نکلے تو وسطی اور اگر حلق سے نکلے تو حلقی کہلائے گا۔

مصدر میں سے نو چیزیں نکلتی ہیں۔ ماضی، مضارع، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول، ظرف مکان، ظرف زمان، اسم آلہ۔

سوال: اسم تفصیل، صفت مشبہ، مبالغہ بھی مصدر سے نکلتے ہیں۔ ان کو اس میں کیوں شامل نہ کیا گیا؟

جواب: کیونکہ ان تینوں میں بھی فاعل کا معنی پایا جاتا ہے تو ان کو اسم فاعل پر محمول کر لیا گیا لہذا ان کو ذکر نہ کیا گیا۔

بھریوں کے دلائل:

(1) مصدر میں حدث پایا جاتا ہے اور فعل میں حدث اور زمان دونوں پائے جاتے ہیں لہذا مصدر میں ایک چیز اور فعل میں دو

چیزیں پائی جاتی ہیں اور ایک دو سے پہلے ہوتا ہے تو مصدر اصل ہوا اور فعل اس کی فرع۔

(2) مصدر اسم ہے اور اسم فعل سے مستغنی ہوتا ہے اور فعل اسم کے بغیر نہیں پایا جاتا لہذا مستغنی ہمیشہ پہلے اور محتاج بعد میں ہوتا ہے۔
 (3) مصدر کا معنی ہے نکلنے کی جگہ کیونکہ فعل اس سے نکلتا ہے تو مصدر اصل اور فعل فرع ہوا۔ مصدر میں سے چیزیں مشتق ہوتی ہیں اس لیے اس کو مصدر کہا جاتا ہے۔

سوال: اشتقاق کسے کہتے ہیں؟
 جواب: دو لفظوں کے درمیان لفظی اور معنوی مناسبت کا پایا جانا اشتقاق کہلاتا ہے۔

سوال: اشتقاق کی کتنی قسمیں ہیں؟
 جواب: اشتقاق کی تین قسمیں ہیں۔

(1) صغیر (2) کبیر (3) اکبر

اشتقاق صغیر	لفظ میں	مخرج میں	معنی میں	ترتیب میں	الضرب سے ضرب
اشتقاق کبیر	"	"	"	x	الجبذ سے جبذ
اشتقاق اکبر	x	"	"	x	النهق سے نهق

نہق: شق کا معنی ہوتا ہے پھٹنا تو اشتقاق اس سے نکلا ہے کیونکہ مصدر بھی پھٹتا ہے اس سے چیزیں نکلتی ہیں اس لیے اس کو مصدر یا مشتق کہتے ہیں۔

بصری فرماتے ہیں کہ مصدر اصل ہے اور فعل فرع اُن کے نزدیک مصدر کے اصل ہونے کے دلائل پیچھے بیان ہو چکے ہیں۔
 اب کوفیوں کے دلائل بیان کیے جا رہے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک مصدر فرع ہے اور فعل اصل۔
 کوفیوں کے دلائل:

(1) مصدر میں تعلیل یا عدم تعلیل کا دار و مدار فعل میں تعلیل یا عدم تعلیل پر ہے یعنی فعل میں تعلیل ہوگی تو مصدر میں بھی ہوگی۔ اگر فعل میں تعلیل نہیں تو مصدر میں بھی تعلیل نہیں ہوگی۔ جیسے: یوعدُ میں تعلیل ہوتی ہے۔ تو یعد بننا ہے اور پھر اس کی مناسبت سے مصدر میں تعلیل ہوئی تو وعدُ سے عده بن گیا۔ یہ وجودی کی مثال ہے۔
 اور عدی کی مثال یہ ہے کہ یوجل میں تعلیل نہیں ہوئی تو اس کے مصدر یعنی وجلا میں بھی تعلیل نہیں ہوگی۔ لہذا ثابت ہوا کہ فعل اصل اور مصدر فرع ہے۔

(2) فعل کی تاکید کے لیے مصدر لایا جاتا ہے۔ جیسے: ضربت ضرباً اس میں ضرباً کو ضربت کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے اور یہ ضربت کے قائم مقام ہے اور مؤکد جو کہ فعل ہے وہ مؤکد کا اصل ہوتا ہے جو کہ مصدر ہے لہذا فعل اصل ہوا اور مصدر اُس کی فرع۔

(3) مصدر اس جگہ پر مصدر سے نکلا ہوا کے معنی میں ہے۔ یعنی یہ فعل سے نکلا ہے لہذا فعل اصل اور مصدر اس کی فرع۔
 مصدر کا مصدر کے معنی میں ہونا مشرب، عذب کا مشروب عذب کے معنی میں ہونا ہے۔ مرکب فارہ کا مرکوب فارہ کے معنی میں ہونا ہے۔ لہذا فعل اصل اور مصدر اس کی فرع۔

قلنا فی جَوَابِهِمْ اَعْلَالِ الْمَصْدَرِ لِلْمَشَاكِلَةِ لَا لِلْمُدَارِيَةِ كَحَذْفِ الْوَائِ فِي تَعْدُ وَالْهَمْزَةُ فِي تَكْرُمٍ- وَالْمُؤَكَّدَةُ لَا تَدُلُّ عَلَى الْإِصَالَةِ فِي الْإِشْتِقَاقِ كَمَا فِي جَاءَ نِي زَيْدٌ زَيْدٌ- وَقَوْلُهُمْ مَشْرَبٌ عَذْبٌ وَ مَرْكَبٌ فَارَةٌ مِنْ بَابِ جَرَى النُّهْرُ وَ سَالَ الْمِيزَابُ- وَ مَصْدَرُ الثَّلَاثِي كَثِيرٌ وَ هُوَ عِنْدَ السِّيَبَوِيَّةِ يَرْتَقِي إِلَى اثْنَيْنِ وَثَلَاثِينَ بِنَاءً نَحْوَ قَتْلٍ وَ فِسْقٍ وَ شَغْلٍ- وَ رَحْمَةٌ وَ نَشْدَةٌ وَ كُدْرَةٌ وَ دَعْوَى وَ ذِكْرَى وَ بُشْرَى- وَلِيَّانَ وَ حِرْمَانٍ وَ غُفْرَانٍ وَ تَرَوَانٍ- وَ طَلَبٌ وَ خِنَقٍ وَ صِغَرٍ وَ هُدًى- وَ غَلْبَةٌ وَ سِرْقَةٌ- وَ ذَهَابٌ وَ صِرَافٌ- وَ مَدْخَلٌ وَ مَرْجِعٌ- وَ مَسْعَاةٌ وَ مَحْمَدَةٌ وَ سَوَالٌ- وَ زُهَادَةٌ وَ دَرَايَةٌ- وَ دُخُولٌ وَ قَبُولٌ وَ وَجِيفٌ وَ صَهْوَةٌ- وَ يَجِيءُ عَلَى وَزْنِ اسْمِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ نَحْوَ قَمْتُ قَائِمًا وَ نَحْوَ قَوْلِهِ تَعَالَى بَايَكُمُ الْمُفْتُونُ وَ يَجِيءُ لِلْمُبَالَغَةِ نَحْوَ التَّهْدَادِ وَ التَّلْعَابِ وَ الْحَشِيشِيِّ وَ الدَّلِيلِيِّ-

ترجمہ:

ہم نے اُن کے جواب میں کہا کہ مصدر کا اعلال مشاکلت کے لیے ہے نہ کہ مداریت کے لیے جیسا کہ واؤ کا حذف کرنا تعدوا میں اور ہمزہ کا تکریم میں اور مؤکدیت نہیں دلالت کرتی۔ اس حالت پر اشتقاق میں جیسا کہ جاء نی زید زید اور ان کا قول مشرب عذب، مرکب فارہ یہ جری النہر اور سأل المیزاب کے باب سے ہے۔ ثلاثی مجرد کے مصادر بہت ہیں اور وہ امام سیبویہ کے نزدیک 32 ہیں۔ جیسے: قتل کرنا، نافرمانی کرنا، مشغول ہونا، رحمت کرنا، تلاش کرنا، گدلا ہونا، بلانا، ذکر کرنا، خوشخبری دینا، نرم ہونا، محروم ہونا، بخشا، زمین سے تلاش کرنا، طلب کرنا، گلا دہانا، چھوٹا ہونا، ہدایت کرنا، غالب ہونا، چوری کرنا، جانا، پھیرنا، اندر آنا، واپس لوٹنا، کوشش کرنا، تعریف کرنا، سوال کرنا، پرہیزگار ہونا، جانا، داخل ہونا، قبول کرنا، ستر کا ڈھانپنا، بدبودار ہونا اور ثلاثی مجرد کا مصدر اسم فاعل اور مفعول پر بھی آ جاتا ہے۔ جیسے: قمت قائمًا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بایکم المفتون اور ثلاثی مجرد کے مصادر مبالغہ کے وزن پر بھی آ جاتے ہیں۔ جیسے: استهداد، التلعاب، الحشیشی، الدلیلی۔

انوارِ خادمیہ: ثلاثی مجرد کے مصادر کئی اوزان پر آتے ہیں لیکن امام سیبویہ کے نزدیک کل 32 اوزان ہیں جن پر ثلاثی مجرد کے مصادر آتے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:

ثلاثی مجرد 32 کے اوزان

۱	قَتْلٌ	۱۶	صِغَرٌ	۳۱	وَجِيفٌ
۲	فِسْقٌ	۱۷	هُدًى	۳۲	مَسْهُوَةٌ
۳	شُغْلٌ	۱۸	غَلْبَةٌ		
۴	رَحْمَةٌ	۱۹	سِرْقَةٌ		
۵	نَشْدَةٌ	۲۰	ذَهَابٌ		

۶	كُذِرَۃٌ	۲۱	صِرَافٌ
۷	دَعَوٰی	۲۲	مُدْخَلٌ
۸	ذِكْرٰی	۲۳	مَرْجِعٌ
۹	بُشْرٰی	۲۴	مِسْعَاةٌ
۱۰	لَيَّانٌ	۲۵	مَحْمَدَةٌ
۱۱	حِرْمَانٌ	۲۶	سُؤَالٌ
۱۲	غُفْرَانٌ	۲۷	ذَهَادَةٌ
۱۳	نَزَوَانٌ	۲۸	دَرَايَةٌ
۱۴	طَلَبٌ	۲۹	دُخُولٌ
۱۵	خَنِقٌ	۳۰	قُبُولٌ

ثلاثی مجرد کے اوزان اسم فاعل، اسم مفعول اور مبالغہ سے بھی آتے ہیں جیسا کہ فاعل کی مثال قائم، مفعول کی مثال مفتون: مبالغہ کی مثال، استہداد اور التلعاب وغیرہ۔

معنی	مبالغہ کے اوزان
زیادہ اُبالے آنا	استہدادٌ بروزنِ تَفْعَالٌ
زیادہ کھیلنا	التلعابٌ بروزنِ تَفْعَالٌ
زیادہ اُبھارنا	الحشیشی بروزنِ فَعْلٰی
زیادہ راہنمائی کرنا	الدلیلی بروزنِ فَعْلٰی

و مصدر غیر الثلاثی یجعی علی سُننِ واحدٍ اَلَا فی کَلَمٍ کَلَامًا و فی قَاتِلٍ قِتَالًا و قِتَالًا و فی تحَمَلٍ تَحَمُّلًا و فی زَلَزَلٍ زَلْزَالًا: والافعال التی تشتق من المصدر و هی خمسۃٌ و ثلاثون بابًا۔ ستۃٌ لثلاثی نحو ضَرَبَ یَضْرِبُ و قَتَلَ یَقْتُلُ و عَلِمَ یَعْلَمُ و فَتَحَ یَفْتَحُ و کَرُمَ یَکْرُمُ و حَسِبَ یَحْسِبُ۔ و یُسَمَّى الثلاثۃُ اَلْأَوَّلُ دعائم الابوابِ لِاِختلافِ حرکاتِہن فی الماضی والمستقبل و کثرتہن۔ و فَتَحَ یَفْتَحُ لَا یَدْخُلُ فی الدعائم لانعدامِ اِختلافِ الحركاتِ وانعدامِ مجیئہِ بغيرِ حرفِ الحلق۔ و اما رَکَنَ یَرْکُنُ و اَبٰی یَاْبٰی فَمِنَ اللغاتِ المتداخِلۃِ شاذُّ واما بقی یبقٰی و فنی یَفْنٰی و قلی یَقْلٰی فلغاتُ بنی طی قد فُروا مِنَ الکسرۃِ الی الفتحۃ۔ و کَرُمَ یَکْرُمُ لَا یَدْخُلُ فی الدعائم لانه لَا یجٰی۔ اِلَّا مِنَ الطَّبائعِ والنوعِ۔ و حَسِبَ یَحْسِبُ لَا یَدْخُلُ فی الدعائم لقلّۃِ و قد جاءَ فَعْلٌ علی لغةٍ من

قَالَ كَذُتْ تَكَادُ هِيَ شَاذَةٌ كَفَضْلُ يَفْضُلُ وَ دِمْتُ تَدُوْمُ۔

ترجمہ:

غیر ثلاثی کے مصدر میں سے ہر ایک پر ایک ایک وزن ہے مگر کَلَمَ کِلَامًا میں اور قَاتِل قِتَالًا اور قِتَالًا میں اور تحمل تحمل تحملاً میں اور زَلَزَلَ زِلْزَالًا میں اور افعال جو کہ مصدر سے مشتق ہوتے ہیں وہ 35 ابواب ہیں۔ چھ ثلاثی مجرد سے ہیں۔ جیسے: ضَرَبَ، يَضْرِبُ، قَتَلَ يَقْتُلُ، عَلِمَ يَعْلَمُ، فَتَحَ يَفْتَحُ، كَرُمَ يَكْرُمُ، حَسِبَ يَحْسِبُ اور پہلے تین کو دعائم الابواب کہا جاتا ہے۔ ان کی ماضی اور مضارع میں حرکتوں کے اختلاف کی وجہ سے فَتَحَ يَفْتَحُ دعائم الابواب میں داخل نہیں۔ حرکات کے اختلاف کے نہ ہونے کی وجہ سے اور حرف حلقی کے بغیر نہ آنے کی وجہ سے مگر رَكَنَ يَرْكُنُ، اَبَى يَأْبَى لغات متداخلہ میں سے ہیں اور یہ شاذ ہیں مگر بَقِيَ، يَبْقَى، فَنِيَ يَفْنَى، قَلِيَ، يَقْلَى، لغات بنی طی میں سے ہیں اور وہ کسرہ سے فتح کی طرف بھاگتے ہیں۔ كَرُمَ يَكْرُمُ دعائم الابواب میں داخل نہیں کیونکہ وہ نہیں آتا مگر طبائع اور لغوت میں اور حَسِبَ يَحْسِبُ دعائم الابواب میں داخل نہیں قلت استعمال کی وجہ سے اور کبھی کبھار فَعَلَ يَفْعَلُ لغت میں آتا ہے جنہوں نے کہا كَذُتْ تَكَادُ سے ہے یہ شاذ ہے۔ جیسے: فَضِلَ يَفْضُلُ اور دِمْتُ تَدُوْمُ ہے۔

انوار خادمیہ: ثلاثی کے مصادر پیچھے بیان ہو چکے ہیں لیکن غیر ثلاثی کے لیے ہر مصدر کے لیے ایک ایک وزن آتا ہے جو کہ آگے بیان ہوں گے لیکن چار ابواب کے مصادر کسی اور وزن پر بھی آ جاتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

باب	مصادر
مفاعله	قِتَالًا، قِتَالًا
تفعیل	كَلَمَ، كِلَامًا
تفعل	تحمل، تحملاً
فعلل	ذَلَزَلَ، زِلْزَالًا

مصدر سے کل 35 ابواب نکلتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

ثلاثی مجرد سے 6	ثلاثی مزید فیہ سے 12
رباعی مجرد سے 1	رباعی مزید فیہ سے 3
ملحق د حرج سے 6	ملحق ت حرج سے 5
ملحق ا حرج سے 2	

35 ابواب میں سے 6 ابواب ثلاثی مجرد کے ہیں جن کا نقشہ یہ ہے:

ثلاثی مجرد کے چھ ابواب
 ضَرْبَ يَضْرِبُ نَصَرَ يَنْصُرُ
 سَمِعَ يَسْمَعُ فَتَحَ يَفْتَحُ
 كَرُمَ يَكْرُمُ حَسِبَ يَحْسِبُ

ان میں سے پہلے تین ابواب ضَرْبَ، نَصَرَ، سَمِعَ کو اُمّ الابواب یا دعائم الابواب کہا جاتا ہے۔

سوال: اُمّ الابواب یا دعائم الابواب کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: (1) ان تینوں ابواب کی ماضی اور مضارع کی حرکتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔

(2) یہ کثیر الاستعمال ہیں۔

باب فَتَحَ يَفْتَحُ کے اُمّ الابواب میں داخل نہ ہونے کی دو وجوہات ہیں۔

(1) ان کی ماضی اور مضارع میں اختلاف نہیں ہے۔

(2) یہ باب حروفِ حلقی کے بغیر استعمال ہی نہیں ہوتا۔ اس بناء پر یہ باب اُمّ الابواب میں شامل نہیں ہے۔

سوال: فَتَحَ يَفْتَحُ حرفِ حلقی کے بغیر نہیں آتا لیکن رکنِ یو رکن اور اَبی یا یے میں تو حرفِ حلقی نہیں ہے لیکن یہ فَتَحَ يَفْتَحُ کے باب سے ہیں؟

جواب: یہ باب جو کہ اَبی یا یے اور رکنِ یو رکن ہیں یہ لغات متداخلہ میں سے ہیں اور یہ شاذ ہیں۔

سوال: لغات متداخلہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: لغات متداخلہ سے مراد یہ ہے کہ دو ابواب میں سے ایک کی ماضی اور دوسرے کا مضارع لے کر ایک باب بنا دینا ہے جیسے ایک لغت کے مطابق رَكَنَ يَرْكُنُ اور رَكَنَ يَرْكُنُ ماضی کو لایا اور يَرْكُنُ مضارع کو لے کر ایک الگ باب بنا دیا۔ اسی طرح یہ دو ابواب بھی لغات متداخلہ میں سے ہیں۔

شاذ کی اقسام

شاذ کی تین قسمیں ہیں:

(1) مخالف قیاس مطابق استعمال

(2) مخالف استعمال موافق قیاس

(3) مخالف قیاس مخالف استعمال

شاذ کی تیسری قسم ممنوع ہے اور پہلی دو جائز ہیں۔

سوال: ان تمام کے علاوہ تین باب یہ بھی آتے ہیں۔ بَقِيَ، يَبْقَى، فَنِيَ، يَفْنَى، قَلِيَ، يَقْلَى جو کہ فَتَحَ يَفْتَحُ کے وزن پر ہونے کے باوجود ان میں حرفِ حلقی موجود نہیں۔ آخر ایسا کیوں؟

جواب: یہ تین ابواب لغت بنی ظی میں سے ہیں اور اصل میں سَمِعَ يَسْمَعُ کے وزن پر ہیں لیکن کیونکہ یہ لغت والے کسرہ

سے فتح کی طرف بھاگتے ہیں اور کسرہ کو نہیں پڑھتے اس بنا پر کسرہ کو فتح سے بدل کر پڑھتے ہیں لہذا یہ بھی درحقیقت فَتَحَ یَفْتَحُ کے باب میں سے نہیں ہیں۔

باب کَرُمَ یَکْرُمُ کے اُمّ الالبواب میں داخل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے:

(1) اس کی ماضی اور مضارع کی حرکتوں میں اختلاف نہیں ہے۔

(2) یہ صرف طبائع اور نعوت کے لیے آتا ہے۔

سوال: طبائع اور نعوت سے کیا مراد ہے؟

جواب: جس چیز میں انسان کا اختیار نہ ہو اور دکھائی بھی نہ دے وہ طبائع کہلاتی ہے۔ جیسے: انسان کا بخیل ہونا یا نی ہونا

وغیرہ۔ اور جس چیز میں انسان کا اختیار نہ ہو لیکن دکھائی دے وہ نعوت کہلاتا ہے۔ جیسے: لمبایا موٹا ہونا وغیرہ۔

باب حَسِبَ یَحْسِبُ کے بھی اُمّ الالبواب میں داخل ہونے کی دو وجہیں ہیں۔

(1) اس کی ماضی اور مضارع کی حرکات میں اختلاف نہیں ہوتا۔

(2) یہ باب بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے یہ اُمّ الالبواب میں داخل نہیں ہے۔

وجوہات

اُمّ الالبواب

ضَرَبَ یَضْرِبُ (1) ماضی اور مضارع کی حرکتوں میں اختلاف (2) کثیر الاستعمال (3) معنی میں اختلاف

نَصَرَ یَنْصُرُ ایضاً

سَمِعَ یَسْمَعُ ایضاً

وجوہات

غیر اُمّ الالبواب

فَتَحَ یَفْتَحُ (1) ماضی اور مضارع کی حرکتوں میں عدم اختلاف (2) حرف حلقی کے ساتھ خاص طبائع و نعوت کے ساتھ خاص

قَلَّتْ یَقَلُّ

کَرُمَ یَکْرُمُ ایضاً

حَسِبَ یَحْسِبُ ایضاً

بعض لغات میں ثلاثی مجرد کے چھ اوزان کے علاوہ چند اوزان اور بھی آتے ہیں۔ جیسے: کَرُمَ یَکْرُمُ۔ کَدَتْ تَکَادُ ہے۔

اصل میں یہ باب کَرُمَ یَکْرُمُ سے ہے لیکن یہ شاذ ہے۔ جیسے کہ وہ کہتے ہیں کُدَّتْ اصل میں کَوُدَّتْ تھا۔ واو کی حرکت ما قبل کو دی تو کَوُدَّتْ ہو گیا۔ واو کو دال سے بدلا تو کُدَّتْ ہو گیا اور پھر دال کو تاء سے بدل کر تاء میں ادغام کر دیا تو کُدَّتْ ہو گیا۔

اسی طرح فَضِّلَ یَفْضُلُ اور دِمَتُ تَدُومُ ہے اور یہ قول ابن حاسب شافیہ میں فرماتے ہیں:

وَ اِثْنَا عَشَرَ لِمَنْشَعِبَةِ الثَّلَاثِي نَحْوِ اَكْرَمَ وَ قَطَعَ وَ قَاتَلَ وَ تَفَضَّلَ وَ تَضَارَبَ وَ اَنْصَرَفَ وَ اَحْتَقَرَ

وَاسْتَخْرَجَ وَاخْشَوْشَنَ وَاجْلَوذَ وَاحْمَارَ وَاحْمَرَ اَصْلُهُمَا اِحْمَارَرَّ وَاحْمَرَّرَ فَادْغَمَا لِلْجَنَسِيَّةِ - وَ
يَدُلُّ عَلَيْهِ اِرْعَوَى وَهُوَ مِنْ اِفْعَلَّ وَ لَا يَدْغَمُ لَانْعَادَامِ الْجَنَسِيَّةِ - وَوَاحِدٌ لِلرُّبَاعِيِّ نَحْوُ دَخْرَجَ - وَ
ثَلَاثَةٌ لِمَنْشَعِبَةِ الرُّبَاعِيِّ نَحْوُ اِحْرَنْجَمَ وَاقْشَعِرَّ وَتَدَخْرَجَ - وَ سِتَّةٌ لِمَلْحَقِ دَحْرَجَ، نَحْوُ شَمَلَّلَ وَ
حَوْقَلَ وَبَيَّطَرَ وَجَهْوَرَ وَ قَلْسَى وَ قَلْنَسَ - وَ خَمْسَةٌ لِمَلْحَقِ تَدَحْرَجَ، نَحْوُ تَجَلْبَبَ وَ تَجَوَّرَبَ وَ
تَشَيْطَنَ وَ تَرَهُوَكَ وَ تَمَسْكَنَ - وَ اِثْنَانِ لِمَلْحَقِ اِحْرَنْجَمَ، نَحْوُ اقْعَنَسَ وَاسْلَنْقَى - وَ مَصْدَقُ
الْاِلْحَاقِ اتِّحَادُ الْمَصْدَرَيْنِ -

ترجمہ:

اور بارہ باب ثلاثی مزید فیہ میں سے ہیں جیسے: اَكْرَمَ، قَطَعَ، قَاتَلَ، تَفَضَّلَ، تَضَارَبَ، اِنْصَرَفَ،
اِحْتَصَرَ، اسْتَخْرَجَ، اخْشَوْشَنَ، اِجْلَوذَ، اِحْمَارَ اور اِحْمَرَ ہیں۔

ان دونوں کی اصل اِحْمَارَرَّ اور اِحْمَرَّرَ آتی ہیں پس ان دونوں کو جنسیت کی وجہ سے ادغام کر دیا اور ارعوی اس پر دلالت
کرتا ہے اور وہ باب افعِل میں سے ہے اور اس میں ادغام نہیں کیا جاتا۔ جنسیت کے معدوم ہونے کی وجہ سے اور ایک باب رباعی
بمجرد میں سے ہے۔ جیسے: دَخْرَجَ اور تین رباعی مزید فیہ میں سے ہیں۔ جیسے: اِحْرَنْجَمَ، اقْشَعِرَّ اور تَدَحْرَجَ۔ اور چھ ملحق
دہرج سے ہیں۔ جیسے: شَمَلَّلَ، حَوْقَلَ، بَيَّطَرَ، جَهْوَرَ، قَلْسَى اور قَلْنَسَ اور پانچ ملحق تَدَحْرَجَ ہیں۔ جیسے:
تَجَلْبَبَ، تَجَوَّرَبَ، تَشَيْطَنَ، تَرَهُوَكَ اور تَمَسْكَنَ اور دو ملحق اِحْرَنْجَمَ سے ہیں۔ جیسے: اقْعَنَسَ اور اسْلَنْقَى اور وہ
مصدروں کے اتحاد کے الحاق کا مصداق ہے۔

النوار خادمیہ: 12 ابواب ثلاثی مزید فیہ کے آتے ہیں جن کا نقشہ درج ذیل ہے:

ثلاثی مزید فیہ کے بارہ ابواب

افعال	اکرام	افتعال	اختقاد
تفعیل	تکریم	استفعال	استخراج
مفاعلة	مقاتلة	افعیعال	اخشیشان
تفعل	تفضل	افعوال	اجلقاذ
تفاعل	تضادب	افعالل	احمرار
انفعال	انصراف	افعیلال	احمیرار

احمار اصل میں اِحْمَارَرَّ تھا۔ دو حروف ایک ہی جنس کے ایک کلمہ میں جمع ہوئے۔ پہلا ساکن دوسرا متحرک تو پہلے کو
دوسرے میں ادغام کر دیا تو اِحْمَارَ بن گیا۔

احمر اصل میں اِحْمَرَرَّ تھا۔ اس میں بھی اِحْمَارَ کی طرح تعلیل ہوگی تو اِحْمَرَّ بن جائے گا۔

ایک باب رباعی مجرد کا، 3 رباعی مزید فیہ کے، 6 ملحق دَحْرَجَ کے، 5 ملحق تَدَحْرَجَ کے اور 2 ملحق اِحْرَنْجَمَ کے آتے ہیں۔ ان کا

نقشہ درج ذیل ہے:

رباعی مجرد کا ایک باب

فَعَلَّلَ بَرُوزَن دَحْرَجَة

رباعی مزید فیہ کے 3 ابواب

إِفْعَلَّلَ بَرُوزَن اَحْرَنَجَام
إِفْعَلَّلَ بَرُوزَن اَقْشَعْرَاء
تَفْعَلُّ بَرُوزَن تَدَحْرُجُ

ملحق برباعی مجرد کے 5 ابواب

فَعَلَّلَ بَرُوزَن شَمَلَلَة
فَوَعَلَّ بَرُوزَن حَوْقَلَة
فِيعَلَّ بَرُوزَن يَسْطَرَة
فَعَوَلَّ بَرُوزَن جَهْوَدَة
فَعَلَّوَة بَرُوزَن قَلْسَوَة

ملحق بتدحرج کے 6 ابواب

فَعَلَّلَ بَرُوزَن قَلْنَسَة
تَفْعَلُّ بَرُوزَن تَجَلْبَبُ
تَفَوَعْل بَرُوزَن تَجَوْرَب
تَفْعِيل بَرُوزَن تَشِيطُنْ
تَفْعُول بَرُوزَن تَرَهُوْكُ
تَمَفْعُل بَرُوزَن تَمَسْكُنْ

ملحق احرنجم کے 2 ابواب

إِفْعَلَّلُ بَرُوزَن اِقْعَنْسُنْ
إِفْعَنْلَاءُ بَرُوزَن اِسْلِنْقَاءُ

سوال: رباعی مجرد کا صرف ایک باب کیونکر لے کر آئے؟

جواب: کیونکہ اس میں نقل ہے تو اس وجہ سے صرف اس کے لیے ایک باب کو اختیار کیا گیا۔
جس کو الحاق کیا جائے اس کو ملحق کہتے ہیں اور جس کا الحاق کیا جائے اس کو ملحق کہتے ہیں۔
الحاق کرنے کا طریقہ:

(1) الحاق دو طرح سے ہوتا ہے۔ کلمہ میں سے ہی کسی لفظ کو زیادہ کر دیا جائے جیسے: جَلَبَ سے جَلَبَبَ۔ اس میں ب کو زائد کیا گیا۔

(2) کلمہ میں اُس کے اپنے الفاظ کے علاوہ کسی اور لفظ کا زیادہ کر دینا۔ جیسے: بیطر سے بیطرۃ۔ ة کا اضافہ کیا گیا۔
نوٹ: الحاق کے لیے ضروری ہے کہ دونوں کا مصدر ایک طرح کا ہو۔

فصل فی الماضی

(فعل ماضی کے بیان میں)

و هو یجئ علی اربعة عشر وجهاً نحو ضَرَبَ الی ضَرَبْنَا۔ اِنَّمَا بُنِیَ الْمَاضِیَ لِفَوَاتٍ مُّوَجِبِ
الاعرابِ و علی الحركة لمشابهة الاسم فی وقوعه صفةً للنكرة نحو مررتُ برجلٍ ضَرَبَ و
ضاربٍ۔ و علی الفتح لانه اخ السكون لان الفتحة جزء الالف و لم یعرب لان اسم الفاعل لم
یاخذ منه العمل۔ و لم یعرب لان اسم الفاعل لم یاخذ منه العمل۔ بخلاف المضارع لان اسم
الفاعل خذ منه العمل فأعطى الاعراب له عوضاً عنه او لكثرة مشابهته یعنی۔ یعرب المضارع
لكثرة مشابهته له و بنی الماضی علی الحركة لقلّة مشابهته له و بُنِیَ الْأَمْرُ عَلَى السَّكُونِ لِعَدَمِ
مشابهته۔ و زیدت الالف والواو والنون فی آخره حتی یدلّلن علی هما و هموا و هن۔ و ضمّ الباء
فی بُوا الأجل الواو بخلاف رَمَوْا لان المیم لیست بما قبلها۔ و ضمّ فی رَضُوا و اِنْ لم یکن
الضاد بما قبلها حتی لا یلزم الخروج من الكسرة الی الضمة۔
ترجمہ:

اور وہ چودہ صیغے آتے ہیں جیسے ضرب سے لے کر ضربنا تک بے شک ماضی مبنی ہے۔ اعراب کو واجب کرنے والے
کے فوت ہونے کی وجہ سے اور حرکت پر اسے اسم کے ساتھ مشابہت ہے۔ اس کا نکرہ کی صفت واقع ہونے میں جیسے: حررت
برجل ضرب و ضارب اور فتح پر کیونکہ قریب ہے سکون کے اس لیے کہ فتح الف کا جزء ہے اور معرب نہیں ہے۔ اس لیے
کہ اسم فاعل اس سے عمل نہیں لیتا بخلاف مضارع کے اس لیے کہ اسم فاعل اس میں عمل لیتا ہے پس اعراب دیا گیا اس کو اس کے
بدلے میں اسے کثرت مشابہت کی وجہ سے یعنی مضارع معرب ہے کثرت مشابہت کی وجہ سے اور ماضی مبنی ہے حرکت پر
مضارع کی ساتھ قلیل مشابہت کی وجہ سے اور امر مبنی ہے سکون پر عدم مشابہت کی وجہ سے اور الف، واو اور نون کو اس کے آخر میں
زیادہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ هما، هموا، هن پر دلالت کریں اور باء کو فتح دیا گیا ہے۔ ضربوا میں واو کی وجہ سے
بخلاف دموا کے اس لیے کہ میم اس کے ماقبل سے نہیں ہے اور رضوا میں ضمہ دیا گیا ہے۔ اگرچہ ضاداں کے ماقبل میں سے
نہیں ہے یہاں تک کہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے۔

انوارِ خادمیہ: یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ ماضی کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں۔

ماضی کے چودہ صیغے آتے ہیں۔ ضرب سے لے کر ضرب بنائیک۔

سوال: ماضی کے ہم 14 صیغے بناتے ہیں لیکن قیاسی طور پر 18 صیغے بنتے ہیں۔ 14 صیغے بنانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: (1) یہ سماعی بات ہے۔

(2) چونکہ ان کے ساتھ ضمائر کا تعلق ہوتا ہے اور یہ فعل ہے اور فاعل ضمیریں بنتی ہیں اور ضمیریں 16 ہونے کی وجہ سے صیغے بھی چودہ بنائے گئے۔

سوال: ضمیریں 18 کیوں نہ بنائی گئیں؟

جواب: قرآن مجید میں بھی 16 ضمیریں استعمال ہوئی ہیں اور مستعمل بھی 16 ہیں۔ اس بناء پر ضمیریں 18 نہ بنائی گئیں۔

ماضی مبنی ہوتا ہے کیونکہ اس کے پیچھے اعراب دینے والا عامل کوئی نہیں ہوتا۔

نوٹ: تمام افعال کی اصل مبنی ہونا ہے اور تمام اسماء کی اصل معرب ہونا ہے۔ اس بناء پر فعل ماضی مبنی ہے۔

ماضی کی اسم کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے حرکت میں نکرہ کی صفت واقع ہونے کی وجہ سے جیسے: مررت برجل ضرب و

ضارب۔

وہ معرب نہیں ہوتا اس لیے کہ اسم فاعل اس سے عمل نہیں پکڑتا ہے لیکن مضارع میں اس سے عمل پکڑتا ہے کیونکہ وہ اس کے

عوض میں اس کو حرکت دیتا ہے۔ اس سے کثرت سے مشابہت ہونے کی وجہ سے امر مبنی ہوتا ہے سکون پر عدم مشابہت کی وجہ

سے۔

ماضی کے صیغوں کے آخر میں الف، واؤ اور نون زیادہ کیا جاتا ہے تاکہ ہما اور هموا اور هن پر دلالت کرے۔

هُمَا اصل میں و تھا۔ واؤ ضعیف تھی اور اس پر حرکت ثقیل تھی تو واؤ کو ماقبل ضمہ کے مطابق میم میں مخرج کی مناسبت کی وجہ

سے میم سے بدل دیا تو هُما بن گیا۔

هُمُوا اصل میں هُوُوا تھا۔ آخری واؤ کو کثرت استعمال کی وجہ سے گرا دیا اور پھر واؤ کو هُما کی تعلیل کرتے ہوئے میم سے

بدل دیا تو هُم بن گیا۔

هُنَّ اصل میں هُنَّ تھا۔ اس کو پڑھنے میں ثقل پیدا ہونے کی وجہ سے میم کو نون سے بدل کر نون کا نون میں ادغام کر دیا تو

هُنَّ بن گیا۔

ضربوا میں واؤ کے ماقبل کو ضمہ کی واؤ کی مطابقت کی وجہ سے دیا گیا ہے اور رموا اصل میں رمیوا تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا

تویاء کو حذف کر دیا گیا۔

رضوا کو ضمہ دیا گیا اگرچہ فساد ماقبل ضمہ سے نہیں ہے تاکہ کسرہ حقیقی سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آجائے۔

و كُتِبَ الْاَلْفُ فِي ضَرْبُوا لِلْفَرْقِ بَيْنَ وَاوِ الْعَطْفِ وَاوِ الْجَمْعِ فِي مَثَلِ حَضَرَ و قَتَلَ و قِيلَ

لِلْفَرْقِ بَيْنَ وَاوِ الْجَمْعِ وَاوِ الْوَاحِدِ فِي مَثَلِ لَمْ يَدْعُو و لَمْ يَدْعُوا۔ و جعلت التاء علامة للمؤنث

فِي ضَرْبَتْ لَانِ التاء مِنَ الْمَخْرَجِ الثَّانِي وَالْمُؤنثُ اَيْضاً ثَانٍ فِي التَّخْلِيْقِ۔ و هذه التاء لَيْسَتْ

بضمیرِ کما یجئی۔ واسکنتِ الباءُ فی مثل ضَرَبْنَ وَ ضَرَبْتَ حتی لا یجتمع اربع حركات متوالیه فیما هو کالکلمة الواحدة۔ و من ثَمَّ لا یجوزُ العطفُ علی ضمیره بغیر التاکید فلا یقالُ ضربت و زید بل یقال ضربت انت و زید۔ بخلافِ ضَرَبْتَ لِأَنَّ حَرَکَةَ التَّاءِ فیهِ فی حکم السُّکُونِ وَ من ثَمَّ یسقط الالفُ فی رَمَتَا لَکونَ التحریکِ عارضاً إِلَّا فی لغۃِ رَدِیۃِ یقولُ اهلُها رَمَتَا۔ بخلافِ مثلِ ضَرَبْتَ لِانہ لیس کالکلمة الواحدة لِأَنَّ ضمیره ضَمِیرٌ منصوبٌ۔ بخلافِ هَدَبَدَ لِأَنَّ اصله هدا بد ثم قُصِرَ کما فی مَخِیْطُ اصله مَخِیْطٌ۔ و حذفت التاء فی ضَرَبْنَ حتی لا یجتمعَ علامتا التانیثِ کما فی مسلماتِ و ان لم تكونا من جنسٍ واحدٍ لثقلِ الفعلِ۔ بخلافِ حَبَلِیاتِ لَعَدَمِ الْجِنْسِیۃِ۔ ترجمہ:

اور الف لکھا گیا ہے ضربوا میں واؤ عطف اور واؤ جمع کے درمیان فرق کرنے کے لیے مثل حضور قتل کے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واؤ جمع اور واؤ واحد کے درمیان فرق کرنے کے لیے مثل لم یدعوا و لم یدعوا اور تاء کو ضربت میں علامت مونث بنایا گیا ہے۔ اس لیے کہ تاء مخرج ثانی سے ہے اور مونث اسی طرح تخلیق میں بھی ثانی ہے اور یہ تاء ضمیر نہیں ہے (جیسا کہ آئے گا ضمائر کی بحث میں) باء کو ساکن قرار دیا گیا ہے مثل ضربن اور ضربت میں یہاں تک کہ نہ جمع ہو تو الی اربع حرکات اس میں وہ کلمہ واحدہ کی طرح ہے اور پھر عطف جائز نہیں ہے۔ اس ضمیر پر بغیر تاکید کے بس نہیں کیا جائے گا۔ ضربت و زید بلکہ کہا جائے گا ضربت انت و زید بخلاف ضربتا کے اس لیے کہ تاء کی حرکت اس میں سکون کے حکم میں ہے اور پھر الف کو گرا دیا جاتا ہے۔ رمتا میں اس لیے کہ حرکت عارضی ہے مگر لغت ردی میں وہ کہتے ہیں رمتا بخلاف مثل ضربت کے اس لیے کہ یہ کلمہ واحدہ کی طرح نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کی ضمیر، ضمیر منصوب ہے بخلاف هَدَبَدَ کے اس لیے کہ اس کی اصل هدا بہ تھی پھر قصر کیا گیا جیسا کہ مخیط میں ہے۔ اس کی اصل مخیط آتی ہے اور تاء کو حذف کیا گیا ہے۔ ضربن میں یہاں تک کہ نہ جمع ہوں دو علامت تانیث جیسا کہ مسلمات میں ہے اور اگر وہ دونوں جنس واحد میں سے نہ ہوں فعل کے ثقل کے لیے بخلاف حَبَلِیاتِ کے عدم جنسیت کی وجہ سے۔

النوار خادمیہ: واؤ عطف اور جمع کی واؤ میں فرق کرنے کے لیے آخر میں الف لکھی جاتی ہے جیسے: ضربوا اور حضور قتل۔ سوال: جمع کی واؤ ملی ہوئی ہوتی ہے اور عطف کی واؤ ملی نہیں ہوتی تو پھر الف لگانے کی کیا وجہ ہے؟ جواب: یہ عمل تمام میں نہیں ہوتا جیسے: نصرو، نبذو، نظرو وغیرہ اس لیے اس کے آخر میں الف لکھنا ضروری تھا۔ لہذا ہمارا موقف ٹھیک ہے۔

اسی طرح عمرو اور عمرو دونوں الگ الگ لفظ ہیں تو ان دونوں میں فرق واضح کرنے کے لیے واؤ کا اضافہ ایک کے ساتھ کیا گیا۔

سوال: ضربت میں ة کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: مذکر و مونث میں تمیز کرنے کے لیے ة کا اضافہ کیا گیا۔

سوال: اضافہ مذکر میں بھی کیا جاسکتا تھا تو صرف مؤنث میں ہی اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب: مؤنث مذکر کی فرع ہے اور اضافت فرع میں ہی ہونی چاہیے تاکہ وضع طبع کے مطابق ہو جائے۔

سوال: اضافہ کرنے کے لیے ة کو کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: ة کے اضافہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عورت بھی تخلیق میں ثانی ہے اور تاء بھی مخرج میں ثانی ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے ة کو خاص کیا گیا۔

سوال: ضَرْبَتْ میں ة کو ساکن کیوں کیا گیا؟

جواب: اگر ساکن نہ کیا جاتا تو دو خرابیاں لازم آتیں۔ ایک تو التباس لازم آتا اور دوسرا اصل سے ہٹانا لازم آتا۔

سوال: اصل سے ہٹانا لازم کیسے آتا؟

جواب: اصل سے ہٹانا اس طرح لازم آتا کیونکہ حروفِ مبنی ہے اور مبنی کی اصل سکون ہے۔

نوٹ: ضربت میں تاء ضمیر کی نہیں ہے اگر ضمیر کی ہوتی تو ضربت ہنڈ کی صورت میں فاعل ظاہر نہ ہوتا۔

سوال: فعل ماضی کا آخر مبنی بر فتح ہوتا ہے تو ضَرْبَتْ اور ضَرْبَتْ میں باء کو ساکن کیوں کیا گیا؟

جواب: ساکن اس لیے کیا گیا تاکہ توالی اربع حرکات لازم نہ آجائیں۔ اُس میں جو ایک کلمہ کی طرح ہے کیونکہ یہ فاعل ہے اور اس کے جزء کی طرح ملا ہوا ہے۔ اس وجہ سے ہم اس کو ایک ہی کلمہ شمار کریں گے۔

سوال: ضَرْبَتْ میں بھی تو توالی اربع حرکات لازم آرہی ہیں تو اس میں اعتراض کیوں کر نہیں؟

جواب: کچھ فعل لازم ہوتے ہیں جو کہ مفعول کے بغیر پائے جاسکتے ہیں لیکن فعل فاعل کے بغیر نہیں پایا جاسکتا لہذا ضَرْبَتْ ایک کلمہ اور كَ ایک الگ کلمہ ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ ضَرْبَتْ ایک ہی کلمہ ہے اس کے ایک ہی کلمہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: دلیل یہ ہے کہ جب ضَرْبَتْ و زید کہیں گے تو زید کا عطف تو ضربت کے ایک جزء پر ہوگا اور یہ ممنوع ہے۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ یہ ایک ہی کلمہ ہے۔

ان تمام اعتراضات سے بچنے کے لیے بہتر ہوتا وہ یوں کہہ دیتے کہ:

لا يجوز العطف على ضميره بغير التاكيد اذا لم يكن بينه وبين معطوفه فعلٌ۔

کہ فعل فاعل اور اس کے معطوف کے درمیان اگر اجنبی نہ ہو تو ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید لگا کر عطف کیا جائے گا۔ اگر فعل

اور فاعل کے درمیان کوئی اجنبی آجائے تو تاکید کے بغیر عطف کرنا جائز ہے۔ جیسے: سیصلى نارا ذات لهب و امراته۔

ضَرْبَتْ میں توالی اربع حرکات لازم نہیں آرہیں کیونکہ ة آخر کی عارضی ہے اور یہ اصل میں ساکن ہے۔ وہ اس طرح کہ

رَمَتَاً اصل میں رَمَتَاً تھا۔ تعلیل کر کے رماتا بن گیا اور پھر اتقائے ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا اور ة کو عارضی حرکت دے

دی۔

سوال: رَمَتَاً میں بھی اتقائے ساکنین ہو رہا ہے تو پھر یہاں ساکن کو کیوں نہ گرایا گیا؟

جواب: اتقائے ساکنین اگر حقیقی ہو تو اس کو گرایا جاتا ہے۔ اگر عارضی ہو تو وہ نہیں گرایا جاتا۔

و سَوَى بَيْنَ تَشْنِيِي الْمَخَاطِبِ وَالْمَخَاطِبَةِ وَ بَيْنَ الْاِخْبَارَاتِ لِقَلَّةِ الْاِسْتِعْمَالِ فِي التَّشْنِيَةِ وَ
وَضَعِ الضَّمَامِثِرَ لِلَاِيجَازِ وَعِلْمِ الْاَلْتِبَاسِ فِي الْاِخْبَارَاتِ- وَ زِيدَتِ الْمِيمُ فِي ضَرْبَتِمَا حَتَّى لَا
يَلْتَبَسَ بِالْفِ الْاَشْبَاعِ فِي مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ:

اِخْوَك اِخْوِ مَكَاثِرَةٍ وَضَحَكَ
وَحَيَاكَ الْاِلَهَ فَكَيْفَ اَنْتَا
فَانِكَ ضَامِنٌ بِالرِّزْقِ حَتَّى
تُوَفَّى كُلَّ نَفْسٍ مَا ضَمَمْتَا

وَخَصَّتِ الْمِيمُ فِي ضَرْبَتِمَا لِأَنَّ تَحْتَهُ اَنْتَمَا مَضْمُورَةٌ وَأَدْخَلْتَ فِي اَنْتَمَا لِقُرْبِ الْمِيمِ اِلَى التَّاءِ
فِي الْمَخْرَجِ وَ قِيلَ تَبَعًا لِهَمَا كَمَا يَجْنَى- وَ ضُمَّتِ التَّاءُ فِي ضَرْبَتِمَا وَ ضَرْبَتِمْ وَ ضَرْبَتْنِ لِأَنَّهَا
ضَمِيرُ الْفَاعِلِ وَ فَتَحَتْ فِي الْوَاحِدِ خَوْفًا مِنْ الْاَلْتِبَاسِ بِالْمَتَكَلِّمِ وَ لَا التَّبَاسِ فِي التَّشْنِيَةِ- وَ قِيلَ
اِتْبَاعًا لِلْمِيمِ لِأَنَّ الْمِيمَ شَفْوِيَّةٌ فَجَعَلُوا حَرَكَةَ التَّاءِ مِنْ جِنْسِهَا وَ هُوَ الضَّمُّ الشَّفْوِيُّ-
ترجمہ:

اور تشنیہ مخاطبہ اور مخاطب کے درمیان برابر کیا گیا ہے اور اخبارات کے درمیان تشنیہ میں قلت استعمال کے لیے اور ضمائر کو رکھنا
اختصار کے لیے اور اخبارات میں التباس کے معدوم ہونے کی وجہ سے اور زیادہ کیا گیا ہے۔ ميم کو ضربتہما میں تاکہ الف اشباع
کے ساتھ التباس لازم نہ آئے مثل شاعر کے قول میں:

”تیرا بھائی تو ہنس مکھ اور خوش باش تھا۔ اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رکھے تو کیسا ہے؟ کیا تو رزق کا ضامن ہے کہ جس کا تو ضامن نہ
ہوگا وہ (بھوکا) مر جائے گا۔“

اور ميم کو خاص کیا گیا ہے۔ ضربتہما میں اس لیے کہ اُس کے نیچے انتہا ضمیر پوشیدہ ہے اور داخل کیا گیا ہے۔ انتہا میں
ميم کے تاء کی طرف قرب کے لیے مخرج میں اور کہا گیا ہے۔ ان دونوں میں تابع ہے جیسا کہ آئے گا اور تاء کو ضمہ دیا گیا ہے۔
ضربتہما، ضربتہم اور ضربتن میں اس لیے کہ یہ ضمیر فاعل ہے اور ایک میں فتح دی گئی ہے۔ متکلم کے ساتھ التباس کے
خوف کی وجہ سے اور نہیں ہے التباس تشنیہ میں اور کہا گیا ہے کہ ميم کی پیروی کرتے ہوئے اس لیے کہ ميم شفوئیہ ہے پس انہوں
نے تاء کی حرکت کو اس کی جنس سے بنالیا ہے اور وہ ضمہ شفوئی ہے۔

النوار خادمیہ: مخاطب اور مخاطبہ کے تشنیہ کے صیغوں کو ایک صیغہ کے برابر کر دیا گیا۔

اور ضمائر کو اختصار کے طور پر لایا گیا تاکہ دو ایک جیسے صیغوں میں اختصار کیا جاسکے۔

ميم کا اضافہ ضربتہما میں کیا گیا تاکہ الف اشباع کے ساتھ التباس لازم نہ آئے۔

الف اشباع سے مراد فتح کو اتنا لمبا کر کے پڑھنا کہ الف کی آواز پیدا ہو جائے۔ الف اشباع کہلاتا ہے۔

پھر آگے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چند اشعار کا ذکر فرمایا۔

”یہ ایک عورت تھی جس کا خاوند بہت ہنس مکھ اور خوش مزاج تھا۔ اُس کے انتقال کے بعد اُس عورت نے اپنے خاوند کے

بھائی سے شادی کر لی۔ وہ اُس کے پہلے خاوند کی طبیعت کے برعکس تھا۔ تو اُس کو اُس عورت نے یہ اشعار کہے تھے۔

سوال: تشنیہ کے صیغہ میں میم کو خاص کیوں کیا گیا۔ یعنی ضربت ما کیوں بنایا گیا؟

جواب: ضربت ما میں میم کو مختص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تاء اور میم قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور بعض کے نزدیک ہما میں میم پائی گئی۔ اس وجہ سے اس کی مطابقت سے ضربت ما میں بھی میم لے آئے۔

سوال: ضربت ما، ضربت م، ضربت ن میں تاء کو ضمہ دینے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: چونکہ یہ فاعل کی ضمیر ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے اور چونکہ ضمہ شفوی ہے اور میم بھی شفوی ہے اور اس کی مطابقت اور ہم مخرج ہونے کی وجہ سے ضمہ کو خاص کیا گیا۔

سوال: ضربت کے آخر کو فتح کیوں دیا گیا؟

جواب: تاکہ اس کے اخوات کے ساتھ اس کا التباس پیدا نہ ہو تو اس وجہ سے اس کو مفتوح کیا گیا۔

و زیدت المیم فی ضربت حتی یطرّد بتثنیۃ۔ و ضمیر الجمع فیہ محذوف و هو الواو لان اصلہ ضربتموا فحذفت الواو لان المیم بمنزلة الاسم۔ و لا یوجد فی آخر الاسم واو قبلہا مضمومٌ اِلَّا فی هُوَ و من ثَمَّ یقال دَلُوْا اَدِل۔ بخلاف ضربوا لان بائہ لیس بمنزلة الاسم۔ و بخلاف ضربتموه لان الواو قد خرج من الطرف بسبب الضمیر کما فی عَظایۃ۔ ترجمہ:

اور ضربت میں میم زیادہ کی گئی تاکہ اپنے تشنیہ کے موافق ہو جائے اور جمع کی ضمیر اس (ضربت) میں محذوف ہے اور وہ واو ہے کیونکہ اس (ضربت) کا اصل ضربتموا تھا تو واو کو حذف کر دیا گیا کیونکہ میم اسم کے قائم مقام ہے اور کلام عرب میں ہو کے سوا کوئی ایسا اسم نہیں پایا جاتا جس کے آخر میں واو ماقبل مفہوم ہو اور اسی وجہ سے دلو (ڈول) کی جمع (ادلو) کی بجائے ادل پڑھتے ہیں اور بخلاف ضربوا کے کہ اس کی با اسم کے قائم مقام نہیں اور بخلاف ضربتموه کے کہ اس کی واو ضمیر لاحق ہونے کی وجہ سے آخر میں نہیں ہے جیسا کہ عظایۃ میں ہے۔

انوار خادمیہ: یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

سوال: ضربت ما میں میم کا اضافہ الف اشباع کے التباس سے بچنے کے لیے کیا گیا تھا لیکن یہاں پر تو التباس والا کوئی مسئلہ نہیں تو پھر یہاں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: ضربت م میں میم کا اضافہ تشنیہ اور جمع میں موافقت کے لیے کیا گیا ہے۔

اعتراض: اعتراض وارد ہوتا ہے کہ موافقت تو وہاں ضروری ہوتی ہے جہاں مناسبت ہو تو تشنیہ اور جمع میں مناسبت کس طرح ہے؟

جواب: تشنیہ اور جمع میں مناسبت فرع ہونے کی وجہ سے ہے کہ دونوں واحد کی فرعیں ہیں۔

سوال: ضربت م میں ضمیر جمع کون سی ہے؟

جواب: ضمیر جمع محذوف ہے اور وہ واؤ ہے اور اس کے محذوف ہونے پر دلیل یہ ہے کہ ضمیر منصوب متصل کے ملحق ہوتے وقت واؤ واپس پلٹ آتی ہے جیسے ضربتموہ۔

سوال: واؤ کو کیوں حذف کیا گیا؟

جواب: قانون یہ ہے کہ وہ اسم جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہو تو اس واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

سوال: یہ قانون تو اسم کا ہے جبکہ آپ اس کو فعل پر لاگو کر رہے ہیں؟

جواب: میم اسم کا جزء ہے تو جس فعل کے ساتھ آخر میں میم مل جائے تو اس فعل کو بھی یہ اسم کے قائم مقام کر دیتا ہے تو اس پر اسم والا مذکورہ قاعدہ جاری ہوتا ہے تو واؤ حذف ہو جاتی ہے۔

سوال: میم اسم کا جزء کیسے ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد میں میم اسم فاعل، اسم مفعول ظرف زمان و مکان، اسم آلہ اور مصدر میمی میں آتی ہے اور ثلاثی مجرد کے غیر میں اسم فاعل و مفعول اور اسم ظرف کے شروع میں آتی ہے تو جب میم اکثر اسم پر داخل ہوتی ہے تو کلام عرب میں قاعدہ یہ ہے کہ للاكثر حکم الكل کے تحت اکثر کو کل کا حکم دیتے ہیں۔ اس وجہ سے میم کو اسم کا جزء قرار دیا گیا اور جس کلمہ کے ساتھ بھی میم مل جائے اسے اسم کے قائم مقام کر دیتی ہے جیسے یہاں ہوا ہے۔

سوال: آپ نے کہا تھا کہ ہر وہ اسم جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہو تو اس کو حذف کر دیتے ہیں تو ہوا میں واؤ حذف کیوں نہ ہوئی؟

جواب: (1) یہ قانون سے مستثنیٰ ہے۔

(2) یہ قانون اسم متمکن کے لیے ہے جبکہ ہو غیر متمکن ہے تو یہ اعتراض درست نہ ہوا۔ (حوالہ المحفۃ ص 53)

مذکورہ بالا قانون کی وضاحت کرتے ہوئے مصنف رحمہ اللہ مثال دیتے ہیں:

مثال: دَلُّوْا کی جمع اَدْلُوْا۔ واؤ کو آخر میں آنے کی وجہ سے اور ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا تو اَدْلُ ہو گیا۔

حذف کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دَلُّوْا کی جمع اَدْلُوْا بروزن اَفْلُسْ تو اَدْلُوْا بنا واؤ ماقبل مضموم اسم متمکن کے آخر میں آگئی تو اس کے ماقبل کو کسرہ دیا گیا تو اَدْلُوْا ہو گیا پھر واؤ متحرک ماقبل مکسور تو واؤ کو یاء سے بدل دیا تو اَدْلِیْ ہو گیا۔ پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو ی کو حذف کر دیا گیا تو اَدْلِیْن ہو گیا۔ پھر یاء کو انتقائے سناکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تو اَدْلِیْن یعنی اَدْلِ ہو گیا۔

ضَرْبُوْا میں واؤ کو حذف نہیں کیا گیا اس لیے کہ یہ میم کی طرح نہیں کہ یہ فعل کو اسم کے قائم مقام بنادے تو لہذا قانون جاری نہیں ہوا۔

سوال: ضربتموہ میں قانون کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب: ضربتموہ میں قانون اس لیے جاری نہیں ہوا کیونکہ واؤ کا آخر و طرف میں واقع ہونا شرط ہے تو ضربتموہ میں واؤ کیونکہ آخر میں واقع نہیں ہوئی تو اس وجہ سے یہ حذف نہیں ہوا بانتفاء الشرط کے یتنفی المشروط کے۔ (حوالہ المحفۃ ص 54)

جیسے: عطاۃ میں قانون جاری نہیں ہوا۔

قانون: ہر واؤ اور یاء جو الف زائد کے بعد طرف میں واقع ہو تو اس واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے: کساء اور رداء میں جو کہ اصل میں کساء اور رداۓ تھے۔

سوال: عطاۃ والے قانون کو ضربتموہ کی نظیر کیوں بنایا گیا ہے؟

جواب: کیونکہ یہ طرف میں نہ واقع ہونے کی وجہ سے تغیر و تبدل قبول نہ کرنے میں برابر ہیں۔

وشدد النون فی ضربتنّ دُون ضربنّ لَانَّ اصله ضربتمن فادغم المیم فی النون لقرب المیم من النون و من ثمّ تبدّل المیم من النون کما فی عمبر اصله عنبر و قیل اصله ضربتنّ فأريد أن يكون ما قبل النون ساکناً ليطردّ بجميع نونات النساء و لا یمكن إسکانُ تاء الخطاب لِاجتماع الساکنین و لا یمكن حذفها لانها علامة والعلامة لا تحذف فادخل النون لقرب النون من النون ثم ادغم فصار ضربتنّ۔

ترجمہ:

اور ضربتن میں نون مشدد کیا گیا ضربن کے سوا کیونکہ اس کی اصل ضربتمن تھی تو قرب مخرج کی وجہ سے میم کا نون میں ادغام کیا گیا اور اس قرب مخرج کی وجہ سے میم نون سے بدل جاتی ہے۔ جیسے: عمبر اصل میں عنبر تھا اور کہا گیا ہے اس کی اصل ضربتنّ تھا اور یہ ارادہ کیا گیا کہ نون کے ماقبل کو ساکن کر دیا جائے تاکہ دیگر نونات جمع کے موافق ہو جائیں اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے تاء مخاطب کو ساکن کرنا ممکن نہیں تھا۔ علامت ہونے کی وجہ سے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔ تو (نون جمع سے پہلے) ایک نون داخل کیا گیا نون کے نون سے قریب ہونے کی وجہ سے پھر ادغام کیا گیا تو ضربتنّ ہو گیا۔

الوارثادمیہ:

سوال: ضربتنّ میں نون مشدد ہے جبکہ ضربنّ میں مخفف ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ضربتن کی اصل ضربتمن ہے کیونکہ تشنیہ اور جمع میں موافقت ہوتی ہے۔ جب تشنیہ میں میم موجود تھی تو لازماً جمع میں بھی موافقت کی وجہ سے میم موجود ہوگی۔ پھر میم اور نون قریب المخرج تھے تو میم کو نون کیا پھر نون کا نون میں ادغام کر دیا گیا تو ضربتن ہو گیا۔ بخلاف ضربنّ کے۔ کیونکہ اس کے تشنیہ کے صیغہ میں میم نہ تھی تو جمع میں کہاں سے آتی۔ جب میم نہیں آئی تو وہی نون علامت جمع مؤنث مخفف ہو گیا نہ کہ مشدد۔

سوال: میم اور نون ہم جنس نہیں تھے لہذا شرط ادغام نہ پائی گئی تو آپ کا ادغام کرنا درست نہیں؟

جواب: ادغام کرنے کے لیے دو باتوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔

(1) ہم جنس ہونا۔ (2) قریب المخرج ہونا۔

تو یہاں پر دوسری شرط پائی جا رہی ہے تو ہمارا ادغام کرنا درست ہوا اور جب ہم نے میم کو نون کیا تو ہم جنس والی شرط پائی گئی لہذا ادغام کر دیا گیا۔

فائدہ (1): جمع مؤنث حاضر کے آخر میں دو حرفوں کا اضافہ کیا گیا۔ میم اور نون ضربت سے ضربتمن پھر ضربتن تاکہ

جمع مؤنث حاضر جمع مذکر حاضر کے مساوی ہو جائے حروف میں۔ جیسے ضربتمن۔ ضربتمو۔ اور اسی طرح جمع مؤنث غائب میں ایک حرف کا اضافہ کیا گیا۔ ضرب سے ضربین تاکہ جمع مؤنث غائب، جمع مذکر غائب کے مساوی ہو جائے حروف میں۔ جیسے: ضربین۔ ضربق۔ (الحفۃ ص 55)

فائدہ (2): قریب المخرج ادغام کرنے کے دو طریقے ہیں:

(1) بغیر تعلیل کے ادغام کر دیا جائے۔ ضربتمن کو ضربتن بنا دیا جائے۔

(2) تعلیل کر کے۔ جیسے: ضربتمن سے ضربتن اور پھر ضربتن۔

فائدہ (3): ”عمبر لکھنا درست نہیں پڑھنا درست ہے یعنی لکھا عنبر جائے گا اور پڑھا عمبر جائے گا۔“

ضربتن کے بارے میں ایک دوسرا قول یہ ہے کہ ضربتن اصل میں ضربتن تھا۔ ضربتمن نہیں تھا۔

وجہ: اس لیے کہ ثنیہ میں میم الف اشباع کے ساتھ التباس سے بچنے کے لیے لائے تھے جبکہ یہاں التباس والا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو سکتا تھا اس لیے میم نہیں لائے تو اس کی اصل ضربتن تھی۔ پھر باقی نونات جمع مؤنث کے ساتھ موافقت کے لیے اس کے ماقبل کو ساکن کرنا چاہا تو اتفاقاً ساکنین والی خرابی پیدا ہوتی تھی۔ ضربتن با اور تاء دونوں ساکن ہو رہی تھی اور اگر تاء کو حذف کرنا چاہتے تو یہ حذف نہیں کر سکتے تھے کیونکہ یہ علامت مخاطب ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔ تو اس خرابی سے بچنے کے لیے نون جمع سے پہلے نون کا اضافہ کر دیا گیا پھر نون کونون کے قریب ہونے کی وجہ سے ادغام کر دیا گیا تو ضربتن ہو گیا۔

سوال: (نون کونون سے قریب ہونے کی وجہ سے) والا جملہ درست نہیں اس لیے کہ نون نون کے قریب نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں ہیں؟

جواب: ان میں دو طرح فرق ہے۔

(1) پہلا نون زائد ہے جبکہ دوسرا نون علامت ہے۔

(2) پہلا نون حرف ہے جبکہ دوسرا نون اسم ہے۔

جب ان مذکورہ وجوہ سے دونوں جدا جدا ہیں تو وضع اور مخرج میں جدا جدا ہونے کا اعتبار کر لیا گیا۔ (الحفۃ ص 57)

تنبیہ: ضربتن کی دوسری تقدیر (قول) کہ اصل میں ضربتن تھا پھر نون کا اضافہ کیا گیا اور اس میں میم اس لیے نہیں لے آئے کہ یہاں الف اشباع کے ساتھ التباس کا خطرہ نہیں تھا اور تکلف سے خالی نہیں اور ان کی اپنی رائے کے خلاف تھا کیونکہ منصف رحمۃ اللہ علیہ نے ضربتم میں فرمایا تھا کہ اسم میں میم اس لیے لے آئے ہیں تاکہ ثنیہ و جمع میں موافقت ہو جائے۔ وہی بات یہاں بھی لاگو کر کے اس سے اعراض کیوں؟

فإن قيل لِمَ زِيدَتِ التاءُ في ضربت قلنا لأن تحتہ انا مضمرٌ و لا يمكنُ الزيادةُ من حروفہ لِإلتباسِ فاختيرتِ التاءُ لوجودہ فی اخوتہ۔ و زِيدَتِ النونُ فی ضربنا لأن تحتہ نحنُ مضمرٌ ثم زِيدَتِ الألفُ حتی لا يلتبسَ بِضربنَ فصار ضربنا۔

ترجمہ: پس اگر کہا جائے کہ ضربت میں تاء کیوں زیادہ کی گئی ہے تو ہم کہتے ہیں اس لیے کہ اس کے تحت انا ضمیر ہے اور

حرف انا میں سے زیادہ کرنا ممکن نہیں التباس کی وجہ سے تو دیگر اخوات (ضربت) میں تا موجود ہونے کی وجہ سے اس صیغہ میں حرف تاء اختیار کیا گیا اور ضربنا میں نون بڑھایا گیا۔ اس لیے کہ اس کے تحت نحن ضمیر ہے اور اور پھر الف بڑھایا گیا تاکہ ضربن کے ساتھ التباس نہ ہو تو ضربنا ہو گیا۔

الوارخادمیہ:

سوال: ضربت میں تاء کو کیوں لائے؟

جواب: ضربت کے تحت انا ضمیر ہے۔ اس کے حروف میں سے کسی حرف کا اضافہ کرتے تو التباس آتا تھا تو ضربت کے اخوات ضربت، ضربت وغیرہ میں تاء موجود تھی تو اس میں بھی تاء لے آئے۔

سوال: انا ضمیر کے حروف میں سے کسی حرف کا اضافہ کرنے سے التباس کیسے لازم آتا ہے؟

جواب: اگر شروع میں ہمزہ کا اضافہ کرتے تو مضارع کے واحد متکلم کے صیغہ أَفْعَلُ کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر شروع میں نون کا اضافہ کرتے تو فعل مضارع کے جمع متکلم کے صیغہ نَفْعَلُ کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر آخر میں ن کا اضافہ کرتے تو ماضی کے جمع مؤنث غائب کے صیغہ ضربن کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر آخر میں ہمزہ کا اضافہ کرتے تو ماضی کے ثنیہ مذکر غائب کے صیغہ فَعَلَا کے ساتھ التباس لازم آتا تو ان التباسات سے بچنے کے لیے ت کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سوال: ت کا اضافہ کر کے اس کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: التباس سے بچنے کے لیے اس کو ضمہ دیا گیا ہے کیونکہ اگر فتح دیتے تو ماضی کے واحد مذکر حاضر کے صیغہ کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر کسرہ دیتے تو ماضی کے واحد مؤنث حاضر کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر ساکن کرتے تو واحد مؤنث غائب کے ساتھ التباس لازم آتا تو ان تمام التباسات سے بچنے کے لیے اس کو ضمہ دے دیا گیا۔

سوال: اس کا اُلٹ کر دیا جاتا یعنی ان تینوں میں سے کسی کو ضمہ دے دیتے اور ان تینوں میں سے کوئی حرکت اس کو دے دیتے ایسا کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: کیونکہ متکلم کلام میں زیادہ قوی ہوتا ہے اور ضمہ بھی قوی حرکت ہے۔ تو اس میں مناسبت پائی گئی تو اس بناء پر اس کو ضمہ دے دیا گیا۔

اور یہی بات کہ کسرہ واحد مؤنث مخاطب کے صیغہ میں کیوں لائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسرہ یاء کی بہن ہے اور یاء مؤنث کے لیے آتی ہے تو اس وجہ سے کسرہ اس کو دے دیا گیا باقی رہا فتح تو وہ واحد مذکر حاضر کے حصہ میں آگئی۔ اس کو واحد مذکر حاضر کے حوالے کر دیا گیا۔

سوال: جمع متکلم کے صیغہ میں نون کا اضافہ کیوں کیا گیا اور پھر الف کا اضافہ کیوں کیا؟

جواب: اس کے تحت ضمیر نحن ہے تو اس کے ایک لفظ یعنی نون کا اضافہ کر دیا گیا تو ضَرْبُن ہو گیا۔ توالی اربع حرکات سے بچنے کے لیے باء کو ساکن کر دیا گیا تو ضَرْبُن ہو گیا اور پھر صیغہ جمع مؤنث غائب کے التباس سے بچنے کے لیے اس کے آخر میں الف کا اضافہ کر دیا گیا تو ضَرْبْنَا ہو گیا۔

سوال: اس کا اُلٹ کیوں نہیں کیا گیا یعنی کہ الف کا اضافہ جمع مؤنث غائب کے آخر میں کر دیتے جمع متکلم میں ہی اضافہ

کیوں کیا؟

جواب: کیونکہ متکلم معنی کے اعتبار سے خفیف ہوتا ہے کیونکہ وہ دو کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے بخلاف ضربین کے کہ وہ تین سے کم میں استعمال نہیں ہوتا اور زیادتی ثقل کا سبب ہوتی ہے تو زیادتی اس میں کرنا زیادہ مناسب ہے جو خفیف ہونہ کہ اس میں جو پہلے ثقل ہو۔ لہذا جمع متکلم میں اضافہ کیا گیا نہ کہ جمع مؤنث غائب میں۔ (الحفۃ ص 58)

وتدخل المضمرات في الماضي وأخواته و هي ترتقي الى ستين نوعاً لأنها في الأصل ثلاثة مرفوع و منصوب و مجرور ثم يصير كل واحد اثنين نظراً الى اتصاله وانفصاله فاضرب الاثنين في الثلاثة حتى يصير ستة ثم أخرج المجرور المنفصل حتى لا يلزم تقديم المجرور على الجار فلا يقال مرت زید بل يقال مرت زید فبقي خمسة مرفوع متصل و منفصل و منصوب متصل و منفصل و مجرور متصل۔ ثم انظر الى المرفوع المتصل و هو يحتمل ثمانية عشر نوعاً في العقل ستاً في الغيبة و ستاً في المخاطبة و ستاً في الحكاية و اكتفى بخمسة في الغيبة باشتراك التثنية لقلّة استعمالها و كذلك في المخاطب والمخاطبة و في الحكاية بلفظين لأن المتكلم يرى في أكثر الأحوال او يعلم بالصوت أنه مذكر أو مؤنث فبقي لك اثنا عشر نوعاً۔

ترجمہ:

فعل ماضی اور اُس کے اخوات (مضارع، امر، نہی وغیرہ) کے ساتھ ضمیریں آتی ہیں اور وہ کل ساٹھ تک پہنچتی ہیں کیونکہ وہ اصل میں تین قسم پر ہیں۔ مرفوع، منصوب اور مجرور پھر اتصال اور انفصال کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہو جائیں گی تو دو کو تین سے ضرب دیں یہاں تک کہ وہ چھ ہو جائیں۔ پھر مجرور منفصل کو اس لیے نکالنا کہ مجرور کا جار پر مقدم ہونا لازم نہ آئے۔ تو نہ کہا جائے مرت زید بلکہ یوں کہا جائے گا۔ مرت زید تو پانچ قسمیں (1) مرفوع متصل (2) مرفوع منفصل (3) منصوب متصل (4) منصوب منفصل (5) مجرور متصل باقی رہ گئیں۔ پھر مرفوع متصل میں غور و فکر کرو وہ اٹھارہ قسمیں بنتی ہیں۔ عقل میں چھ غائب کے لیے، چھ مخاطب کے لیے اور چھ متکلم کے لیے اور غائب میں پانچ صیغوں میں اکتفاء کیا جاتا ہے۔ تثنیہ کے مشترک ہونے کی وجہ سے اور اس کے قلیل الاستعمال ہونے کی وجہ سے اور اسی طرح مخاطب و مخاطبہ میں اور متکلم میں دو لفظوں میں اکتفاء کیا جاتا ہے کیونکہ اکثر حالتوں میں متکلم کے دیکھنے سے یا آواز سے مذکر و مؤنث کی تمیز کی جاتی ہے تو تیرے لیے بارہ اقسام باقی رہ گئیں۔

انوارِ خادمیہ: ضمیر اسم ظاہر کی جگہ اختصار کے لیے لائی جاتی ہے اور اسم ضمیر کی تین قسمیں ہیں:

(1) مرفوع (فاعل) (2) منصوب (مفعول) (3) مجرور (مضاف الیہ)

اس وجہ سے ضمیر کی اصل وضع کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں:

(1) مرفوع (2) منصوب (3) مجرور

پھر ان میں ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔

(1) متصل (2) منفصل

متصل: وہ ضمیریں جو مستقل بنفسہ ہوں اُن کو متصل کہتے ہیں۔

منفصل: وہ ضمیریں جو مستقل بنفسہ نہ ہوں اُن کو منفصل کہتے ہیں۔

تو دو کو تین سے ضرب دینے سے چھ بنیں پھر مجرور منفصل کا استثناء کیا تو باقی پانچ رہ گئیں۔

ضمیر

مجرور

منصوب

مرفوع

متصل

منفصل

متصل

منفصل

متصل

عقلی احتمال کے مطابق کل 90 ضمیریں ہیں۔ جاری الاستعمال 70 ضمیریں ہیں اور صاحب کتاب کے نزدیک 60 ضمیریں ہیں۔

ضما نر کا جامع نقشہ

(1) مرفوع متصل

صاحب کتاب

جاری الاستعمال

عقلی احتمال

5

6

6

غائب:

5

6

6

مخاطب:

2

2

6

متکلم:

12

14

18

ثبوت:

(2) مرفوع منفصل

صاحب کتاب

جاری الاستعمال

عقلی احتمال

5

6

6

غائب:

5

6

6

مخاطب:

2

2

6

متکلم:

12

14

18

ثبوت:

(3) منصوب متصل

صاحب کتاب

جاری الاستعمال

عقلی احتمال

5

6

6

غائب:

5

6

6

مخاطب:

2

2

6

متکلم:

12

14

18

ثبوت:

عقلی احتمال	(4) منصوب منفصل جاری الاستعمال	صاحب کتاب
غائب: 6	6	5
مخاطب: 6	6	5
متکلم: 6	2	2
ٹوٹل: 18	14	12

عقلی احتمال	(5) مجرور متصل جاری الاستعمال	صاحب کتاب
غائب: 6	6	5
مخاطب: 6	6	5
متکلم: 6	2	2
ٹوٹل: 18	14	12

سوال: آپ نے منصوب اور مرفوع کو دو دو حصوں میں تقسیم کیا لیکن مجرور کو صرف ایک ہی قسم میں۔ مجرور منفصل نہ لانے کی وجہ کیا ہے؟ یہ کیوں نہیں آتی؟

جواب (1): قاعدہ:

”ضمیر منفصل اپنے عامل کے بغیر اور اس سے مقدم بھی استعمال ہو سکتی ہے۔“

اب اگر ضمیر مجرور منفصل لے کر آتے تو اس قاعدہ پر عمل کرنا لازم نہیں آتا تو اس طرح اس قاعدہ پر عمل کرنا محال تھا کیونکہ ضمیر مجرور منفصل کو عامل کے بغیر اور اس سے مقدم کرنا بھی ناممکن تھا تو اس وجہ سے ضمیر مجرور منفصل نہ لے کر آئے۔

جواب (2): ضمیر منفصل اپنے عامل پر مقدم ہو سکتی ہے۔ جیسے زیداً ضربت۔ ہو ضرب (ب) ضمیر منفصل علیحدہ استعمال ہو سکتی ہے جبکہ یہ ضمیر مجرور منفصل بنائیں تو علیحدہ استعمال نہیں ہو سکتی۔

رہی یہ بات کہ یہ مقدم کیوں نہ ہو سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مجرور کا اپنے جار کے ساتھ شدت اتصال ہوتا ہے اور اس شدت اتصال کی وجہ سے مجرور جار کے جز کی طرح ہو گیا اور شی کا جز شی پر مقدم نہیں ہوتا۔ (ب) رہی دوسری بات یہ کہ یہ اس سے علیحدہ کیوں استعمال نہیں ہو سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جار یا تو حرف جار ہوگا یا مضاف ہوگا اور ان کا مجرور اسم ظاہر ان سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اس کا مجرور جو ان کے قائم مقام ہے یعنی ضمیر مجرور اپنے جار سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔

تو کل پانچ ضمیریں ہوئیں۔

(1) مرفوع متصل (2) مرفوع منفصل (3) منصوب متصل (4) منصوب منفصل (5) مجرور متصل

پھر مرفوع متصل کی عقلی احتمال سے اٹھارہ قسمیں بنیں۔ چھ صیغے غائب کے، چھ مخاطب کے اور چھ متکلم کے۔ چھ کو تین سے ضرب دینے میں حاصل ضرب اٹھارہ ہوئے۔

مگر غائب میں تثنیہ کا صیغہ مشترک ہونے کی وجہ سے ایک کم کر دیا گیا اور مخاطب کے چھ صیغوں سے بھی ایک تثنیہ کا صیغہ کم کر دیا گیا۔ جبکہ متکلم میں واحد متکلم ایک کر دیا گیا تو ایک صیغہ کم ہوا۔ جمع متکلم میں تثنیہ مذکر و مؤنث، جمع مذکر و مؤنث سمودیا گیا۔ تو تین صیغے کم ہوئے۔ متکلم میں کل 4 صیغے کم ہوئے۔ جبکہ غائب و مخاطب کے صیغوں سے دو صیغے کم ہوئے۔ کل چھ صیغے کم ہوئے۔ اٹھارہ سے چھ نکال کر باقی بارہ رہ گئے۔

سوال: متکلم میں صرف دو صیغوں پر کیوں اکتفاء کیا گیا؟

جواب: متکلم اکثر اوقات دکھائی دیتا ہے یا آواز سے پہچانا جاتا ہے اور جو دکھائی دے یا آواز سے پہچانا جائے تو اس کی زیادہ مثالیں نہیں لائی جاتیں کیونکہ زیادہ مثالیں لانا عبث و فضول ہے اس لیے دو لفظوں پر اکتفا کر دیا گیا۔ (الحنفیہ ص 61)
فائدہ (1): ضمیر مرفوع متصل ہی مستتر ہوتی ہے جیسے ضرب میں ہو ضمیر اگرچہ ہم اسے منفصل سے تعبیر کریں لیکن درحقیقت وہ متصل ہے کیونکہ متصل ہی مستتر ہوتی ہے۔

فائدہ (2): ضمیر کا ظاہر تلفظ ہو تو اسے بارز کہتے ہیں۔ جیسے: ہو زید اور جس کا ظاہر تلفظ نہ ہو بلکہ نیت میں تعبیر ہو تو اسے مستتر کہتے ہیں۔

فائدہ (3): ماضی کے اخوات وہ کہلائیں گے جن میں ضمیر کا مستتر ہونا ممکن ہو اور وہ مضارع، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول ہیں۔

فاذا صارَ قسَمٌ واحدٌ من تلك الاقسام الخمسة اثنى عشر نوعاً فيصير كل واحد منها مثل ذلك فيحصل لك بضرب الخمسة في اثنى عشر ستون نوعاً۔ اثنى عشر للمرفوع المتصل نحو ضرب الى ضربنا۔ واثنى عشر للمرفوع المنفصل نحو هو ضرب الى نحن ضربنا۔ ترجمہ:

جب ان پانچ قسموں میں سے ایک قسم (مرفوع متصل) کی بارہ قسمیں بنیں تو ان میں سے ہر ایک قسم کی بارہ قسمیں بنیں تو پانچ کو بارہ کے ساتھ ضرب دینے سے کل ساٹھ ہوں گی۔ بارہ مرفوع متصل کے لیے۔ جیسے ضرب سے ضربنا تک اور بارہ مرفوع منفصل کے لیے جیسے: ہو ضرب سے لے کر نحن ضربنا تک۔

انوار خادمیہ: جب مرفوع متصل کی بارہ ضمیریں بنیں تو باقی یعنی مرفوع منفصل، منصوب متصل، منصوب منفصل اور مجرور متصل کی بھی بارہ بارہ ضمیریں بنیں۔ یہ کل پانچ قسمیں ہیں۔ پانچ کو بارہ کے ساتھ ضرب دینے سے ساٹھ ہوں گی۔ پھر مرفوع متصل کی مثالیں دی ہیں۔ ضرب سے ضربنا۔ چھ غائب کے جیسے: ضرب، ضربا، ضربوا، ضربت، ضربتا، ضربین اور چھ مخاطب کے جیسے: ضربت، ضربتما، ضربتم، ضربت، ضربتما، ضربتن اور دو متکلم کے جیسے: ضربت، ضربنا اور بارہ مرفوع منفصل کے جیسے ہو ضرب سے نحن ضربنا تک۔ یعنی ہو ضرب، ہما ضربا، ہم ضربوا، ہی ضربت، ہما ضربتا، هن ضربن، انت ضربت، انتما ضربتما، انتم ضربتم، انت ضربت، انتما ضربتما، انتن ضربتن، انا ضربت، نحن ضربنا۔

تنبیہ: مذکورہ بالا مثالوں سے غائب و مخاطب کے تشبیہ میں سے ایک ایک کم کر دیں گے۔ وہی ایک مذکر و مؤنث کے لیے استعمال ہوگا۔ تو دو صیغے کم ہوئے تو وہی بارہ اقسام رہ گئیں۔ ساری مثالیں مبتدی کی آسانی کے لیے لکھ دی گئی ہیں۔

والأصلُ في هو أنَّ يقالَ هو، هوا، هوَّأ، لكن جعل الواوُ الأولى ميمًا في الجمعِ لِاتِّحَادِ مخرجيهما واجتماع الواوين فصار هموا- ثم حُذفت الواوُ لَمَّا مرفى ضربتموا- و حملت الشَّيْئَةُ عليه- و قيل قد فرُّوا حتى يَقَعَ الفتحَةُ على الميمِ القويِّ-

ترجمہ: اور اصل ھو میں یہ ہے کہ یوں کہا جائے ھو ھو ھو ھو ھو ھو لیکن جمع میں پہلی واؤ کو میم کر دیا گیا۔ اتحاد مخرج اور دو واؤں کے جمع ہونے کی وجہ سے تو ھموا ہو گیا۔ اس کے بعد واؤ کو حذف کر دیا گیا جس کی وجہ ضرر بتمو میں گزر چکی ہے اور تشنہ کو جمع پر محمول کیا گیا اور کہا گیا ہے (صرنی واؤ سے میم کی طرف) گئے ہیں تاکہ فتح میم حرف قوی پر واقع ہو جائے۔

انوارِ خادمیہ: ھُوَ کی تشنیہ کی ضمیر اصل میں ھُوَا تھا اور جمع ھُوُوا تھا تو جمع میں دو واؤ اکٹھی ہو گئیں اور اجتماع متجانسین مطلقاً ثقل ہوتا ہے جبکہ یہاں اجتماع واوین کا ہوا جو حرف علت میں سے ہیں تو اس بناء پر ان میں ثقل اور بھی بڑھ گیا۔ ابہام کی وجہ سے ضمیر میں اجتماع ہو گیا جو کہ ضعیف ہے۔ بایں وجہ واوِ اول کو میم سے تبدیل کر دیا واؤ سے اس لیے تبدیل کیا کیونکہ یہ قریب المخرج تھا تو ھموا ہو گیا۔ پھر اس میم کی وجہ سے جو کہ واؤ سے بدل کر آئی ہے۔ ھموا کو اسم متمکن کا درجہ حاصل ہو گیا اور پھر معروف قانون یعنی

”ہر داؤ جو اسم متمکن میں طرف میں واقع ہو اور اس کا ما قبل مضموم ہو تو اس داؤ کو حذف کر دیتے ہیں۔“ کی وجہ سے اس کے آخر سے داؤ کو حذف کر دیا گیا پھر آخر کو ساکن کر دیا گیا تو ھم بن گیا اور پھر عثنیہ کو جمع پر محمول کر لیا گیا۔
وجہ حمل مناسبت ہے:

(1) تشبیہ و جمع ایک سے زیادہ پر دلالت کرتے ہیں۔ (2) یہ دونوں واحد کی فرعیں ہیں یعنی واحد سے بنتے ہیں تو اس مناسبت کی وجہ سے ہوا بھی ہما بن گیا۔

تشنیہ میں میم لانے کی صرف ایک اور وجہ بیان کرتے ہیں کہ فتحہ قوی تھا اور واؤ ضعیف تھی۔ اسے میم سے تبدیل کر دیا گیا تاکہ فتحہ میم قوی پر داخل ہو جائے۔

سوال: جمع کی ضمیر میں واؤ کو میم سے تبدیل کرنے کی بجائے حذف کر دیتے تو بہتر ہوتا۔ میم میں تبدیل کرنے کے تکلف سے بچ جاتے۔ ایسا کیوں کیا؟

جواب: اگر پہلی واؤ کو حذف کر دیتے تو واحد کے ساتھ التباس لازم آتا مثلاً ہو و سے ایک واؤ کو حذف کر دیا جائے تو ہو بن جاتا ہے۔ اب واحد بھی ہو اور جمع بھی ہو ہوتا تو التباس لازم آ جاتا۔ اس وجہ سے واؤ کو میم سے بدل دیا نہ کہ حذف کیا۔

وَأَدْخِلِ الْمِيمَ فِي أَنْتُمَا لَمَّا ذُكِرَ فِي ضَرْبَتِمَا وَحُمِلَ الْجَمْعُ عَلَيْهِ۔ وَقِيلَ ادْخُلِ الْمِيمَ فِي
ضَرْبَتُمَا لِأَنَّهُ أُدْخِلَ فِي أَنْتُمَا وَأَدْخِلَ فِي هُمَا وَأَدْخِلَ فِي هُمَا لِأَنَّهُ أُدْخِلَ فِي
هُمَا وَأَدْخِلَ فِي هُمَا لِاجْتِمَاعِ الْوَاوَيْنِ هَهُنَا فِي الطَّرَفِ۔ وَلَا يُحْذَفُ وَاوْ هُوَ لِقَلَّةِ حُرُوفِهِ مَرَّةً

القدر الصالح و يُحذف واو هو إذا تعالق بشيء آخر لحصول كثرة الحروف بالمعانقة مع وقوع الواو على الطرف۔ فبقى الهاء مضمومًا على حاله نحو له۔ و تكسر إذا كان ما قبله مكسورًا أو ياء ساكنة حتى لا يلزم الخروج من الكسرة الى الضمة نحو في غلامه وفيه۔

ترجمہ: اور انتما میں میم لائی جاتی ہے اس وجہ سے جو ضربتہما میں ذکر کی گئی اور جمع کو تشنیہ پر محمول کیا گیا اور کہا گیا کہ ضربتہما میں میم اس لیے لائی جاتی ہے کہ انتما میں میم ہے اور انتما میں اس لیے کہ ہما میں ہے اور ہما میں اس لیے کہ ہموا میں ہے اور ہمو میں میم اس کے آخر میں اجتماع واوین ہونے کی وجہ سے لائی جاتی ہے اور ہو سے واؤ کہ حذف نہیں کیا جائے گا۔ مقررہ مقدار سے حروف کے کم ہونے کی وجہ سے اور ہو کی واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے جب وہ دوسرے کلمے کے ساتھ ملے کیونکہ اتصال سے کثرت حروف حاصل ہو جاتے ہیں اور واؤ کے طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے اور ہا کو اپنی حالت پر مضموم رکھا جائے گا جیسے لہ اور (ہا) کو مکسور رکھا جائے گا جبکہ اس کا ما قبل مکسور یا یائے ساکن ہوتا کہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے جیسا کہ فی غلامہ اور فیہ۔

النوار خادمیہ: مذکورہ بالا عبارت سے مصنف رحمہ اللہ چند سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔

سوال: ہما میں میم تعلیل کے بعد آیا لیکن انتما میں ہما کی طرح میم لانے کی بظاہر وجہ نظر نہیں آرہی کہ اس میں واؤ کو میم سے بدلا جبکہ یہاں تو واؤ نہیں تو میم کیوں لائے؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر انتما میں میم نہ لاتے تو الف اشباع کے ساتھ التباس لازم آ جاتا۔ اس کی تفصیل ضربتہما میں گزر چکی ہے۔ وہیں سے ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: انتم میں التباس والا کوئی مسئلہ نہیں تھا تو پھر اس میں میم کیوں لائے؟

جواب (1): مناسبت کی وجہ سے جمع کو تشنیہ پر محمول کر لیا گیا یعنی کہ انتم کا انتما پر حمل کیا گیا۔

جواب (2): دوسرا جواب یہ ہے کہ ضربتہما میں میم داخل کی گئی کیونکہ انتما میں تھی اور انتما میں میم داخل کی گئی کیونکہ ہما میں تھی اور ہما میں اس لیے داخل کی گئی کیونکہ ہموا میں تھی اور ہمو میں دو واؤں کے اجتماع سے پہلی واؤ کو میم کے ساتھ بدل دینے کی وجہ سے آئی۔

فائدہ: ہما کا حمل کیا گیا ہم پر، انتم کا حمل کیا گیا انتما پر یعنی غائب میں تشنیہ کا حمل کیا گیا ہے جمع پر اور مخاطب میں جمع کا حمل ہے تشنیہ پر۔

فائدہ: آخری جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم کی وجہ سے سب میں میم داخل کیا گیا ضربتہما تک۔ پھر ضربتہما میں انتم کی وجہ ہوگا اس جواب کی وجہ سے۔

سوال: ہو میں واؤ ما قبل مضموم ہے تو پھر یہاں واؤ کیوں نہیں حذف کی گئی؟

جواب: حذف کرنے کے لیے کسی کلمہ میں کم از کم تین حروف کا ہونا ضروری ہے۔ پہلا، آخری اور درمیان والا جو کہ ابتداء اور انتہا کو جدا جدا رکھے کیونکہ اگر اس میں واؤ کو حذف کرتے تو یہ کلمہ نہ رہتا تو اس بنا پر واؤ کو حذف نہیں کیا گیا۔

تنبیہ: دراصل قانون اسم متمکن کے لیے ہے اور ہُو غیر متمکن ہے تو اس میں قانون کیونکر لاگو ہوگا؟

لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہو کے ساتھ کوئی اور کلمہ مل جائے تو واؤ کو حذف کر دیا جائے گا۔ مذکورہ قانون کی وجہ سے لیکن ایک دوسرا قانون بھی لاگو ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ”واؤ طرف میں واقع ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو اس واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے پھر واؤ کو حذف کرنے کے بعد دیکھیں گے کہ جو حروف باقی بچے ہیں ان کے آخری حرف کا ماقبل مضموم یا مفتوح ہو تو اس حرف کو مضموم رہنے دیں گے (ورنہ مکسور کر دیں گے) اگر اس کا ماقبل مکسور ہو یا یائے ساکنہ ہو۔ اس لیے کہ کسرہ حقیقی یا تقدیری سے ضمہ حقیقی کی طرف خروج لازم نہ آئے جیسے غلامہ اور فیہ میں۔

فائدہ: ”پیش کو ضمہ حقیقی، واؤ کو ضمہ تقدیری، زیر کو کسرہ حقیقی، یاء کو کسرہ تقدیری، زبر کو فتح حقیقی اور الف کو فتح تقدیری کہتے ہیں۔“

مذکورہ قانون کی مثالوں سے وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہو کے ساتھ لام ملایا تو لھو ہو گیا پھر واؤ کو حذف کر دیا گیا تولہ ہو گیا پھر ضمہ میں اشباع کیا تولہ ہو گیا۔

مثال: بہ اصل میں بھو تھا۔ واؤ کو قانون کے مطابق حذف کیا تولہ ہو گیا پھر آخر کا ماقبل مکسور تھا تو ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو بہ ہو گیا پھر کسرہ میں اشباع کیا تولہ ہو گیا۔

مثال: فی غلامہ اصل میں فی غلام ہو تھا۔ واؤ کو قانون کے مطابق حذف کیا توفی غلام ہ ہو گیا۔ آخر کا ماقبل مکسور تھا تو ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا توفی غلامہ ہو گیا پھر کسرہ میں اشباع کیا توفی غلامہ بن گیا۔

مثال: فیہ اصل میں فی ہو تھا۔ مذکورہ قانون کے مطابق فی ہ ہو ا پھر آخر کا ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا توفیہ بن گیا۔

سوال: فیہ میں ہ کے کسرہ میں اشباع کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: ہ میں خفاء کی پوشیدگی ہے تو اس لیے وہ کالعدم ہے۔ اگر اشباع کرتے تو پھر ایک اوریاء پیدا ہو جاتی پھر پہلے فیہ میں یا ساکنہ موجود ہے تو اتقائے ساکنین واقع ہو جاتا تو اس سے بچنے کے لیے اشباع (لمبا کرنا، کھینچنا) نہیں کیا گیا۔

سوال: لھو العزیز الحکیم میں قانون جاری کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب (1): لام جارہ اور لام ابتداء میں التباس پیدا ہو رہا تھا اس لیے حذف نہیں کیا۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ لام ابتداء اپنے مدخول کے ساتھ بھی اور مدخول سے جدا بھی استعمال ہو سکتا ہے جب کہ لام جارہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جب واؤ کو حذف کر دیتے تولہ بن جاتا اور پتہ نہ چلتا کہ لام جارہ ہے یا لام ابتداء ہے۔

جواب (2): یہ قانون جوازی ہے وجوبی نہیں ہے۔ (الحفیۃ ص 64)

و تجعل یاءُ هی الفَا کَمَا تُجَعْلُ فِیْ یَا غَلَامِیْ یَا غَلَامَا وَ فِیْ یَا بَادِیَۃُ یَا بَادَاۃُ۔ وَ تَجْعَلُ الْیَاءُ مِیمَ فِی التَّشْنِیۃِ حَتّٰی لَا یَقَعُ الْفَتْحَةُ عَلَی الْیَاءِ الضَّعِیفِ۔ وَ شُدَّ ذَنُوْنُ هُنَّ لِمَا مَرَّ فِی ضَرْبَتِنَّ۔

ترجمہ:

اور بنایا جاتا ہے یا ئے ہی کو الف جیسے یا غلامی کی جگہ یا غلاما اور یا بادۃ کی جگہ یا باداۃ پڑھا جاتا ہے اور تشنیہ میں یاء کو میم کر دیا جاتا ہے تاکہ یاد حرف ضعیف پر فتح واقع نہ ہو اور هن میں نون مشدود کر دیا جاتا ہے اس وجہ سے جو ضربتن میں گزری۔

انوار خادمیہ: ہی کے ساتھ جب کوئی دوسرا فظ مل جائے تو اس کی یاء کو الف سے بدل دیا جاتا ہے جیسے: ہی کے ساتھ لام لگایا تو لہی ہو گیا پھرہ کو تخفیف کے لیے فتح دیا تو لہی بن گیا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح، یاء کو الف سے بدل دیا تو لہا بن گیا۔ اس طرح ضربہا وغیرہ میں شامل ہیں۔

مثال (1): مصنف رحمہ اللہ اس کی نظیر پیش فرماتے ہیں جیسے: یا غلامی سے یا غلاما بنا۔ اصل میں یا غلامی تھا۔ میم کے کسرہ کو تخفیف کے لیے فتح سے بدل دیا تو یا غلامی بن گیا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو یا غلاما بن گیا۔

مثال (2): مصنف رحمہ اللہ اس کی دوسری مثال پیش فرماتے ہیں کہ جیسے: یا بادۃ سے یا باداۃ بنا۔ اصل میں یا بادۃ تھا۔ دال کو تخفیف کے لیے فتح دے دیا تو یا بادۃ ہو گیا۔ پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیا تو یا باداۃ بن گیا۔

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ نے کلام عرب سے دو مثالیں دیں۔ اس بات پر تنبیہ کرتے ہوئے کہ یہ قانون صرف یا ئے متکلم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کے علاوہ میں بھی یہ قانون پایا جاتا ہے۔ جیسے: یا باداۃ وغیرہ میں۔

ہی سے تشنیہ بنانے کے لیے ہم نے آخر میں۔ الف کا اضافہ کیا تو ہیا ہو گیا تو اس میں یاء ضعیف تھی اور فتح ثقیل تھا۔ تو اس سے بچنے کے لیے ہم نے یاء کو میم سے بدل دیا تو فتح جو کہ ثقیل تھا یاء پر وہ قوی حرف میم پر داخل ہو گیا۔

سوال: فتح تو اخف الحركات ہے۔ آپ نے اس کو ثقیل کیسے کہہ دیا ہے؟

جواب: ہر حرکت میں کچھ نہ کچھ ثقل ضرور ہوتا ہے۔ اگرچہ کچھ زیادہ ثقیل ہوتی ہیں اور کچھ کم ثقیل جیسے ایک کلو کا وزن، پاؤ، چھٹانک کے وزن میں تفاوت ہونے کے باوجود سارے وزنی ہیں۔ پھر یاء جو کہ کمزور ہے اس کے اعتبار سے فتح اخف الحركات ہونے کے باوجود اس پر ثقیل ہو گیا۔

مثال: ایک چھوٹا بچہ ایک کلو کا باٹ نہیں اٹھا سکتا لیکن آپ کے لیے یہ اٹھانا کوئی مشکل نہیں جس طرح یہ ایک کلو کا باٹ بچہ کے لیے وزنی ہے اسی طرح فتح اگرچہ اخف الحركات ہے لیکن یہ یاد کے لیے بھی ثقل کا باعث ہے۔

سوال: یاء پر فتح مطلقاً طور پر ثقیل ہے یا صرف تشنیہ میں ہے؟ اگر مطلقاً ثقیل ہے تو ہی میں یاء پر فتح کیوں ثقیل نہ ہوا اور اگر آپ تشنیہ میں ثقیل مراد لیتے ہیں تو وجہ ترجیح کیا ہے؟ ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گا؟

جواب: یاء پر فتح محض تشنیہ میں ثقیل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تشنیہ میں معنوی ثقل پایا جاتا ہے یعنی ایک سے زیادہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ ثقل کا باعث ہے اور جو پہلے معنوی طور پر بوجھل و ثقیل ہو تو وہ لفظی ثقل برداشت نہیں کر سکتا اس وجہ سے تشنیہ میں یاء پر فتح ثقیل ہوا۔

فائدہ: حبلان وغیرہ کی مثال میں اسم ظاہر ہے اور اسم ظاہر میں یاء پر فتح ثقیل نہیں ہوتا کیونکہ یہ اُس وقت قوی ہوتا ہے۔
بخلاف اسم ضمیر کے کہ اس میں ابہام کی وجہ سے یہ ضعیف ہوتا ہے۔ (الحفۃ ص 66)

نوٹ: ”ہن میں نون مشدکس وجہ سے ہے؟ یہ ضربتن میں بیان کر چکے ہیں وہیں سے ملاحظہ فرمائیں۔“

واثنا عشر للمنصوب المتصل نحو ضربة الى ضربنا۔ ولا يجوز فيه اجتماع ضمير الفاعل والمفعول في مثل ضربتك و ضربتني حتى لا يصير الشخص الواحد فاعلاً ومفعولاً في حالة واحدة الا في افعال القلوب نحو علمتك فاضلاً و علمتني فاضلاً لان المفعول الاول ليس بمفعول في الحقيقة و لهذا قيل في تقديره علمت فضلي و علمت فضلك۔

ترجمہ: اور بارہ منصوب متصل کے لیے ہیں جیسے ضربہ سے ضربنا تک اور اس میں ضمیر فاعل اور مفعول کا اجتماع جائز نہیں ہے تاکہ ایک ہی شخص ایک ہی حالت میں فاعل و مفعول نہ بنے مگر افعال قلوب میں جیسے: علمتك فاضلاً و علمتني فاضلاً کیونکہ مفعول اول در حقیقت مفعول نہیں ہے اس وجہ سے تقدیر عبارت میں یوں کہا گیا۔ علمت فضلي و علمت فضلك۔

انوارِ خادمیہ: بارہ ضمائر منصوب متصل ہیں جیسے:

ضربه	ضربهما	ضربهم
ضربها		ضربهن
ضربك	ضربكما	ضربكم
ضربك		ضربكن
ضربني		ضربنا

نوٹ: ضمیر منصوب متصل میں فاعل و مفعول کی ضمیروں کا اجتماع ممنوع و ناجائز ہے جبکہ دونوں ضمیریں ایک ہی قسم کی ہوں جیسے: ضربتني۔ اس میں دونوں ضمیریں متکلم کی ہیں۔ ضربتك اس میں دونوں ضمیریں مخاطب کی ہیں۔

در اس صورت ایک ہی شخص فاعل بھی بن رہا ہے اور ایک ہی شخص مفعول بھی بن رہا ہے اور یہ نامناسب ہے۔

ایک شخص فاعل اور مفعول اس لیے نہیں بن سکتا کیونکہ فاعل وہ ہوتا ہے جس سے فعل صادر ہو اور مفعول وہ ہوتا ہے جس پر فعل واقع ہو تو فاعل و مفعول کے درمیان مغایرت ہوئی تو ان دونوں کا ایک شخص میں جمع ہونا نامناسب ہے کیونکہ جب فاعل و مفعول کے معنی میں تغایر ہے تو یہاں بھی دو شخص ہی ہونے چاہئیں تاکہ ان میں تغایر کی وجہ سے مطابقت ہو جائے۔

فائدہ: اگر ایک ضمیر مخاطب کی اور ایک ضمیر متکلم کی ہو تو پھر جمع ہونا جائز ہے۔ جیسے: ضربتني۔

البتہ اگر دونوں ضمیریں جمع ہوں تو ایک کو یعنی مفعول کو اسم ظاہر بنا دیا جائے تو پھر جائز ہوگا۔ جیسے: ضربتني کو ضربت نفسي کہیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہاں دو ضمیریں نہیں بلکہ پہلی ضمیر مخاطب ہے اور دوسری اسم ظاہر مفعول ہے۔ جیسے:

ضربت نفسی۔

ترکیب: ضربت فعل با فاعل، نفس مضاف، ی ضمیر مضاف الیہ، مضاف، مضاف الیہ مل کر ضربت فعل، فاعل کا مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: نفسی متکلم فاعل سے کہنا یہ ہے نہ کہ ذات فاعل سے، کیونکہ یہ اسم ظاہر ہے اور متکلم بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ متکلم ہمیشہ ضمیر ہوتی ہے۔

ضمائر کا اجتماع:

افعال قلوب میں دونوں ضمیریں ایک ہی قسم کی، ایک شخص کے لیے جمع ہو سکتی ہیں کیونکہ مفعول اول اس میں درحقیقت مفعول ہی نہیں بلکہ مفعول ثانی مفعول ہے تو پہلی ضمیر کا عدم ہوئی لہذا دو ضمیروں کا اجتماع نہ ہوا کیونکہ دوسرا مفعول تو اسم ظاہر ہے اور دو ضمیروں کا اجتماع ممنوع قرار دیا گیا ہے نہ کہ ایک ضمیر فاعل اور ایک مفعول اسم ظاہر کا۔

نوٹ: مفعول اول دراصل مضاف الیہ ہے اور مفعول ثانی مضاف ہے مثلاً علمتک فاضلاً بنے گا۔ علمت فضلك اسی طرح علمتہنی فاضلاً بنے گا علمت فضلی۔ یعنی دوسرا مفعول پہلے کی طرف مضاف ہوگا اور مضاف، مضاف الیہ مل کر علمت کے لیے مفعول بنیں گے۔ (الحفۃ ص 68)

و اثنا عشر للمنصب المنفصل نحو إياه ضربَ إلى إيانا ضربنا۔ و اثنا عشر للمجرور المتصل نحو ضاربہ الی ضاربنا۔ و فی مثل ضاربِی اصلہ ضاربوی جعل الواو یاء ثم ادغم کما فی مہدی اصلہ مہدوی۔

ترجمہ:

منصب منفصل کی بارہ ضمیریں ہیں جیسے ایاء ضرب سے لے کر ایانا ضربنا تک اور مجرور متصل کی بھی بارہ ضمیریں ہیں۔ جیسے: ضاربہ سے لے کر ضاربنا تک اور ضاربِی کی مثل میں۔ اس کی اصل ضاربوی تھی۔ واو کو یاء کر دیا گیا پھر ادغام کر دیا گیا جیسا کہ مہدی میں اس کی اصل مہدوی تھی۔

انوار خادمیہ: بارہ ضمائر منصب منفصل ہیں جیسے:

ایاہ	ایاہما	ایاہم
ایاہا		ایاہُنَّ
ایاک	ایاکما	ایاکم
ایاک		ایاکُنَّ

ایانا

ایای

اور بارہ مجرور متصل کی ضمیریں ہیں۔ جیسے:

لہم

لہما

لہ

لھن

لھا

لکم

لکما

لک

لکن

لک

لنا

لی

مجرور متصل حرفِ راسم کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ فعل کے ساتھ نہیں پائی جاتی کیونکہ فعل جر کو قبول نہیں کرتا حرف کی مثال ذکر ہو چکی اور اسم کی مثال درج ذیل ہے۔

ضاربہم

ضاربہما

ضاربہ

ضاربھن

ضاربھا

ضاربکم

ضاربکما

ضاربک

ضاربکن

ضاربک

ضاربنا

ضاربی

قانون: جمع مذکر سالم کا صیغہ جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو نونِ اعرابی گر جاتا ہے اور پھر واؤ اور یاء کو ایک کلمہ میں جمع ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء کر دیا جاتا ہے اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا جاتا ہے۔

مثال: ضاربون میں جب اس کی نسبت یائے متکلم کی طرف کی گئی تو نون جمع اضافت کی وجہ سے گر گیا تو ضاربوی ہو گیا۔

واؤ اور یاء ایک کلمہ میں اکٹھی ہوئی واؤ کو ی سے بدلا تو ضاربیبی ہو گیا پھر ی کا یاء میں ادغام کر دیا تو ضاربیبی بن گیا۔ اسی طرح مہدی میں ہے۔

تعلیل کی صورتیں درج ذیل ہیں:

ضاربون + ی + ضاربون ی + ضاربوی + ضاربیبی + ضاربیتی

فائدہ: پہلے حرف کا واؤ ہونا ضروری نہیں ہے اگر پہلا حرف یاء ہو اور دوسرا واؤ ہو تو دوسرے کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیں گے جیسے سیود سے سید بنا۔

قانون: جب واؤ اور یاء ایک کلمہ میں اکٹھے ہو جائیں۔ ان میں پہلا ساکن ہو چاہے وہ واؤ ہو تو واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں اور اگر پہلا ساکن یاء ہو تو دوسرے کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں۔

مثال: مصنف ضاربوی میں ادغام کی نظیر پیش فرما رہے ہیں۔ جیسے: مہدوی واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئیں۔ ان

میں پہلا ساکن تھا یعنی کہ واؤ تو پھر واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مہدی ہو گیا۔
والمرفوع المتصل يستتر في خمسة مواضع في النائب نحو ضرب يضرب وليضرب ولا
يضرب۔ و في الغائبة نحو ضربت و تضرب و لتضرب و لا تضرب۔
ترجمہ:

اور مرفوع متصل پانچ جگہوں میں مستتر ہوتی ہے۔ واحد مذکر غائب میں جیسے ضَرَبَ، يضرب، و ليضرب و لا
يضرب اور واحد مؤنث غائب میں جیسے ضربت و تضرب و لتضرب و لا تضرب۔
انوار خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ ضمیروں کے اتصال و انفصال کے احکام بیان کرنے کے بعد بارز و مستتر کے بیان کو شروع
کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ پانچ مقامات میں ضمیر مرفوع متصل مستتر ہوتی ہے ان میں سے:
(1) پہلا مقام واحد مذکر غائب کے صیغہ ماضی، مضارع، امر، نہی میں ہیں۔ مثالیں بالترتیب یہ ہیں:
ضَرَبَ، يضرب، ليضرب، لا يضرب۔ ان تمام میں ہو ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔
(2) دوسرا مقام واحد مؤنث غائب کے صیغہ ماضی، مضارع، امر نہی میں ہیں۔
مثالیں: ضربت، تضرب، لتضرب، لا تضرب۔
ان تمام میں ہی ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔

تنبیہ: ہو، ہی اگرچہ ضمیر مرفوع منفصل ہیں لیکن جب یہ مستتر ہوں گی تو یہ مرفوع متصل کہلائیں گی۔ (الحفۃ ص 70)
و في المخاطب الذي في غير الماضي نحو تضرب واضرب و لا تضرب۔ والياء في
تضربين علامة الخطاب و فاعله مستتر عند الأخفش و عند العامة هو ضمير بارز للفاعل كواو
تضربون۔ و عِيْنَتِ الْيَاءُ لِمَجِيئِهِ فِي هَذِي لِلتَّائِيَةِ و لم يزد من حروف انت شيءٌ لِّلالتباسِ بِالتَّائِيَةِ
فِي الْهَمْزَةِ وَاجْتِمَاعِ النُّونِ فِي النُّونِ وَ تَكَرُّرِ التَّائِيَةِ فِي التَّاءِ۔ و ابرز للفرق بينه و بين جمعه و لم
يفرق بحركة ما قبل النون حتى لا يلتبس بالنون الثقيلة والخفيفة في الصورة و لا بحذف النون
حتى لا يلتبس بالمذكر المخاطب۔

ترجمہ:

اور ماضی کے علاوہ مخاطب کے صیغہ میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جیسے تضرب واضرب و لا تضرب اور تضربین کی یاء
علامت خطاب اور اس کا فاعل امام اخفش کے نزدیک مستتر ہے اور عام علماء کے نزدیک (یا) ضمیر بارز ہے۔ فاعل کے لیے جیسے
واؤ تضربون میں اور یاء کو متعین کیا گیا۔ التباس سے بچنے کے لیے ہمزہ کی صورت میں اجتماع نون اور تاء میں تکرار کے
ساتھ اور ضمیر کو ظاہر کیا گیا واحد اور جمع میں فرق کرنے کے لیے اور نون کے ماقبل کی حرکت کے ساتھ فرق نہیں کیا تاکہ نون ثقیلہ

اور خفیہ کے ساتھ صورت میں التباس نہ آئے اور فرق نہیں کیا گیا نون حذف کے ساتھ تا کہ نہ التباس آئے مذکر مخاطب کے واحد کے ساتھ۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ ضمیر کے پوشیدہ ہونے کے مقامات کو بیان فرما رہے ہیں۔ دو مقاموں کا ذکر ہو چکا ہے اور تیسرا بیان فرماتے ہیں کہ ماضی کے علاوہ واحد مذکر حاضر کے صیغہ میں ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔ جیسے: تضرب، اضرب اور لا تضرب ان میں انت ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔

رہی یہ بات کہ مذکر حاضر ماضی کے صیغہ میں کیوں مستتر نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مستتر کر لی جائے تو واحد مذکر غائب کے صیغہ کے ساتھ التباس لازم آجائے گا۔ جیسے ضربت سے ضرب۔

امام انفخش کا موقف:

امام انفخش کے نزدیک تضربین میں یاء علامت خطاب ہے اور انت ضمیر اس میں پوشیدہ ہے لیکن عام علماء صرف کے نزدیک یاء ضمیر فاعل ہے جیسے: تضربون میں واو ضمیر فاعل ہے۔

سوال: امام انفخش پر اعتراض ہوتا ہے کہ ایک شئی میں دو علامت خطاب جمع ہونا جائز نہیں ہوتا۔ تو یہاں پر دو علامتیں جمع کیوں ہوئیں؟

جواب: امام انفخش جواب دیتے ہیں کہ تضربین میں تاء محض علامت خطاب ہے جبکہ یاء علامت خطاب ہونے کے ساتھ ساتھ علامت تانیث بھی ہے تو اس طرح دونوں میں فرق ہونے کی وجہ سے آپ کا اعتراض کرنا غلط ہوا۔ یہ تمام باتیں تکلفات پر مبنی ہیں لہذا عام علماء صرف کا موقف ہی صحیح ہے۔

سوال: سوال ہوتا ہے کہ یاء کو تانیث میں علامت فاعل کیوں بنایا گیا ہے؟

جواب: یاء کو تانیث میں علامت فاعل بنانے کی وجہ یہ ہے کیونکہ یاء ہذی میں مؤنث کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ اس بناء پر یاء کو تانیث میں علامت فاعل بنایا گیا۔

سوال: سوال ہوتا ہے کہ انت ضمیر جو کہ اس کے تحت میں ہے اس کے حروف میں سے کسی کا اضافہ کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: ان حروف میں سے کسی کا اضافہ اس لیے نہ کیا گیا کیونکہ اگر ہمزہ کا اضافہ کرتے تو تشنیع کے ساتھ صورت میں التباس لازم آتا جیسے: تضربان اور اگر نون کا اضافہ کرتے تو اس صورت میں دونوں جمع ہو جاتے جو کہ نقل کا باعث ہے جیسے: تضربنن تاء کا اگر اضافہ کرتے تو تاء کا تکرار آتا۔ جیسے: تضربتن۔

سوال: سوال ہوتا ہے کہ تاء کے تکرار کے ساتھ نقل تو پیدا نہیں ہوتا تو پھر اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: کیونکہ اس میں دو علامت خطاب جمع ہو جاتیں۔ ایک تضربین کی تاء اور ایک انت کی ت ضمیر اور یہ ناجائز ہے۔ اس بناء پر تاء کا تکرار نہ کیا گیا۔

تضربین میں یاء ضمیر فاعل کو ظاہر اس لیے کیا گیا تا کہ جمع مؤنث حاضر کے صیغہ کے ساتھ اس کا التباس نہ آئے۔ جیسے تضربین سے تضربن بن جاتا۔

سوال: سوال ہوتا ہے کہ نون کے ماقبل کی حرکت کو بدل دیتے تو جمع کے ساتھ التباس نہ آتا جیسے تضربن بن جاتا؟

جواب: اگر ایسا کر دیا جاتا تو صورت میں یہ نون ثقیلہ و خفیفہ کے ساتھ مشابہ ہو جاتا۔ اگر حقیقت میں نون ثقیلہ و خفیفہ امر و نئی اور لام تاکید میں آتا ہے جس کی علامت ابتداء صیغہ میں موجود ہوتی ہے۔

سوال: سوال پیدا ہوتا ہے کہ جمع کے صیغہ کے آخر سے نون کو حذف ہی کر دیا جاتا؟

جواب: اگر نون کو حذف کر دیا جاتا تو اس کا واحد مذکر حاضر کے ساتھ التباس لازم آ جاتا ہے جیسے: تضربن سے تضرب۔

تعبیہ: ”امام انفش کے قول کو پہلے اس لیے ذکر کیا گیا کیونکہ یہاں بحث ضمیر کے مستتر ہونے کی ہو رہی تھی اور امام انفش کا موقف اس بحث سے ملتا تھا تو اس لیے ان کے قول کو پہلے ذکر کیا گیا۔“ (الحفۃ ص 71)

سوال: تضربین میں یاء کو فرض کرنے کے لیے نہ لاتے بلکہ آخر سے نون اعرابی کو حذف کر دیتے تو واحد مذکر حاضر کے ساتھ التباس لازم آ جاتا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ واحد مؤنث غائب کے ساتھ بھی التباس لازم آتا ہے تو اس کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: عدم ذکر عدم کو مستلزم نہیں ہوتا یعنی صرف اسی کے ساتھ التباس آتا ہے باقی کسی کے ساتھ نہیں آتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں ذکر چونکہ مخاطب کا تھا اس لیے التباس کے لیے مخاطب کا ذکر کر دیا گیا۔

فائدہ: ”بہتر ہوتا مصنف رحمہ اللہ صرف التباس لازم آنا فرما دیتے تاکہ یہ اعتراض وارد نہ ہوتے۔“

و فی المضارع المتکلم نحو أَضْرِبُ و نَضْرِبُ۔ و فی الصفة نحو ضاربٌ و ضاربانِ الی آخرہ۔ واستتر فی المرفوع دون المنصوب و المجرور لانه بمنزلة جزء الفعل۔ واستتر فی المفرد الغائب و الغائبة دون التثنية والجمع لان الاستتار خفیف واعطاء الخفیف للمفرد السابق اولی دون المتکلم والمخاطب الذین فی الماضي لان الاستتار قرینہ ضعیفہ والابرار قرینہ قویہ فاعطاء الابرار القوی للمتکلم القوی والمخاطب القوی اولی واستتر فی مخاطب المستقبل ومتکلمہ للفرق۔

ترجمہ:

اور مضارع متکلم میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جیسے اضرب اور نضرب اور صفت میں بھی جیسے: ضارب اور ضاربان آخر تک اور ضمیر مرفوع مستتر ہوتی ہے۔ منصوب اور مجرور کے سوا کیونکہ یہ فعل کے جز کی طرح ہوتی ہے اور مفرد غائب اور غائبہ میں تثنیہ اور جمع کے سوا مستتر ہوتی ہے اس لیے کہ مستتر کرنا خفیف ہے اور خفیف مفرد کو دے دینا بہتر ہے جو تثنیہ اور جمع پر مقدم ہے۔ ماضی کے متکلم اور مخاطب میں (ضمیر مستتر نہیں ہوتی) کیونکہ مستتر کرنا ضعیف طریقہ ہے اور ظاہر کرنا قوی طریقہ ہے تو ظاہر کرنے قوی کو متکلم اور مخاطب قوی کو دے دینا بہتر ہے اور مضارع کے مخاطب اور متکلم میں ضمیر کو پوشیدہ کیا گیا (ماضی) سے فرق کرنے کے لیے۔

الوارخادمیہ: ضمیر مرفوع متصل کے مستتر ہونے کے مقامات کا ذکر ہو رہا تھا تو یہ چوتھا مقام مصنف رحمہ اللہ ذکر فرما رہے

ہیں۔

مضارع کے متکلم کے صیغہ میں ضمیر مستتر ہوگی چاہے وہ واحد متکلم ہو یا جمع متکلم۔ ان میں انا، نحن مستتر ہوتے ہیں اور پانچواں مقام صیغہ صفت میں ہے۔

صیغہ صفت سے مراد فاعل، مفعول، اسم تفصیل، صفت مشبہ ہیں۔

ان کو صفت کا صیغہ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ مصدر کے ساتھ ذات کے متصف ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسے: ضارب (مارنے والا ایک مرد) تو لفظ ضارب متصف ہے ضرب کے ساتھ۔

ان میں مستتر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اظہار کر دیں تو دو الفوں کا اجتماع تشنیہ میں اور دو واووں کا اجتماع جمع میں ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر ضارب ان میں الف ضمیر فاعل پر لگائیں تو ضارب ان ہو جائے۔ اسی طرح جمع میں ضاربوں ہو جائے گا اور یہ ممنوع ہے۔

نوٹ: ”یاد رہے کہ صفت کے تمام صیغوں میں ضمیریں مستتر ہوں گی۔“

پھر مرفوع متصل مستتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرفوع فاعل ہوتا ہے اور فاعل فعل کے ساتھ بمنزل جز ہوتا ہے تو ضمیر بھی جزء کی طرح ہوتی ہے اور منصوب و مجرور جزء کی طرح نہیں ہوتیں اس لیے ان میں پوشیدہ بھی نہیں کیا گیا۔

سوال: ضمیر واحد مذکر نائب اور واحد مؤنث غائب میں پوشیدہ ہوتی ہے، تشنیہ اور جمع میں پوشیدہ کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: (تنبیہ) ”پوشیدہ ہونا عزم تلفظ کی وجہ سے خفت کا باعث ہے اور پھر واحد کثیر الاستعمال ہے اس وجہ سے یہ خفیف رکھا جاتا ہے تاکہ ثقل کثیر نہ ہو جائے اور معنی کے لحاظ سے واحد میں خفت ہے کیونکہ اس کا معنی ایک ہے اور ایک میں دو اور دو سے زیادہ کی نسبت خفت ہے تو مستتر ہونا جو خفیف تھا اس کو دے دیا جو کہ پہلے مناصبت کی وجہ سے ان کے درمیان تھا۔“

جواب یہ ہے کہ ظاہر کرنا تلفظ کی وجہ سے ثقل و قوی ہوتا ہے جبکہ متکلم و مخاطب بھی قوی ہوتے ہیں اس مناسبت کی وجہ سے ظاہر کرنا قوی، متکلم و مخاطب قوی کو دے دیا تاکہ مطابقت ہو جائے۔

سوال: جس طرح ماضی میں مخاطب و متکلم قوی تھے اور ان میں ضمیر کو ظاہر کر دیا تو مضارع کے متکلم و مخاطب میں ضمیر کو ظاہر کیوں نہ کیا گیا؟

جواب (1): ماضی اور مضارع میں فرق کرنے کے لیے کیونکہ ماضی اصل ہے اور مضارع اس کی فرع ہے اور اس بناء پر ماضی کے متکلم و مخاطب میں قوت ہے۔ وہ مضارع کے متکلم و مخاطب میں نہیں۔

جواب (2): مضارع میں ضمیر کے پوشیدہ ہونے پر دلیل موجود ہے جیسے تضرب میں تاء علامت مخاطب اور اضرب اور تضرب میں ہمزہ متکلم اور نون علامت ہیں متکلم ہونے کی۔ لہذا ضمیر کو ظاہر نہ کیا گیا۔

تنبیہ: تضرب واحد مؤنث غائب کا صیغہ بھی تو ہے لیکن غائب و مخاطب میں فرق سیاق کلام سے ہو جائے گا۔

سوال: واستتر فی مخاطب المستقبل و متکلمہ عبارت لانا تکرار بے فائدہ ہے کیونکہ دون المتکلم و المخاطب الذین فی الماضی والی عبارت سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس میں ضمیر پوشیدہ نہیں ہوگی جبکہ اس کے غیر یعنی مضارع میں ضمیریں پوشیدہ ہوں گی تو اس عبارت کا لانا تکرار بے فائدہ ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی طبع کا خیال کرتے ہوئے ایسا کیا کیونکہ کچھ لوگ ذہین و فطین ہوتے ہیں ضمناً بیان ہونے والے مسئلہ کو سمجھ جاتے ہیں جبکہ کچھ لوگ کند ذہین ہوتے ہیں اور صراحت کے طلب گار ہوتے ہیں اس وجہ سے انہوں نے صراحتاً بیان کیا جو کہ تکرار بے فائدہ نہیں۔

و قيل استتر في هذه المواضع دون غيرها لوجود الدليل و هو عدم الأبراز في مثل ضرب والتاء في مثل ضربت والياء في مثل يضرب والتاء في مثل تضرب والهمزة في مثل اضرب والنون في مثل نضرب و هي ليست باسماء والصفة في مثل ضارب و ضاربان - اهـ - و لا يجوز أن يكون تاء ضربت ضميراً كتاء ضربت لوجود عدم حذفها بالفاعلة الظاهرة نحو ضربت هند - و لا يجوز أن يكون الف ضاربان و واو ضاربون ضميراً لانه يتغير في حالة النصب والجر والضمير لا يتغير كالف يضربان۔

ترجمہ:

اور کہا گیا ہے کہ پوشیدہ کی گئی (ضمیر) ان پانچ جگہوں میں علاوہ غیر کے دلیل موجود ہونے کی وجہ سے اور وہ ظاہر نہ ہونا ہے ضرب کی مثل میں اور تاء ضربت کی مثل میں اور یاء يضرب کی مثل میں اور تاء تضرب کی مثل میں اور همزة اضرب کی مثل میں اور نون نضرب کی مثل میں اور وہ اسماء نہیں (بلکہ حروف مضارع ہیں) اور صفت میں ضارب اور ضاربان کی مثل میں اور ضربت کی تاء ضربت کے مثل نہیں کیونکہ وہ حذف نہیں ہوتی۔ فاعل ظاہر لانے کی صورت میں۔ جیسے ضربت هند اور ضاربان کی الف اور ضاربون کی واو کا ضمیر (فاعل) بننا جائز نہیں کیونکہ وہ حالت نصب و جر میں تبدیلی قبول کرتے ہیں اور ضمیر متغیر نہیں ہوتی جیسے يضربان۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت میں یہ بیان فرما رہے ہیں کہ مذکورہ پانچ مقامات میں دلیل موجود ہونے کی وجہ سے ضمائر پوشیدہ کی گئی ہیں کیونکہ فعل حدث ہے اور کام ہے اور حدث کے لیے محدث یعنی کام کرنے والے کا ہونا ضروری ہوتا ہے جبکہ وہ اسم ظاہر ہو گا یا ضمیر ہو گی۔ اگر اسم ظاہر نہ ہو تو وہ ضمیر ہو گی اور پھر ضمیر کی دو قسمیں ہیں:

(1) ضمیر بارز (2) ضمیر مستتر

اگر اس میں ضمیر مستتر ہو تو ضمیر بارز نہ ہو گی اور اگر ضمیر بارز ہو تو یقیناً ضمیر مستتر نہ ہو گی کیونکہ ہر فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی طرح ہو۔

مثال: جیسے ضرب میں ہو ضمیر اور ضربت میں تاء ساکن ضمیر کے موجود ہونے پر دلیل ہے اور اسی طرح يضرب میں یاء ہو ضمیر کے اور تضرب میں تاء ہی ضمیر کے پوشیدہ ہونے پر دلیل ہے اور اسی طرح اضرب میں همزة انا کے پوشیدہ ہونے پر اور نضرب میں نون، نحن کے پوشیدہ ہونے پر دلیل ہیں۔

نوٹ: ضرب میں مؤنث غائب، مذکر مخاطب و متکلم کی علامات نہ ہونے کی وجہ سے واحد مذکر غائب ہے جبکہ ضربت میں تاء ساکنہ علامت واحد مؤنث غائب ہے جبکہ تضرب میں تاء علامت واحد مؤنث ہے (اگرچہ تاء واحد مذکر

مخاطب کی بھی علامت ہے لیکن ان میں سیاق کلام سے فرق کرنا کوئی مشکل بات نہیں) اضرب میں ہمزہ علامت واحد متکلم ہے جبکہ نضرب میں نون علامت جمع متکلم ہے۔

سوال: مذکورہ بالا علامات کو ہی فاعل کیوں نہ بتالیا گیا؟

جواب: مذکورہ علامات (یضرب، تضرب، اضرب، نضرب) حروف ہیں (حروف اتین جو علامت مضارع ہیں) جبکہ فاعل کے لیے اسم ہونا ضروری ہوتا ہے۔

پھر بتایا گیا کہ صفت کے تمام صیغوں میں ضمیریں مستتر ہوتی ہیں۔ صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ ہیں۔ ان تمام کو صفت اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دلالت کرتے ہیں مصدر کے ساتھ ذات کے متصف ہونے پر۔

مثال: جیسے ضارب کا معنی ہے ایسی ذات جو متصف ہو ضارب کے ساتھ (مارنے والا ایک مرد) تو مارنے والا ذات ہے اور مار اس کے ساتھ متصف ہے۔

ان کے مستتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صفت کے صیغے اعراض ہوتے ہیں جو معروض کو لاحق ہوتے ہیں، اوصاف ہوتے ہیں جو موصوف پر جاری ہوتے ہیں، خبریں ہوتیں ہیں ان کے لیے جو مبتداء ہوتے ہیں۔ عرض معروض کے بغیر، وصف موصوف کے بغیر، خبر مبتداء کے بغیر نہیں ہوتی اس طرح یہ بھی اعراض ہیں جو قائم بالذات نہیں ہوتے بلکہ قائم بالغیر ہوتے ہیں۔ وہ غیر جو کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ فاعل ہو گا یا نائب الفاعل۔

مثال: جیسے ضارب (مارنے والا ایک مرد) تو مارنا ایک عرض ہے جو معروض یعنی ذات ضارب کو لاحق ہوئی اور وہی فاعل ہے۔ اسی طرح مضروب (مارا ہوا ایک مرد) اب ضارب جو عرض ہے وہ معروض یعنی ذات مضروب کو لاحق ہوئی اور ذات مضروب، مضروب کا نائب فاعل ہے۔

جب یہ اعراض ہوئے تو ان کے لیے فاعل یا نائب فاعل کا ہونا ضروری ہوا۔ فاعل یا نائب فاعل اسم ظاہر نہیں تو اسم ضمیر بارز ہو گا وہ نہیں ہے تو یقیناً ان میں ضمیر مستتر ہوگی کیونکہ یہ اعراض ہیں ان کے لیے ذات معروض کا ہونا ضروری ہے۔

مصنف رحمہ اللہ و لا يجوز ان یکون تاء ضربت سے ایک اور مسئلہ کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ ضربت کی تائے ساکنہ ضمیر فاعل نہیں کیونکہ جب فاعل اسم ظاہر آئے تو وہ حذف نہیں ہوتی کیونکہ ایک فعل صرف ایک فاعل کا تقاضا کرتا ہے جیسے ضربت ہند جہاں تاء ضمیر فاعل ہے وہاں اسم ظاہر فاعل نہیں آئے گا کیونکہ ضمیر اختصار کے لیے فاعل کو بیان کرنے کے لیے لائی جاتی ہے۔

پھر ایک وہم ہوتا تھا کہ اسم فاعل فعل کے ساتھ مشابہہ ہونے کی وجہ سے فعل جیسا عمل کرتا ہے تو جس طرح ضربا میں الف اور ضربوا میں واؤ فعل کا فاعل واقع ہوتے ہیں تو ضاربان اور ضاربون میں بھی الف، واؤ فاعل واقع ہوتے ہوں گے۔ تو اس وہم کو اس طرح دور کر دیا گیا کہ ضاربان اور ضاربون میں الف اور واؤ ضمیر فاعل نہیں کیونکہ ضمیریں ہر حال میں یکساں ہوتی ہیں جبکہ یہ بدلتے رہتے ہیں۔ جیسے جاء نی ضاربان، رأیت ضاربین، مرتت بضاربین جبکہ ضمیر ہر حالت میں یکساں رہتی ہے جیسے: زیدان، یضربان، زیدان لن یضربا، زیدان لم یضربا۔

تو ان میں الف اور واو اعرابی ہیں ویسے بھی اگر الف اور واو ضمیر والے آتے تو ثقل ہو جاتا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے لفظ نہ ہو سکتا۔ جیسے: ضاربا ان، ضاربون۔

والاستتار واجب فی مثل افعَل و تفعَل و افعَل و نفعَل لدلالة الصيغة عليه و قبح افعَل زید و فَعْل زید و افعَل زید و نفعَل زیدون۔

ترجمہ:

اور ضمیر کو مستتر کرنا واجب ہے افعَل، تفعَل، افعَل اور نفعَل کی مثل میں صیغہ کے دلالت کرنے کی وجہ سے اس (استتار) پر افعَل زید، تفعَل زید، افعَل زید اور نفعَل زیدون پڑھنا قبیح ہے۔

انوار خادمیہ: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے ان مقامات کا بیان فرما رہے ہیں جہاں ضمیر پوشیدہ کرنا واجب ہے۔ جن مقامات میں ضمیر پوشیدہ کرنا جائز ہے۔ ان میں اظہار کرنا بھی جائز ہے جیسے: ضربت کہہ سکتے ہیں کہ ان میں ہی ضمیر پوشیدہ نہیں ہے۔ ضربت ہند بھی کہہ سکتے ہیں کہ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو ذکر کر دیں جبکہ یہاں واجب ہے وہاں اسم کو ظاہر نہیں کر سکتے۔ جہاں ضمیر کو پوشیدہ کرنا واجب ہے وہ مقامات یہ ہیں:

- (1) واحد مذکر حاضر، امر و نہی۔ لام تاکید سے
- (2) واحد مذکر حاضر فعل مضارع مثبت و منفی، نفی تاکید بلن نامبہ، نفی جحد بلم سے۔
- (3) واحد متکلم (4) جمع متکلم

ان اقسام میں سے جن کا ذکر (2) میں ہوا ان میں پوشیدہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کا خطاب غیر کے ساتھ ہوگا متکلم کا کلام غیر کے ساتھ ہوگا تو یہ صیغہ فاعل کے ہونے پر دلالت کرے گا۔

یاد رہے کہ قبیح (ایسا ہونا اچھا نہیں) میں جواز اور وجوب دونوں کے احتمال ہیں جبکہ یہاں قباحۃ بمعنی امتناع ہے یعنی ایسا ہونا ممنوع ہے ان کا فعل اسم ظاہر لایا جائے تو اس طرح کہنا افعَل زید، تفعَل زید، افعَل زید، نفعَل زیدون کہنا ممنوع ہے۔

فصل فی المستقبل

(فعل مستقبل کے بیان میں)

و هو یجی ایضاً علی اربعۃ عشرَ وجہاً نحو یضربُ اہ۔ و یقال لہ مستقبل لوجودِ معنی الاستقبالِ فی معنایہ۔ و یقال لہ مضارعٌ لِانہ مشابہ بضاربٍ فی الحركاتِ والسکناتِ وعدو الحروفِ وَ فی وقوعہ صفةٌ للنکرةِ فی مثل مررتُ برجلٍ یضربُ مقامَ ضاربٍ وَ فی دخولِ لامِ الابتداءِ نحو انَّ زیداً لقائمٌ و ليقومُ و باسمِ الجِنسِ فی العمومِ والخصوصِ یعنی کما انَّ اسمَ الجِنسِ یختصُّ بلامِ العبدِ کذا لک یختصُّ یضربُ بسوفَ والسين و بالعین فی الاشتراكِ بینَ لمعنی۔

ترجمہ:

اور اس کے بھی چودہ صیغے آتے ہیں جیسے لیضرب الخ اور اس کو مستقبل بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے معنی میں استقبال کا معنی ہوتا ہے اور اس کو مضارع کہتے ہیں کیونکہ وہ ضارب کے ساتھ حرکات و سکنات اور تعداد حروف میں مشابہہ ہے اور نکرہ کی صفت واقع ہونے میں جیسے: مررت برجل یضرب، ضارب کی جگہ آتا ہے اور (مشابہہ ہے) لام ابتداء کے داخل ہونے میں جیسے: ان زید القائم اور الیقوم اور اسم جنس کے ساتھ عمومیت و خصوصیت میں مشابہہ ہے۔ جس طرح اسم جنس خاص ہو جاتا ہے۔ الف لام عہدی کے ساتھ اسی طرح خاص ہو جاتا ہے۔ یضرب سوف اور سین کے ساتھ اور عین کے ساتھ مشابہہ ہے مشترک ہونے میں حال و استقبال کے ساتھ۔

انوارِ خادمیہ: دوسری فصل فعل مستقبل کے بارے میں ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں کہ ماضی کی طرح اس کے بھی

چودہ صیغے آتے ہیں۔

سوال: اس کو فعل مستقبل کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کیونکہ اس کے معنی میں استقبال کا معنی پایا جاتا ہے جیسے یضرب (وہ مارتا ہے یا مارے گا) زمانہ حال کا تو کوئی حال ہے کیونکہ اسے قرار نہیں ہے تو اگر ماضی نہیں کیا تو مستقبل ہوگا اور اس لیے حال کا ایک لفظ ہوتا ہے اس لیے اس میں استقبال کا معنی پایا گیا ہے۔

”اس فعل کا وقوع زمانہ استقبال میں ہوگا تو فعل مظروف کہلائے گا اور زمانہ استقبال ظرف تو اس بناء پر اس کو تسمیہ

المظروف باسم الظرف بھی کہا جاتا ہے۔“

نوٹ: فعل مستقبل کو فعل مضارع بھی کہا جاتا ہے۔

سوال: فعل مستقبل کو فعل مضارع کیوں کہا جاتا ہے؟

اب: فعل مستقبل کو فعل مضارع اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ مضارع اسم فاعل کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے۔ مضارع بنا ہے سرع سے۔ جس کا لغوی معنی ہے پستان، تھن۔ چونکہ فعل مستقبل اور اسم فاعل نے ایک ہی تھن سے غذا حاصل کی تو اس بناء پر آپس میں مشابہہ ہیں۔

اسم کے ساتھ مضارع کی مشابہت کی کل پانچ صورتیں ہیں۔ تین میں اسم فاعل کے ساتھ مشابہت ہے جبکہ ایک میں اسم جنس کے ساتھ مشابہت ہے اور ایک میں اسم مشترک کے ساتھ مشابہت ہے۔

(1) فعل مضارع کی اسم فاعل کے ساتھ حرکات، سکنت اور تعداد حروف میں مشابہت رکھتا ہے جیسے: ضارب، يضرب، اسم فاعل کے پہلے حرف پر زبر تو فعل مضارع میں بھی اسی طرح ہے۔ اس میں دوسرا حرف ساکن تو فعل مضارع میں بھی ساکن۔ اس میں تیسرا حرف مکسور اس میں بھی تیسرا حرف مکسور۔ اس کا آخر بھی مضموم اور فعل مضارع کا آخر بھی مضموم ہے۔ البتہ نوین اسم کا خاصہ ہے۔

(2) نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اس کے مشابہہ ہوتا ہے جس طرح اسم فاعل نکرہ کی صفت واقع ہو سکتا ہے اسی طرح فعل مضارع بھی نکرہ کی صفت واقع ہو سکتا ہے۔ جیسے مردت برجل ضارب کہہ سکتے ہیں اسی طرح مردت برجل يضرب بھی کہا جاسکتا ہے۔

(3) جس طرح لام تاکید اسم فاعل پر داخل ہوتا ہے اسی طرح فعل مضارع پر بھی داخل ہو سکتا ہے۔ جیسے: ان زيدا لقائم کہہ سکتے ہیں اسی طرح ان زيد اليقوم بھی کہہ سکتے ہیں۔

(4) اسم جنس کے ساتھ عموم و خصوص میں مشابہت رکھتا ہے جیسے: جاءني رجل سے عام مرد مراد ہے اسی طرح ليضرب میں حال و مستقبل کا معنی عام ہے اور جب رجل پر الف لام عہد خارجی کا لگایا جائے تو وہ شخص متعین ہو جائے گا۔ اسی طرح مضارع پر سین یا سوف لگایا جائے تو وہ مستقبل میں خاص ہو جائے گا اور جب لام ابتداء داخل کر دیا جائے تو حال کے معنی میں ہو جاتا ہے جیسے: سيضرب، سوف، فيضرب، ليضرب۔

(5) اسم مشترک کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جیسے: لفظ عين اس کا معنی ہے گھٹنا، جاسوس، چشمہ، آنکھ وغیرہ اس طرح مضارع میں بھی دو معنی پائے جاتے ہیں۔ حال و استقبال جبکہ کوئی قرینہ پایا جائے تو اسم مشترک کا ایک معنی خاص ہو جاتا ہے جیسے: فيها عين جاریہ اس سے مراد چشمہ ہے۔ اسی طرح جب مضارع پر سین یا سوف داخل ہو تو استقبال اور جب لام ابتداء داخل ہو تو حال کا معنی خاص ہو جاتا ہے۔

سوال: و لسوف يعطيك ربك فترضى میں لام ابتداء ہے جو کہ حال کے معنی میں داخل کر دیتا ہے اور سوف بھی داخل ہے جو کہ استقبال کے معنی میں داخل ہے تو اب اس کو کس معنی میں تسلیم کریں گے؟

جواب: لام صرف تاکید کے لیے لایا گیا ہے حال کے لیے نہیں۔ لہذا صیغہ مستقبل کے ساتھ خاص ہو جائے گا۔

(الحفۃ ص 78)

فائدہ: بین الحال والا استقبال نہ کہتے تو بہتر ہوتا کیونکہ اس میں وہم پیدا ہوتا ہے کہ اسم مشترک فعل مضارع کے ساتھ حال اور مستقبل میں مشابہہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ صرف معنی میں مشابہہ ہیں کیونکہ اس کے کئی معنی پائے جاتے ہیں تو پھر قرینہ

کے ساتھ ایک معنی خاص کر لیا جاتا ہے اسی طرح حال و استقبال بھی دو معانی ہیں سین ، سوف اور لام تاکید کے ساتھ ایک معنی سے خاص ہو جاتے ہیں۔

ثم زیدت علی الماضي حروف اتین حتی بصیر مستقبل لأن بتقدير النقصان یصیر اقل من القدر الصالح۔ و زیدت فی الاول دون الآخر لان فی الآخر یلتبس بالماضی واشتق من الماضی لانه يدل علی الثبات و زیدت فی المستقبل دون الماضی لان المزیّد علیہ بعد المجرد و زمان المستقبل بعد زمان الماضی فأعطی السابق للسابق واللاحق لللاحق۔

ترجمہ:

پھر ماضی پر حروف اتین کو زیادہ کیا گیا تاکہ فعل مستقبل بن جائے کیونکہ کلمات ماضی کم کرنے سے وہ ماضی قدر صالح سے کم ہو جاتی ہے اور یہ زیادتی آخر کی بجائے اول میں کی گئی اس لیے کہ آخر میں ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا تھا اور مشتق کیا گیا (فعل مستقبل کو) ماضی سے اس لیے کہ وہ ثبوت پر دلالت کرتا ہے اور زیادتی کی گئی فعل مستقبل میں بجائے ماضی کے کیونکہ مزید علیہ مجرد کے بعد ہوتا ہے اور مستقبل بھی زمانہ ماضی کے بعد ہے تو اس بناء پر پہلے کو پہلی چیز (مجرد ہونا) اور دوسرے کو دوسری چیز (مزید ہونا) دی گئی۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مضارع کو ماضی سے بنایا گیا ہے اس طرح کہ ماضی کے شروع میں حروف اتین کو زیادہ کیا گیا تو اس سے فعل مستقبل بن گیا۔

نوٹ: دراصل فعل ماضی و مضارع کے معنی میں مغایرت ہے تو اس بناء پر ان کے الفاظ میں بھی مغایرت ہوتی تاکہ یہ معنی کی مغایرت پر دلالت کرتی تو اس وجہ سے ماضی کے شروع میں حروف اتین کا اضافہ کیا گیا۔

سوال: ماضی کے حروف میں اضافہ کیوں کیا گیا اس میں کمی بھی کی جاسکتی تھی؟
جواب: ماضی کے حروف میں کمی اس وجہ سے نہ کی گئی کیونکہ ثلاثی مجرد کی ماضی کے حروف قدر صالح (کم از کم تین حروف ہونا) کم ہو جاتے اور باقی ثلاثی مجرد کے غیر کی ماضیوں کو مجرد پر قیاس کر لیا گیا اور اس وجہ سے اضافہ ماضی کے اول میں کیا گیا کہ آخر میں۔

سوال: اضافہ آخر میں کرنا چاہیے تھا کیونکہ آخر محل تغیر ہے۔ اول میں اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: اول میں اضافہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر آخر میں اضافہ کر دیا جاتا تو ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا۔ یعنی اگر الف

کا اضافہ کیا جاتا تو ضربا کے ساتھ، اگر تاء کا اضافہ کیا جاتا تو ضربت کے ساتھ اور تاء ساکنہ کی صورت میں ضربت کے

ساتھ اور اگر نون کا اضافہ کر دیا جاتا تو ضربین کے ساتھ التباس لازم آتا تھا اس وجہ سے اول میں اضافہ کیا گیا نہ کہ آخر میں۔

نوٹ: یاء کا آخر میں اضافہ کرنے سے التباس لازم نہ آتا تھا لیکن حکماً التباس لازم آتا تھا کیونکہ للاکثر حکم الكل

وجہ سے یاء کا بھی آخر میں اضافہ نہ کیا گیا۔

مضارع کو ماضی سے بنایا گیا ہے کیونکہ ماضی ثبوت پر دلالت کرتی ہے وہ اس طرح کیونکہ ماضی میں زمانہ واقع ہو جاتا۔

ت ہو جاتا ہے تو ثابت ہونا اصل بننے کا حقدار ہے بہ نسبت اس کے جو ثابت نہ ہوا ہو اور مستقبل میں زیادتی کی گئی کیونکہ مزید یہ مجرد کے بعد کے مقام پر ہوتا ہے تو مستقبل کا زمانہ بھی ماضی کے بعد ہوتا ہے تو اس بناء پر پہلے کو مجرد رہنے دیا گیا اور دوسرے میں اضافہ کر دیا گیا۔

نکدہ: مستقبل میں اضافہ کیا گیا جو عبارت شمار کی گئی وہ ما یؤل کے اعتبار سے ہے یعنی کہ ایک بچہ ابھی قرآن حفظ کر رہا ہے الا نکہ اُس نے ابھی پورا قرآن حفظ نہیں کیا لیکن اُس کو حافظ کے لقب سے مخاطب کیا جانے لگتا ہے کیونکہ مستقبل میں وہ بچہ جو بننے والا تھا اُس کو پہلے سے اُس نام سے مخاطب کیا جانے لگا تو اس کو ما یؤل کہا جائے گا کیونکہ اضافہ تو ماضی میں کیا گیا نہ کہ ماضی میں تو ماضی کو ما یؤل کے اعتبار سے جو کہ فعل مستقبل بننے والی تو اُس کو وہ پہلے ہی کہہ دیا گیا۔ (الحفۃ ص 81)

وُعِیْنَتِ الْاَلْفُ لِلْمَتَكَلِّمِ الْوَاحِدِ لِاَنَّ الْاَلْفَ مِنْ اَقْصٰی الْحَلْقِ وَ هُوَ مَبْدَاُ الْمَخَارِجِ وَالْمَتَكَلِّمُ الَّذِیْ یَبْتَدِعُ الْکَلَامَ مِنْهُ وَ قِیلَ لِلْمَوَافَقَةِ بَیْنَهُ وَ بَیْنَ اَنَا۔ وَ عِیْنَتِ الْوَاَوُ لِلْمَخَاطَبِ لَکَوْنِهَا مِنْ اَنْتَهِی الْمَخَارِجِ وَالْمَخَاطَبُ هُوَ الَّذِیْ یَنْتَهِی الْکَلَامَ بِهٖ ثُمَّ قُلِبَتِ الْوَاَوُ تَاءً حَتّٰی لَا یَجْتَمِعُ الْوَاَوَاتُ فِی مِثْلِ وَ وَجَلُ فِی الْعَطْفِ۔ وَ مِنْ ثُمَّ قِیلَ الْاَوَّلُ مِنْ کُلِّ کَلِمَةٍ لَا یَصْلَحُ لَزِیَادَةِ الْوَاَوِ وَ حَکَمَ بَانَ وَ رَنْتَلِ اَصْلٰی۔ وَ عِیْنَتِ الْیَاءُ لِلْغَائِبِ لِاَنَّ الْیَاءَ مِنْ وَسْطِ الْفَہْمِ وَالْغَائِبُ هُوَ الَّذِیْ فِی وَسْطِ کَلَامِ الْمَتَكَلِّمِ وَالْمَخَاطَبِ۔ وَ عِیْنَتِ النُّونُ لِلْمَتَكَلِّمِ اِذَا کَانَ مَعَهُ غَیْرُهُ لِتَعِیْنِهَا لِذٰلِکَ فِی ضَرْبِنَا۔ اِنْ قِیلَ لَمْ زَیْدَتِ النُّونُ فِی نَضْرَبِ قَلْنٰ لِاَنَّهُ لَمْ یَبْقَ مِنْ حُرُوفِ الْعِلَّةِ شَیْءٌ وَ هُوَ قَرِیْبٌ مِنْ حُرُوفِ الْعِلَّةِ فِی خُرُوجِهَا عَنْ هَوَاءِ الْخَیْشُومِ۔

ترجمہ:

اور واحد متکلم کے لیے الف متعین کیا گیا کیونکہ الف اقضاء الحلق سے ادا ہوتا ہے اور وہ مخارج کی ابتداء ہے اور متکلم وہ ہے جس سے ابتداء کلام ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس (صیغہ متکلم) اور ان کے درمیان موافقت کے لیے متعین کیا گیا ہے اور واؤ کو مخاطب کے لیے متعین کیا گیا ہے کیونکہ وہ انتہاء مخارج سے ہے اور مخاطب وہ ہوتا ہے جس پر کلام کی انتہاء ہوتی ہے پھر واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا تاکہ وو و جل کی مثل میں عطف کی صورت میں واوات کا اجتماع نہ ہو اور اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ ہر کلمہ اول زیادت واؤ کا متحمل نہیں ہوتا اور اس وجہ سے ورنتل کی واؤ پر اصلی ہونے کا حکم لگایا گیا ہے اور یاء کو متعین کیا گیا غائب کے لیے اس لیے کہ یاء وسط منہ سے ہے اور غائب وہ ہوتا ہے جو متکلم اور مخاطب کے کلام کے درمیان میں رہتا ہے اور نون متکلم مع الغیر کے لیے متعین ہوا بوجہ متعین ہونے اس (نون) کے ضربنا میں اور اگر کوئی کہے کہ نضرب میں نون زائد کیوں کیا گیا تو ہم کہیں گے کہ حروف علت میں سے کوئی حرف باقی نہ رہا اور نون ناک کے بانے کی ہوا سے ادا ہونے کی وجہ سے حرف علت کے قریب ہے۔

الوارِ خادمیہ: حروفِ زیادت کا مجموعہ ہویت السمان ہے۔ ان میں سے حروف علت مع نون کا انتخاب اس لیے کیا

گیا ہے کیونکہ ہر کلمہ تقدیری طور پر یا حقیقی طور پر حروف علت پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ واؤ الف یا یاء ہوں کے یا پھر ضمہ، فتح، کسب ہوں گے۔

رہی بات نون کو منتخب کرنے کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حروف علت خفیف ہوتے ہیں اور نرمی سے ادا ہوتے ہیں اور نون ادا نیگی بھی ان کے مثل ہے، یہ بھی نرمی سے ادا ہوتا ہے اس لیے اس کا بھی انتخاب کر لیا گیا۔
اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی کلمہ میں اضافہ ثقل کا باعث ہوتا ہے اور اس ثقل سے بچنے کے لیے ہم نے حروف علت اور نون میں خفت پائے جانے کی وجہ سے ان کو منتخب کر لیا تا کہ اضافہ کی وجہ سے کلمہ بوجھل نہ ہو جائے۔
اب ان حروف کی تقسیم اور وجہ تقسیم بیان کرتے ہیں۔

(1) الف (ہمزہ) جو درحقیقت الف تھا کیونکہ حروف علت کا مجموعہ و ا ی ہے تو الف سے ابتداء محال ہونے کی وجہ سے اس کو حرکت دے دی گئی۔ اس کو الف پہلی اور اصلی حالت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ الف کا انتخاب واحد متکلم کے لیے اس لیے ہوا کیونکہ الف (ہمزہ) (موجودہ حالت میں) اقصائے حلق سے ادا ہوتا ہے اور وہ مخارج کے شروع ہونے کی جگہ ہے اور متکلم سے کلام کی ابتداء ہوتی ہے اس وجہ سے الف کو متکلم کے لیے خاص کر دیا گیا تا کہ دونوں میں مناسبت ہو جائے۔
الف کو متکلم کے لیے خاص کرنے کی دوسری وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ واحد متکلم کی ضمیر (انا) میں الف موجود تھا تو ان دونوں (ضمیر اور صیغہ کے درمیان) میں مطابقت کے لیے الف کو واحد متکلم کے لیے خاص کر دیا گیا۔

(2) واؤ کو مخاطب کے لیے متعین کیا گیا کیونکہ واؤ مخارج کے اختتام یعنی شفتین سے ادا ہوتی ہے اس کا مخرج انتہائے مخارج ہے اور مخاطب پر کلام کی انتہاء ہوتی ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے واؤ مخاطب کے لیے متعین کی گئی۔

پھر واؤ کو تاء سے اس لیے تبدیل کر دیا گیا تا کہ مثال واوی سے عطف کی حالت میں اجتماع واوات نہ ہو جائے جو ناپسندیدہ ہے اس کی ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ ان کو اس طرح پڑھنے سے آواز کتے کے بھونکنے سے مشابہہ ہو جاتی ہے جیسا کہ ووجل میں ہے۔ ان میں پہلی واؤ عطف ہے، دوسری واؤ مضارع کی اور تیسری واؤ اصل ہے۔ (الحفۃ ص 83)

نوٹ: یاد رہے کہ اجتماع واوات ایک کلمہ میں ناپسندیدہ ہے نہ کہ دو کلموں میں جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اووا و نصر و دو کلمے ہیں۔ اس وجہ سے ان میں ثقل بھی پیدا نہ ہوا کیونکہ پہلی واؤ کا دوسری میں ساکنہ ہونے کی وجہ سے ادغام ہو گیا۔

سوال: مثال واوی میں عطف کی صورت میں واوات کا اجتماع ہو جاتا ہے جبکہ مثال واوی کے علاوہ میں ایسا نہیں ہوتا تو میں تاء کو واوی رہنے دیا جاتا کیونکہ ان میں خرابی کا کوئی خدشہ نہ تھا؟

جواب: باقی تمام کو مثال واوی پر محمول کر کے سب پر ایک قانون جاری کر کے واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا اور پھر قانون جا کر دیا گیا کہ ہر کلمہ کے شروع میں واؤ کو زیادہ کرنا منع ہے۔ رہی ورنٹل کی بات تو اس میں واؤ اصل ہے بروزن فعند کے۔

ورنٹل شیر کا نام بھی ہے اور اس کا ایک معنی شدت بھی ہے۔ (الحفۃ ص 83)
(3) یاء کو غائب کے لیے اس لیے متعین کیا گیا کیونکہ متکلم اور مخاطب کی گفتگو کے درمیان غائب ہوتا ہے اور یاء بھی کے وسط سے ادا ہوتی ہے اس مناسبت کی وجہ سے یاء کو غائب کے لیے خاص کر دیا گیا۔

ث: یہاں ایک باریک بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا یاء حرف غائب کے لیے ہے اب جو متکلم اور مخاطب کی گفتگو میں حاضر ہوں لیکن متکلم و مخاطب نہ ہوں تو وہ بھی مخاطب ہوں گے۔

(4) نون کو جمع متکلم کے لیے متعین کیا گیا ہے۔ نون کو متعین کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی جمع متکلم کی ضمیر (نحن) میں نون موجود تھا تو اس میں مطابقت کرنے کے لیے نون کا اضافہ کر دیا گیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حروف علت میں سے کوئی حرف باقی نہ بچا جس کا اضافہ کیا جاتا تو نون کا اضافہ کر دیا گیا کیونکہ نون دائیگی میں حروف علت کی طرح نرمی سے ادا ہوتا ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے نون کو جمع متکلم کے لیے خاص کر دیا گیا۔

و فُتِحَتْ هَذِهِ الْحُرُوفُ لِلْخَفَةِ إِلَّا فِي الرَّبَاعِيِّ وَ هُوَ فَعَّلٌ وَ أَفْعَلٌ وَ فَعَّلٌ وَ فَاعَلٌ لِأَنَّ هَذِهِ الْأَرْبَعَةَ رُبَاعِيَّةٌ وَ الرَّبَاعِيُّ فَرْعٌ لِلثَّلَاثِيِّ وَ الضَّمَّةُ أَيْضًا فَرْعٌ الْفَتْحِ وَ قِيلَ لِقَلَّةِ اسْتِعْمَالِهِنَّ وَ يُفْتَحُ مَا وَرَاءَ هُنَّ لَكثَرَةِ حُرُوفِهِنَّ۔ أَمَّا يَهْرِيْقُ أَصْلُهُ يُرِيْقُ وَ هُوَ مِنَ الرَّبَاعِيِّ فَزِيدَتْ الْهَاءُ عَلَى خِلَافِ الْقِيَاسِ۔ وَ تَكْسِرُ حُرُوفُ الْمُضَارَعَةِ فِي بَعْضِ اللُّغَاتِ إِذَا كَانَ مَاضِيَهُ مَكْسُورَ الْعَيْنِ أَوْ مَكْسُورَ الْهَمْزَةِ حَتَّى تَدُلَّ عَلَى كَسْرَةِ الْمَاضِيِّ نَحْوَ يَعْلَمُ وَ تَعْلَمُ وَ إِعْلَمُ وَ نَعْلَمُ وَ يَسْتَنْصِرُ وَ يَسْتَنْصِرُ وَ عُيِّنَتْ مُسْتَنْصِرٌ وَ نَسْتَنْصِرُ وَ فِي بَعْضِ اللُّغَاتِ لَا تُكْسَرُ الْيَاءُ لثِقَلِ الْكَسْرِ عَلَى الْيَاءِ الضَّعِيفِ۔ وَ عُيِّنَتْ حُرُوفُ الْمُضَارَعَةِ لِلدَّلَالَةِ عَلَى كَسْرَةِ الْعَيْنِ فِي الْمَاضِيِّ لِأَنَّهَا زَائِدَةٌ۔ وَ قِيلَ لِأَنَّهُ يَلْزَمُ بِكَسْرِ الْفَاءِ تَوَالِي أَرْبَعِ حَرَكَاتٍ وَ بِكَسْرِ الْعَيْنِ يَلْزَمُ الْإِلْتِبَاسُ بَيْنَ يَفْعَلُ وَ يَفْعَلُ وَ بِكَسْرِ اللَّامِ يَلْزَمُ إِبْطَالُ الْأَعْرَابِ۔

ترجمہ:

اور ان حروف کو خفت کے لیے فتح دیا گیا۔ مگر رباعی میں اور وہ فَعَّلٌ، اَفْعَلٌ، فَعَّلٌ اور فَاعَلٌ ہیں کیونکہ یہ چار رباعی ہیں اور رباعی ثلاثی کی فرع ہے اور ضمہ بھی فتح کی فرع ہے اور کہا گیا ہے کہ قلت استعمال کی وجہ سے (فتح دیا گیا ہے) اور اس کے علاوہ کو ان کے حروف کی کثرت کی وجہ سے فتح دیا گیا ہے۔ بہر حال یھریق کی اصل یریق ہے اور وہ رباعی ہے۔ خلاف قیاس اس میں ہا کو زیادہ کیا گیا اور بعض لغات میں حروف مضارعت کو کسرہ دیا جاتا ہے جبکہ اس کی ماضی مکتور العین ہو یا مکتور الهمزہ ہوتا کہ وہ دلالت کرے ماضی کے مکتور ہونے پر جیسے: يَعْلَمُ، تَعْلَمُ، إِعْلَمُ، نَعْلَمُ، يَسْتَنْصِرُ، يَسْتَنْصِرُ، اِسْتَنْصِرُ اور نَسْتَنْصِرُ ہے اور بعض لغات میں کسرہ ثقیل ہونے کی وجہ سے یاء کو کسرہ نہیں دیا جاتا تا کہ کسرہ ثقیل یاء ضعیف پر واقع نہ ہو اور حروف مضارعت کو ماضی کے مکتور العین ہونے پر دلالت کرنے کے لیے مختص کیا گیا ہے کیونکہ وہ زائد ہوتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فاء کو کسرہ دینے سے توالی اربع حرکات لازم آتی ہیں اور عین کو کسرہ دینے سے يَفْعَلُ، يَفْعَلُ میں التباس لازم آتا ہے اور لام کلمہ کو مکتور کرنے سے فعل مضارع کا اعراب باطل ہو جاتا ہے۔

انوار خادمیہ: حروف اتین کو فتح دیا گیا اس لیے کہ اضافہ ثقیل سے خالی نہیں ہوتا تو اس مناسبت کی وجہ سے فتح دیا گیا تا کہ

خفت پیدا ہو جائے اور اگر ثقل حرکت دی گئی تو ثقل مزید ہو جائے گا۔
مگر رباعی میں حروف اتین کو ضمہ دیا گیا کیونکہ رباعی ثلاثی کی فرع ہے اور ضمہ فتح کی فرع ہے لہذا فرع اعراب فرع کو دے دیا گیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ رباعی کو قلت استعمال ہونے کی وجہ سے ضمہ دے دیا گیا۔

سوال: خماسی اور سداسی تو رباعی سے بھی کم استعمال ہوتے ہیں تو ان کو ضمہ کیوں نہ دیا گیا؟

جواب: ان میں کثرتِ حروف کی وجہ سے پہلے سے ہی ثقل موجود ہے اس سے ان کے ثقل میں اضافہ ہو جاتا اس لیے انہیں خفیف حرکت دی گئی۔

تنبیہ: رباعی سے مراد یہاں اصطلاحی رباعی نہیں بلکہ یہاں مراد وہ رباعی ہے جس کی ماضی میں چار حروف ہوں چاہے اصلی ہوں چاہے زائدہ ہوں۔ وہ کل چار باب ہیں۔ فاعل، افعال، تفعیل، مفاعلہ۔

سوال: آپ نے کہا کہ خماسی میں حروف اتین کو فتح دیا جاتا ہے تو پھر یہ ریق میں ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: یہ ریق اصل میں یریق ہے۔ اَرَوْق، یُرَوْق۔ واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی تو پہلے صیغے میں واؤ کو الف اور دوسرے میں واؤ ساکن ماقبل مکسور واؤ کو یاء سے بدل دیا تو اراق یریق ہو گیا اور ہا کا اضافہ خلاف قانون کیا گیا تو اصل کے اعتبار سے یہ رباعی ہے۔ اس لیے حروف اتین پر ضمہ لانا درست ہے۔

بعض اہل لغت جب ماضی مکسور العین ہو یا ماضی کے شروع میں ہمزہ مکسور ہو تو مضارع میں حروف اتین کو کسرہ دیتے ہیں تاکہ ماضی کے مکسور العین اور ماضی کے ہمزہ کے مکسور ہونے پر دلالت کرے جیسے: یَعْلَم، تَعْلَم، اَعْلَم، نَعْلَم یَسْتَنْصِر، تَسْتَنْصِر، اِسْتَنْصِر، نَسْتَنْصِر۔

بعض اہل لغت حرف یاء کو ضعیف ہونے کی وجہ سے کسرہ نہیں دیتے۔ یاد رہے یہ اس وقت جائز کہتے ہیں جب دوسری یا تاکید کے لیے آئی ہو جیسے یَسْجَل۔

سوال: حروف اتین کو مکسور کیوں کیا گیا؟

جواب (ا): کسرہ دینا ایک زائد عمل ہے جو کہ زائد حرف کو دینا اولیٰ ہے اور زائد حروف اتین ہیں اس لیے ان کو کسرہ دیا گیا۔
جواب (ب): دوسری وجہ یہ ہے کہ باقی حروف کو کسرہ دینے سے خرابی لازم آتی تھی۔ فاء کلمہ کو مکسور کرنے سے توالی اور حرکات کی خرابی لازم آتی جیسے: یَضْرِبُ۔ عین کلمہ کو کسرہ دینے سے یَفْعَلُ یَفْعَلُ میں التباس لازم آتا۔ اگر یوں کہا کہ یاؤں کی شناخت ختم ہو جاتی تو بہتر ہوتا۔

مضارع کا آخر تو مضموم ہوتا ہے تو اس وجہ سے یاؤں کا فرق عین کلمہ سے معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے عین کلمہ کو کسرہ نہ دیا گیا۔
لام کلمہ کو اس لیے کسرہ نہ دیا گیا کیونکہ اس سے اعراب باطل ہونے کی خرابی لازم آتی کیونکہ لام کلمہ محل اعراب ہے مضارع کا اعراب تین طرح آتا ہے۔ مضموم، مفتوح، مجزوم اور ان میں سے کوئی بھی مکسور نہیں ہے تو اعراب باطل ہو گیا۔

و تُحَذَفُ التَّاءُ الثَّانِيَةُ فِي مِثْلِ تَتَقَلَّدُ وَ تَتَبَاعَدُ وَ تَتَبَخَّرُ لِاجْتِمَاعِ الْحَرْفَيْنِ مِنْ جَنْسٍ وَ

وعدم امکان الادغام و عینت الثانية لأن الأولى علامة والعلامة لا تُحذف. و أُسكنت الضادُ في يضربُ فراراً عن توالي الحركات الأربع و عینت الضادُ لئلا ساکن لان توالی الحركات يلزم من الياء فإسكان الضاد التي تكون قريباً منه أولى. و من ثمَّ عینت الياء ضربين للإسكان لانه قريب من النون الذي يلزم منه توالی أربع حركات. و سَوَى بين المخاطب والغائب في مثل تُضربُ انت و تضربُ هي لاستوائيهما في الماضي مثل نصرت و نصرت و لكن لا تسكن و في غائبة المستقبل لضرورة الابتداء و لا تضم. حتى لا يلتبس بالمجهول في مثل تُمدح و لا تكسر حتى لا يلتبس بلغة تعلم فإن قيل يلزم الالتباس ايضاً بالفتحة بين المخاطب والغائب قلنا في الفتح موافقة بيننا و بين اخواتها مع خفة الفتحة.

ترجمہ:

اور تتقلد، تتباعد اور تتبخر کی مثل میں دوسری تاء کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ ایک جنس میں دو حرفوں کے اجتماع کی وجہ سے اور ادغام کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے اور دوسری تاء کو حذف کے لیے متعین کیا گیا کیونکہ پہلی (تاء) علامت مضارع ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی اور یضرب میں ضاد کو ساکن کیا گیا توالی أربع حركات سے بچنے کے لیے اور ضاد سکون کے لیے اس لیے متعین کی گئی ہے کیونکہ توالی أربع حركات یاء کی وجہ سے لازم آئیں تو ضاد کو ساکن کرنا بہتر تھا کیونکہ وہ اس (یاء) کے زیادہ قریب ہے۔

اور اسی وجہ سے ضربن میں باء کو سکون کے لیے اختیار کیا کیونکہ وہ نون کے قریب ہے جس کی وجہ سے توالی أربع حركات لازم آئیں اور مذکر مخاطب، مؤنث غائب کا صیغہ تضرب انت، تضرب ہی کی مثل میں برابر لایا گیا اس لیے کہ ماضی میں مثلاً نصرت، نصرت کے ہم شکل ہونے کی وجہ سے اور لیکن فعل مستقبل کے واحد مؤنث غائب کے صیغہ میں (تاء) کو ساکن نہ کیا گیا۔ ضرورت ابتداء کی وجہ سے اور علامت مضارع کو مضموم نہ کیا گیا تاکہ تُمدح کی مثل میں مجہول کے ساتھ التباس نہ ہو جائے اور کسرہ نہ دیا گیا تاکہ تعلم والی لغت کے ساتھ التباس نہ ہو جائے اور اگر کہا جائے واحد مذکر حاضر، واحد مؤنث غائب کے درمیان فتح کی صورت میں بھی التباس لازم آتا ہے تو ہم کہیں گے کہ فتح کی صورت میں اس (تضرب) اور اس کے اخوات (دوسرے صیغوں) میں موافقت ہے فتح کے خفیف ہونے کے ساتھ۔

الوارخادمیہ: باب تفعلي، تفاعل، تفعّل کے مضارع معروف میں واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کے صیغے میں جیسے تتقلد، تتباعد اور تتبخر تین طرح قانون جاری کر سکتے تھے۔

(1) ہم جنس ہونے کی وجہ سے تاء کا تاء میں ادغام کرنا۔

لیکن یہاں یہ ممکن نہیں کیونکہ ادغام میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے تو یہاں ابتداء بالساکن محال تھی۔

سوال: ابتداء بالساکن والی خرابی شروع میں ہمزہ وصلی لا کر بھی تو دور کی جاسکتی تھی؟

جواب: فعل مضارع اسم فاعل کے مشابہہ ہے جس طرح اسم فاعل پر ہمزہ وصلی داخل نہیں ہو سکتا اس طرح فعل مضارع پر بھی داخل نہیں ہو سکتا اس لیے یہاں ادغام کرنا محال ہے۔

(2) دونوں تائیں اپنی اصلی حالت میں برقرار ہیں۔ جیسے: تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ میں ہے اور یہ جائز ہے۔

(3) ایک تاء کو ہی حذف کر دیں اور یہ بھی جائز ہے۔

البتہ یہ فیصلہ ابھی باقی ہے کہ کون سی تاء حذف کی جائے گی۔

اختلاف: تاء کے حذف کرنے میں امام سیبویہ اور کوفیوں کا اختلاف ہے۔

امام سیبویہ کے نزدیک دوسری تاء کو حذف کیا جائے گا کیونکہ پہلی تاء علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہو سکتی۔

جبکہ کوفی فرماتے ہیں کہ حذف کرنا ایک زائد عمل ہے تو زائد حرف کو ہی حذف کرنا بہتر ہے تو پہلی تاء کو حذف کیا جائے گا۔

نوٹ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے امام سیبویہ کے مذہب کو ترجیح دی ہے۔

یضرب میں ضاد کو اس لیے ساکن کیا گیا تاکہ توالی اربع حرکات کی خرابی سے بچا جاسکے اور توالی اربع حرکات کی خرابی باء کی وجہ سے آئی تو اس کا ساکن کرنا ابتداء بالساکن ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے تو اس کے قریب والے لفظ (ضاد) کو ساکن کر دیا گیا جو کہ بہتر ہے بسبب را کے کیونکہ را بعید ہے اور باء کو ساکن کرنا ناجائز ہے کیونکہ وہ محل اعراب ہے اس طرح اعراب باطل ہونے کی خرابی لازم آتی ہے۔ اسی قانون کی وجہ سے قریب والے لفظ کو ساکن کرتے ہیں۔

اگر اس لفظ کا ساکن کرنا محال ہو جس کی وجہ سے توالی اربع حرکات کی خرابی لازم آرہی ہے جیسے: ضربن میں باء کو ساکن کیا کیونکہ نون جمع مؤنث کی ضمیر ہے اور ضمیر ساکن نہیں ہوتی تو اس کے قریب والے لفظ باء کو ساکن کر دیا گیا۔

واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کے صیغے ایک جیسے لانے کی وجہ یہ ہے کہ ماضی اصل ہے اور مضارع فرع ہے تو چونکہ ماضی میں دونوں صیغے ہم شکل تھے جیسے ضربت، ضربت تو اس وجہ سے فرع میں بھی ایک جیسے لائے تاکہ فرع اصل کے مطابق ہو جائے لیکن اصل میں ضربت تاء ساکنہ تھی اس میں ساکنہ نہیں کی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء بالساکن والی خرابی لازم آئی۔

واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کے صیغے میں فرق کرنے کے لیے تاء کو ضمہ بھی نہیں دے سکتے کیونکہ باب فتح سے معروف و مجہول میں التباس لازم آ جاتا ہے جیسے: تَفْتَحُ۔ تَفْتَحُ۔ اور فرق کے لیے تاء کو کسرہ بھی نہیں دے سکتے تاکہ تَعْلَقَ والی لغت سے التباس نہ آجائے یعنی ہر وہ ماضی جو مکسور العین ہو اس کے مضارع میں حروف اتین کو کسرہ دیتے ہیں تاکہ ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرے۔ ان میں اس طرح التباس لازم آتا کہ پتہ نہ چل سکتا کہ ماضی مفتوح العین ہے یا مضموم العین ہے بلکہ ہر ماضی کو مکسور العین ہی تصور کرتے۔

فتح دینے کی صورت میں اگرچہ مخاطب اور غائبہ میں التباس لازم آ رہا ہے لیکن اس کے اخوات یعنی بقیہ صیغوں کے ساتھ موافقت بھی تو ہو رہی ہے اور فتح خفیف حرکت بھی ہے۔ تو ان فائدوں کی وجہ سے التباس لازم آنا کم مضر ہے۔

فَإِنْ قِيلَ لِمَ أُدْخِلَ فِي آخِرِ الْمُسْتَقْبَلِ نُونٌ قُلْنَا عَلَامَةً لِلرَّفْعِ لِأَنَّ آخِرَ الْفِعْلِ صَارَ بِاتِّصَالِ ضَمِّ

الْفَاعِلُ بِمَنْزِلَةِ وَسْطِ الْكَلِمَةِ إِلَّا نُونُ يَضْرِبُنْ وَهُوَ عَلَامَةُ التَّانِيثِ كَمَا فِي فَعَلْنَ وَ مَنْ ثُمَّ لَا يُقَالُ بِالتَّاءِ حَتَّى لَا يَجْتَمَعَ عَلَامَتَا التَّانِيثِ وَالْيَاءُ فِي تَضْرِبِينَ ضَمِيرُ الْفَاعِلِ كَمَا مَرَّ - وَإِذَا دَخَلَ لَمْ يَنْتَقِلْ مَعْنَاهُ إِلَى الْمَاضِي لِأَنَّهَا مُشَابِهَةٌ بِكَلِمَةِ الشَّرْطِ -

ترجمہ:

اگر کہا جائے کہ فعل مستقبل کے آخر میں نون کیوں لگایا جاتا ہے تو ہم کہیں گے علامت رفع کے لیے کیونکہ فعل کا آخر ضمیر فاعل کے ملنے کی وجہ سے وسط کلمہ کے قائم مقام ہو گیا مگر یضربن کا نون وہ علامت تانیث ہے جس طرح فعلن میں۔ اس وجہ سے اس کو تاء کے ساتھ نہ پڑھا جائے تاکہ دو علامات تانیث ایک کلمہ میں جمع نہ ہو جائیں اور تضربین میں یاء ضمیر فاعل ہے جیسے گزر چکا ہے اور جب مضارع پر کلمہ لم داخل کیا جائے تو اس کا معنی ماضی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اس لیے کہ لم کلمہ شرط کے مشابہہ ہے۔

انوار خادمیہ: فعل مضارع کے آخر میں رفع ہوتا ہے جب تشنیہ اور جمع، الف اور واؤ ضمیر فاعل کے آخر میں آئیں تو فعل کا آخر وسط کی طرح ہو جاتا ہے اور چونکہ اعراب آخر میں آتا ہے نہ کہ درمیان میں۔

اور ضمیروں پر اعراب نہیں آ سکتا کیونکہ وہ مبنی ہوتی ہیں اور پھر حروف علت کا اضافہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ تشنیہ اور جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر میں دو الف، دو واؤ اور دو یائیں جمع ہو جاتی ہیں۔ اس خرابی سے بچنے کے لیے وہ لفظ لے آئے جو حروف علت کے مشابہہ ہے یعنی نون کیونکہ دونوں ادائیگی میں نرمی سے ادا ہو جاتے ہیں چونکہ حروف علت کا اضافہ بہتر ہوتا ہے لیکن یہاں ان کا اضافہ خرابی کا باعث تھا تو ان کے مشابہہ لفظ یعنی نون کا اضافہ کر دیا گیا۔ چونکہ نون رفع کے لیے علامت ہے جبکہ فعل مضارع پر عامل ناصب و جازم داخل ہوگا تو نون گر جائے گا جیسے: لن یضربا، لم یضربا۔ یضربن کا نون اعرابی نہیں بلکہ علامت تانیث ہے اس وجہ سے یضربن کو تضربین پڑھنا جائز نہیں تاکہ دو علامات تانیث ایک کلمہ میں جمع نہ ہو جائیں۔

سوال: تضربین میں بھی تو دو علامتیں موجود ہیں۔ ایک تاء اور دوسری یاء؟

جواب: تضربین میں یاء محض ضمیر فاعل ہے علامت تانیث نہیں اور صرف تاء علامت تانیث ہے۔

جب فعل مضارع پر لفظ لم داخل ہو تو اسے ماضی منفی کے معنی کی طرف منتقل کر دیتا ہے اس لیے کہ لفظ لم حروف شرط کے ساتھ مشابہہ ہے جس طرح حروف شرط مثلاً اِنْ ماضی پر داخل ہو کر اُسے مستقبل کی طرف منتقل کر دیتا ہے تو اسی طرح لم مستقبل پر داخل ہو کر اس کو ماضی کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

فصل فی الامر والنہی

(فصل امر اور نہی کے بیان میں)

الْأَمْرُ صِيغَةُ يَطْلُبُ بِهَا الْفَعْلُ عَنِ الْفَاعِلِ مِثْلُ إِضْرِبْ وَ لِيَضْرِبْ اهـ وَ هُوَ مَا اشْتَقَّ مِنْ

المضارع لمشابهة بينهما في الاستقبالية و زِيدَت اللام في الغائب لأنها من وسطِ المخارج والغائب ايضاً وسطُ بين المتكلم والمخاطب۔ و ايضاً هي من الحروف الزوائد۔ والحروف الزوائد هي التي يشتملها قول الشاعر: هَوَيْتُ السَّمَانَ فِشْبِنِي وَ قَدْ كُنْتُ قَدِماً هَوَيْتُ السَّمَانَا۔ اي حروف هَوَيْتُ السَّمَانَا۔ و لم يزد من حروف العلّة حتى لا يجتمع حرفاً علّةً و كُسِرَتِ اللام لأنها مشابهة باللام الجارة لانّ الجزم في الأفعال كَالْجَرِّ فِي الْأَسْمَاءِ و أُسْكِنْتُ إِذَا اتَّصَلَتْ بِالْوَاوِ وَالْفَاءِ مِثْلَ وَلْيَضْرِبْ فَلْيَضْرِبْ كَمَا أُسْكِنْتُ الْخَاءُ فِي فَخِذٍ وَ نَظِيرُهُ وَهِيَ وَ فَهِيَ بِالْوَاوِ وَالْفَاءِ بِسُكُونِ الْهَاءِ۔

ترجمہ:

امرایک صیغہ ہے جس کے ساتھ فاعل سے فعل کو طلب کیا جاتا ہے۔ مثلاً اضرب اور لیضرب اور مضارع سے مستقبل کے معنی میں مشابہہ ہونے کی وجہ سے مشتق ہے اور امر غائب میں لام اول میں بڑھائی جاتی ہے کیونکہ وہ درمیانِ مخارج سے ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے درمیان ہوتا ہے اور وہ (لام) حروف زوائد میں سے ہے جو کہ قولِ شاعر میں مذکور ہے:

”میں فریہ عورتوں کو پسند کرتا تھا تو مجھے بوڑھا کر دیا اور میں عرصہ دراز سے فریہ عورتوں کو پسند کرتا تھا۔“

یعنی اس شعر میں هَوَيْتُ السَّمَانَ کے حروف زوائد ہیں اور حروف علت میں سے کوئی حرف زائد نہیں کیا تاکہ دو حرف علت یکجا نہ ہوں اور لام امر کو لام جارہ سے مشابہت کی وجہ سے مکسور کیا گیا کیونکہ افعال میں جزم اسماء کی جر کی طرح ہے اور لام امر ساکن کر دیا جاتا ہے جب اس کے شروع میں واو اور فاء ملیں جیسے: وَلْيَضْرِبْ، فَلْيَضْرِبْ جیسا کہ فاء کو ساکن کر دیا جاتا ہے فَخِذٍ میں اور اس کی مثال وہی اور فہی ہیں۔

انوارِ خادمیہ: فعل امر وہ فعل ہے جس کے ساتھ فاعل سے فعل کو طلب کیا جاتا ہے جیسے: اضرب (تو ایک مرد مار) نوٹ: یاد رہے یہاں فاعل سے مراد عام ہے۔ چاہے حقیقی فاعل ہو یا اس کا نائب فاعل ہو جیسے: لیضرب۔ لتضرب میں نائب فاعل سے فعل کو طلب کیا گیا ہے۔

سوال: فعل امر کو فعل مضارع سے بنانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: فعل امر کو فعل مضارع سے بنانے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں میں معنی استقبال میں مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جب امر کرے گا تو اس پر عمل زمانہ مستقبل میں ہی ہوگا۔ فعل مضارع میں مستقبل کا پایا جانا تو سب کو معلوم ہے اور عام ہے۔

سوال: امر غائب میں لام کا اضافہ کر دیا گیا حالانکہ اضافہ حروف زوائد (هَوَيْتُ السَّمَانَ) میں سے حروف علت میں سے کسی کا اضافہ کرنا اولیٰ ہے۔ تو پھر ان کا اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: ان میں سے کسی ایک کے بھی اضافہ سے خرابی لازم آتی تھی وہ اس طرح کہ الف کے اضافہ سے ابتداء بالساکن والی خرابی لازم آتی اور واو اور یاء کے اضافے سے دو حرف علت جمع ہو جاتے۔ اس بناء پر ان کا اضافہ نہ کیا گیا۔

لام کا اضافہ کرنے میں دو حکمتیں ہیں:

(1) لام بھی وسط مخرج سے نکلتا ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے درمیان ہوتا ہے۔ اس مناسبت کی وجہ سے لام کا اضافہ کیا گیا۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ لام بھی حرف زوائد میں سے ہے جن کا اضافہ کرنا درست ہے اس بناء پر لام کا اضافہ کیا گیا۔

سوال: لام کو مکسور کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: لام کو مکسور کرنے کی وجہ یہ ہے کیونکہ یہ لام، لام جارہ کے صورتہ مشابہہ ہے تو اس بناء پر دونوں میں صورتہ مشابہت پائی جانے کی وجہ سے لام امر کو بھی مکسور کر دیا گیا۔

اور ان میں معنی کی مشابہت یہ ہے کہ لام جارہ جردیتا ہے اور لام امر جزم دیتا ہے اور اسم میں جر کی طرح فعل میں جزم ہے اسی بناء پر اس کو مکسور کر دیا گیا۔

واؤفاء اور ثم آجائے تو لام امر ساکن کر دیتے ہیں۔ واؤ اور فاء لام امر سے پہلے آجائیں تو لام امر کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے: وَلْيَضْرِبْ، فَلْيَضْرِبْ ثُمَّ لِيَقْطَعْ۔

قانون: اصل قانون یہ ہے کہ ہر وہ کلمہ جو فعل کے وزن پر ہو چاہے وہ اسم ہی کیوں نہ ہو اگر اس کے عین کلمہ میں حرف حلقی ہو تو اس کو وزن اصلی کے سوا تین طریقوں سے پڑھنا جائز ہے جیسے: فَيَحْذُكُوْا فَيَحْذُكُوْا، فَيَحْذُكُوْا فَيَحْذُكُوْا، فَيَحْذُكُوْا فَيَحْذُكُوْا۔ اور اگر عین کلمہ میں حرف حلقی نہ ہو تو اسم میں دو وجہیں پڑھنا جائز ہیں جیسے: كَتَبْتُ كَو كَتَفْتُ اور كَتَفْتُ پڑھنا جائز ہے اور فعل میں اصل وجہ کے علاوہ صرف ایک وجہ پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: عَلِمَ كَو عَلِمَ بھی پڑھا جاسکتا ہے اور اسی طرح فعل کے ہم شکل ہو تو اس میں بھی وجہ اصلی کے علاوہ ایک وجہ پڑھنا جائز ہے جیسے: وَهِيَ كَو وَهِيَ پڑھنا بھی جائز ہے اور وَلْيَضْرِبْ سے وَلْيَضْرِبْ۔

نوٹ: ”خیال رہے کہ وَلْيَضْرِبْ کے پہلے تین حروف ولی فعل کی ہم شکل ہیں۔“

وَحُذِفَ حَرْفُ الْأَسْتِقْبَالِ فِي الْمَخَاطَبِ لِلْفَرْقِ بَيْنَ الْمَخَاطَبِ وَالْغَائِبِ وَ عِيْنَ الْحَذْفِ فِي الْمَخَاطَبِ لِكَثْرَتِهِ وَ مِنْ ثُمَّ لَا يَحُذَفُ اللَّامُ فِي مَجْوَلِهِ أَعْنَى يُقَالُ لِيُضْرَبَ لِقَلَّةِ اسْتِعْمَالِهِ۔ وَاجْتَلَبَتِ الْهَمْزَةُ بَعْدَ حَذْفِ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ إِذَا كَانَ مَا بَعْدَهُ سَاكِنَةً لِإِلِفْتِتَاحِ وَ كَسْرَتِ الْهَمْزَةُ فِي إِضْرِبْ لِأَنَّ الْكُسْرَةَ أَصْلٌ فِي هَمْزَاتِ الْوَصْلِ وَ لَمْ تَكْسُرْ فِي مِثْلِ أُكْتُبُ لِأَنَّ بِتَقْدِيرِ الْكُسْرَةِ يَلْزَمُ الْخُرُوجُ مِنَ الْكُسْرَةِ إِلَى الضَّمِّ وَ لَا اعْتِبَارَ لِلْكَافِ السَّاكِنِ لِأَنَّ الْحَرْفَ السَّاكِنَ لَا يَكُونُ حَاجِزاً حَصِيناً عِنْدَهُمْ وَ مِنْ ثُمَّ جُعِلَ وَ أَوْقُنُوْا يَاءً وَ يُقَالُ قَنِيةً وَ قِيلَ تُضَمُّ لِلِاتِّبَاعِ وَ تَكْسُرُ لِلِاتِّبَاعِ۔ بِخِلَافِ إِفْعَلْ بِكُسْرَةِ الْهَمْزَةِ وَ فَتَحَ الْعَيْنِ لِأَنَّهُ يَلْتَبَسُ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ۔ شَعَرَ الْيَوْمَ أَشْرَبُ مِنْ غَيْرِ مُسْتَحَقِّبِ۔ إِنَّمَا مِنَ اللَّهِ وَ لَا وَاعِلٍ۔ بِسُكُونِ الْبَاءِ وَ بِجِزَاءِ الشَّرْطِ فِي مِثْلِ إِنْ تَمْنَعُ امْنَعُ۔

ترجمہ:

اور مخاطب میں حرف استقبال کو حاضر اور غائب کے درمیان فرق کرنے کے لیے حذف کر دیا جاتا ہے اور امر حاضر میں اس کے کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ سے اس وجہ سے مجہول میں لام امر کو حذف نہیں کیا جاتا یعنی لتضرب کہا جاتا ہے اس کے قلیل الاستعمال ہونے کی وجہ سے اور صرف مضارع کو حذف کرنے کے بعد اگر اس کا ما بعد ساکن ہو تو ابتداء کے لیے ہمزہ داخل کیا جاتا ہے اور اضرب میں ہمزہ کو مکسور لایا جاتا ہے کیونکہ جملہ همزات وصل میں کسرہ اصل ہے اور اکتب کی مثل میں کسرہ نہیں دیا گیا کیونکہ کسرہ دینے کی صورت میں کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا ہے اور کاف ساکن کا اعتبار نہیں کیونکہ حرف ساکن ان کے نزدیک قوی مانع نہیں اس وجہ سے قنوة کی واؤ کو یاء بنایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے قینۃ اور کہا گیا ہے کہ ضمہ اور کسرہ اتباع کے لیے دیا جاتا ہے بخلاف افعال ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ اور عین کلمہ کے فتح کے ساتھ کیونکہ اس صورت میں التباس لازم آتا شاعر کے قول کے ساتھ:

شعر اليوم اشرب من غير مستحقب

اخما من الله و لا واغل

”آج میں شراب پیتا ہوں بغیر اس کے کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے کوئی گناہ ہو اور نہ میں طفیلی ہوں۔“

باء کے سکون کے ساتھ اور شرط کی جزاء کے ساتھ ان تمنع امنع کی مثل میں۔

انوارِ خادمیہ: امر حاضر کے صیغوں میں حرف استقبال یعنی لام امر اور علامت مضارع کو بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ خفت پیدا کرنے کے لیے کیونکہ امر حاضر کثیر الاستعمال ہے جبکہ امر مجہول قلیل الاستعمال تھا کیونکہ اس میں لام امر اور علامت مضارع کو رہنے دیا۔

بنانے کا طریقہ: امر حاضر کو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ علامت مضارع کو حذف کر دیں گے پھر اس کا ما بعد دیکھیں گے اگر متحرک ہو تو آخر کو ساکن کر دیں گے بشرطیکہ آخر میں حرف علت نہ ہو اگر حرف علت موجود ہو تو اس کو گرا دیں گے جیسے: تعد سے عد اور تقی سے ق۔ اگر حرف استقبال کا ما بعد ساکن ہو تو ابتداء بالساکن محال ہونے کی وجہ سے شروع میں ہمزہ وصلی مکسور لائیں گے۔ اس لیے کہ ہمزہ اصل میں حرف ہے اور حروف کی اصل سکون ہے اور سکون کے قریب جو حرکت ہے وہ کسرہ ہے کیونکہ ضابطہ ہے۔

الساکن إذا حرك حرك بالكسر۔ بخلاف اکتب کے۔

اگر یہاں بھی ہمزہ وصلی مکسور لاتے تو کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا جو کہ ناجائز ہے۔

سوال: ہمزہ کا ما بعد ”ك“ ہے اور وہ ساکن ہے تو خروج کسرہ سے ضمہ کی طرف کیونکر لازم آیا؟

جواب: ساکن حرف بصریوں کے نزدیک قوی مانع نہیں وہ گویا کہ کالعدم ہے جیسے قنوة سے قینۃ بنایا گیا۔ اس طرح کے

واؤ متحرک ماقبل مکسور، واؤ کو یاء سے بدل دیا اور نون کے سکون کو کالعدم شمار کرتے ہیں۔

نوٹ: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ شروع میں ہمزہ وصلی مکسور اور مضموم لانے کی وجہ مضارع کے عین کلمہ کی اتباع ہے اگر عین کلمہ

مضموم ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لاتے ہیں اور اگر مکسور ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مکسور لاتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ شعروں میں فعل کے آخر کو ساکن کر کے پڑھا جاتا ہے جیسے: شعر میں گزرا لفظ اشرب کہ یہ واحد متکلم کا ہے لیکن سکون پڑھا گیا تو اس بناء پر امر کے صیغے کے ساتھ التباس لازم آیا۔

اسی طرح اگر صیغہ واحد مذکر حاضر شرط ہو اور صیغہ واحد متکلم جزا بن رہی ہو اس باب سے جس کا عین کلمہ مفتوح ہو تو وہاں بھی یہی التباس لازم آتا تو اس التباس سے بچنے کے لیے ہمزہ وصلی کو مکسور لایا گیا جیسے: ان تمنع امنع۔

وَفُتِحَتِ الْفُ أَيُّمِنْ مَعَ كَوْنِهِ لِلْوَصْلِ لِأَنَّهُ جُمِعُ يَمِينٍ وَ الْفُ لِلْقَطْعِ ثُمَّ جُعِلَ لِلْوَصْلِ فِي اللَّفْظِ كَثَرَتُهُ وَ فُتِحَ الْفُ التَّعْرِيفُ لِكَثَرَتِهِ أَيْضاً وَ فُتِحَ الْفُ أَكْرِمُ لِأَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْفِ الْأَمْرِ بَلِ الْفُ قَطْعٌ يَحْذُوفٌ مِنْ تُكْرِمُ وَ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ الْهَمْزَتَيْنِ فِي أَكْرِمُ لِأَنَّ أَصْلَهُ أَكْرِمُ۔ وَ لَا تُحْذَفُ هَمْزَةُ عَلَمٍ فِي الْوَصْلِ فِي الْخَطِّ حَتَّى لَا يَلْتَبَسَ الْأَمْرُ مِنْ عَلِمَ بِأَمْرِ عَلَمٍ فَإِنْ قِيلَ يَعْلَمُ بِالْأَعْجَامِ قُلْنَا بِالْأَعْجَامِ يَتْرُكُ كَثِيراً وَ مِنْ ثُمَّ فَرَّقُوا بَيْنَ عُمَرُ وَ عَمَرُو بِالْوَاوِ۔ وَ حُذِفَتْ فِي بِسْمِ اللَّهِ لِكَثَرَةِ الِاسْتِعْمَالِ وَ لَمْ يَحْذَفْ فِي إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي لِقَلَّةِ الِاسْتِعْمَالِ۔

ترجمہ:

اور ایمن کی الف کو مفتوح کیا گیا باوجود اس کے کہ وہ وصل کے لیے ہے کیونکہ وہ یمن کی جمع ہے اور اس کا الف قطعی ہے پھر کثرت استعمال کی وجہ سے وصلی بنایا گیا لفظ میں (نہ کہ خط میں) اور الف تعریف کو کثرت استعمال کی وجہ سے فتح دیا گیا اس لیے کہ وہ الف امر نہیں بلکہ قطعی ہے جو تکرم میں حذف ہوا تھا اور اکرم میں دو ہمزوں کے اجتماع کی وجہ سے پہلے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا کیونکہ اس کی اصل اء کرم تھی اور اعلم کا ہمزہ وصلی حالت وصل میں بھی رکھنے میں برقرار رہتا ہے تاکہ عَلِمَ کے امر کا عَلَمَ کے امر کے ساتھ التباس لازم نہ آئے۔ اگر کہا جائے اعراب کے ذریعے بھی فرق کیا جاسکتا تھا تو ہم کہیں گے کہ اعراب اکثر نہیں لگائے جاتے اس لیے عُمَرُ اور عَمَرُو کے درمیان واؤ لگا کر فرق کرتے ہیں اور بسم اللہ میں کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے اور اقراء باسم ربك الذی میں قلت استعمال کی وجہ سے حذف نہیں کیا جاتا۔

انوار خادمیہ: ایمن یمین کی جمع ہے اور جمع کی الف قطعی ہوتی ہے لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے وصلی بنایا گیا تو اس وصلی بننے کی وجہ سے ہمزہ وصل کی اصل تو مکسور ہونا ہوتا؟

جواب: یہ عارضی طور پر وصل ہے اصل اعتبار سے قطعی ہے تو اس پر قطعی والا حکم لگے گا یعنی مفتوح ہونا۔

نوٹ: خیال رہے کہ ہمزہ کو الف کہہ دیتے ہیں کیونکہ ہمزہ اور الف ذاتاً متحد ہیں۔ اختلاف عمارض کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے ہوا اور ریح۔ اسی طرح ساکن ہو تو الف اور اگر متحرک ہو جائے تو ہمزہ کہلاتا ہے۔

الف کی اقسام:

الف کی دو قسمیں ہیں:

(1) لین (2) متحرک

لین کو الف اور متحرک کو ہمزہ کہا جاتا ہے۔

الف تعریف کو فتح اس لیے دیا گیا کیونکہ یہ کثیر الاستعمال ہے اور کثرتِ نفع کا تقاضا کرتی ہے۔

نوٹ: امام سیبویہ کے نزدیک صرف لام تعریف کے لیے ہے اور ہمزہ وصلی ہے جبکہ امام مبرد کے نزدیک محض ہمزہ تعریف کے لیے ہے اس کے بعد لام کو اس لیے لایا گیا ہے تاکہ ہمزہ استفہام اور ہمزہ تعریف میں فرق ہو سکے جبکہ امام خلیل کے نزدیک الف لام دونوں تعریف کے لیے ہیں۔

”مصنف رحمہ اللہ نے امام مبرد کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔“

سوال: اُکْرِم میں ہمزہ مکسور کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: اُکْرِم کا ہمزہ قطعی ہے وصلی نہیں اسے تکرم سے بناتے ہیں تکرم اصل میں تاکرم تھا پھر واحد متکلم کے صیغہ میں اُکرم میں دو ہمزے جمع ہو گئے تو ایک کو حذف کر دیا گیا پھر باقی صیغوں سے بھی اُکرم کی موافقت کرتے ہوئے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا۔

تاکرم سے امر اس طرح بناتے ہیں کہ تاء علامت مضارع کو حذف کیا اس کے مابعد حرف متحرک تھا اور آخری حرف صحیح تھا تو اس کو ساکن کر دیا گیا تو اُکرم بن گیا لہذا یہ ہمزہ قطعی ہے نہ کہ ہمزہ وصلی۔

ہمزہ وصلی سے قبل اگر کوئی حرف آجائے اور حالت وصل ہو جائے تو اُسے پڑھنے اور لکھنے دونوں صورتوں میں حذف کر دیے ہیں۔ مگر سمع یسمع کے امر میں اس کا ہمزہ صرف لکھنے میں برقرار رہتا ہے۔

سوال: سمع یسمع کے امر میں اس کا ہمزہ لکھنے میں برقرار رہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اس کے برقرار رہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کو برقرار نہ رکھا جائے اور حذف کر دیا جائے تو اس کا باب تفعیل کے امر حاضر کے صیغہ کے ساتھ التباس لازم آئے گا جیسے: اعلم سے علم، علم اگرچہ یہ التباس اعراب سے ختم ہو سکتا ہے لیکن اعراب اکثر متروک ہوتے ہیں۔

اسی بناء پر عمر اور عمرو میں فرق کرنے کے لیے عمر کے بعد واؤ لکھتے ہیں۔

سوال: اگر عُمَر کے ساتھ واؤ کا اضافہ کر دیا جاتا تو فرق پھر بھی واضح ہو جاتا۔ عُمَر کے ساتھ ہی واؤ کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب: عُمَر کافاء کلمہ مضموم اور عین کلمہ مفتوح ہونے کی وجہ سے وہ پہلے ہی ثقیل تھا۔ اگر واؤ کا اضافہ بھی اس کے ساتھ کر دیا جاتا تو ثقیل اور بڑھ جاتا جبکہ عُمَر میں فاء کلمہ مفتوح اور عین کلمہ ساکن ہونے کی وجہ سے خفیف ہے۔ اس بناء پر واؤ کا اضافہ خفیف کے ساتھ کیا گیا نہ کہ ثقیل کے ساتھ۔

نوٹ: اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ جب دو متشابهہ حروف میں فرق اعراب اور حرف دونوں سے ہو سکتا ہو تو وہاں حرف کے ساتھ ان کے درمیان فرق کیا جاتا ہے۔

و جزم آخره فی الغائب باللام اجماعاً لأنّ اللام مشابهة لكلمة الشرط فی النقل و كذا لك المخاطب عند الكوفيين لأنّ الأصل فی إضرب لتضرب عندهم و من ثم قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ وسلم فَبِذَلِكَ فَلْتَفَرَّحُوا۔ فحذف اللام لكثرة الاستعمال ثم حذف علامة الاستقبال للفرق
 له وبين المضارع فَبَقِيَ الضاد ساكنا فاجتلبت همزة الوصل ووضعت موضع علامة الاستقبال
 أعطى له اثر علامة الاستقبال كما أعطى لفاء رب في قول الشاعر: فَمِثْلِكَ حُبْلَى قَدْ طَرَقَتْ وَ
 ضَعِ فَالْهَيْتُهُمَا عَنْ ذِي تَمَائِمَ مُحَوَّلٍ۔ و عند البصريين مَبْنِيٌّ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَفْعَالِ الْبِنَاءُ۔ و إنما
 يرب المضارع لمشابهة بينة و بين الاسم و لم تبق المشابهة بين الأمر و الاسم بحذف حرف
 مضارعة۔ و من ثم قيل قوله فَلْتَفَرَّحُوا معرباً بالاجماع لوجود علة الأعراب و هي حرف
 مضارعة۔

جمہ:

امر غائب کا آخر لام امر کی وجہ سے بالا جماع مجزوم ہے کیونکہ لام امر کلمہ شرط کے مشابہہ ہے نقل معنی میں اور اسی
 روح امر حاضر کو فیوں کے نزدیک کیونکہ اضرب اصل میں ان کے نزدیک لتضرب ہے اور اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے
 بذلك فلتفرحوا پڑھا ہے۔ پھر لام امر کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا پھر حرف مضارعت کو مضارع اور امر
 ہی فرق کرنے کے لیے حذف کر دیا گیا پھر ضاد ساکن باقی رہا تو اُس پر ہمزہ وصلی داخل کیا گیا اور ہمزہ وصلی کو علامت
 استقبال کی جگہ رکھا گیا اور اسے حرف مضارعت کا اثر دے دیا گیا جس طرح فاء رب کو رب والا عمل دیا گیا۔ شاعر کے قول

فَمِثْلِكَ حُبْلَى قَدْ طَرَقَتْ وَ مُرْضِعٍ
 فَالْهَيْتُهُمَا عَنْ ذِي تَمَائِمَ مُحَوَّلٍ

ترجمہ شعر: پس تیری طرح خوبصورت حاملہ عورتیں اور بچوں کو دودھ پلانے والی جن کے پاس میں رات کے وقت گیا تو
 عرض کر دیا انہیں تعویذ پہنے ہوئے ایک سال کے بچوں سے۔

اور بھریوں کے نزدیک مبنی ہے کیونکہ افعال میں اصل مبنی ہوتا ہے اور مضارع اسم فاعل کی مشابہت کی وجہ سے معرب کیا گیا
 لیکن حرف مضارعت کے حذف کے بعد امر اور اسم فاعل میں کوئی مشابہت باقی نہ رہی اور اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ فلتفرحوا
 علت اعراب پائے جانے کی وجہ سے بالا جماع معرب ہے اور وہ حرف مضارعت ہے۔

انوار خامیہ: امر مجہول کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ وہ معرب ہے اور اس کا آخر لام امر کی وجہ سے مجزوم ہے۔

سوال: لام امر نے اس کے آخر میں جزم کیوں کر دی؟

جواب: لام امر کی کلمہ شرط کے ساتھ مشابہت ہے جس طرح کلمہ شرط فعل مضارع کو حال کے معنی سے استقبال کی طرف
 منتقل کر دیتا ہے۔ اسی طرح لام امر بھی کرتا ہے اور جس طرح کلمہ شرط فعل کو خبر سے انشاء کی طرف منتقل کرتا ہے اسی طرح لام
 امر بھی خبر کو انشاء کی طرف منتقل کرتا ہے۔

بھریوں کی دلیل:

بھری اپنی دلیل میں نبی کریم ﷺ کی قرأت فلتفرحوا کو پیش کرتے ہیں۔

سوال: اضرِب اصل میں لتضرب تھا۔ لام اور تاء کو کیوں حذف کر دیا گیا؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لام کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا پھر لتضرب سے تضرب بن گیا۔

اب اس کی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ ہو گئی تو امر اور مضارع میں فرق کرنے کے لیے تاء کو حذف کر دیا گیا پھر تاء حذف

کرنے سے ضاد ساکن رہ گئی اور ابتداء بالساکن محال ہے تو اس وجہ سے شروع میں ہمزہ وصلی کا اضافہ کر دیا گیا۔

سوال: حرف استقبال تو حذف کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ معرب بنا تھا اب امر معرب کیوں کر بنے گا؟

جواب: ہمزہ وصلی کو صرف مضارع کی جگہ رکھا گیا تو اس کو اثر بھی اس کو دے دیا گیا اور اس طرح حرف مضارعت کا اثر

موجود رہا تو اس وجہ سے وہ معرب بنا دیا جیسے: رب کی جگہ فاء کو لایا جاتا ہے اور فاء رب والا عمل کرتی ہے جیسے: شعر اصل میں

تھا:

رَبِّ فَمِثْلِكَ مِثْلُ رَبِّ نِثْلُ كُورِ دِیَا پھر اس کی جگہ پر فاء کو لایا گیا تو اس کو رُب والا عمل دے دیا گیا اور فَمِثْلِكَ

پڑھا گیا۔

اسی طرح ہمزہ وصلی کو حرف مضارعت کا عمل دے دیا گیا تو اس بناء پر یہ ہمزہ حرف مضارعت کی عدم موجودگی میں بھی معرب

ہی رہے گا کیونکہ حرف مضارعت کا اثر موجود ہے۔

بھریوں کی دلیل:

بھری حضرات فرماتے ہیں کہ امر حاضر معروف مبنی ہے کیونکہ افعال میں اصل مبنی ہونا ہے کہ نہ کہ معرب ہونا۔

سوال: مضارع کے معرب ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: مضارع کی اسم فاعل کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے (جو کہ حروف، تعداد، حرکات و سکنات میں ہے) وہ

معرب ہے۔

جب حرف مضارع کو حذف کر دیا گیا جو کہ سبب مشابہت تھا تو جب مشابہت ختم ہو گئی تو امر مبنی ہو گیا جو کہ اس کی اصل ہے

اسی وجہ سے فلتفرحوا بالاتفاق معرب ہے کیونکہ اس میں معرب ہونے کی علت یعنی حرف مضارعت موجود ہے۔

و زیدت فی آخر الامر نونا التاكید لتاكید الطلب نحو لیضربن لیضربان لیضربن لتضربن

لتضربان لیضربان۔ و فُتِح الباء فی لیضربن فراراً عن اجتماع الساكنین و فُتِح النون للخفض و

حُذِفَتْ واو لیضربوا اكتفاءً بالضممة و یاء اضرِبی اكتفاءً بالكسرة و لم تحذف الفُ الثنیة حتی لا

یلتبس بالواحد و كُسرت النون الثقيلة بعد الف الثنیة لمشاہتھا بنون الثنیة۔ و حُذِفَتْ النون

التي هی تدلُّ على الرفع فی مثل هل تضربان لان ما قبل النون الثقيلة تصیر مبنياً قیل لِم اُدخل

الالف الفاصلة فی مثل لیضربان قلنا فراراً عن اجتماع النونات۔

جمہ:

اور امر کے آخر میں نون تاکید کو برائے تاکید طلب زیادہ کیا جاتا ہے جیسے: لیضربن، لیضربان، لیضربن، لیضربن، لتضربان، لیضربنان اور لیضربن میں اجتماع ساکنین سے بچنے کے لیے باء کو فتح دیا گیا اور نون کو خفت کے لیے فتح دیا گیا اور لیضربوا میں واؤ ضمہ پر اکتفاء کرتے ہوئے اور اضربی میں یاء کو کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے حذف کر دیا گیا اور ثنیہ میں الف واحد کے ساتھ التباس سے بچنے کے لیے حذف نہیں کیا گیا اور الف ثنیہ کے بعد نون ثقیلہ کو نون ثنیہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے کسرہ دیا گیا اور نون اعرابی جو کہ دلالت کرتا ہے رفع پر ہل تضربان کی مثل میں حذف کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ نون ثقیلہ کا ماقبل مبنی ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ لیضربنان کی مثل میں الف فاصل کیوں داخل کی جاتی ہے، وہ ہم کہیں گے کہ اجتماع نونات سے بچنے کے لیے۔

انوار خادمیہ: فعل امر کے آخر میں نون تاکید کی زیادتی کی جاتی ہے، طلب فعل کی تاکید کے لیے پھر لیضربن میں باء کو فتح دیا جاتا ہے تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آجائے۔

تنبیہ: فتح سے مراد حرکت دینا ہے یہ ذکر الخاص و ارادة العام کے قبیل سے ہے۔ (الحفۃ ص 102)

سوال: ضمہ اور کسرہ پر فتح کو کیوں ترجیح دی گئی؟

جواب: ضمہ دینے کی صورت میں جمع مذکر اور کسرہ دینے کی صورت میں واحد مؤنث کے ساتھ التباس لازم آتا اس بناء پر اس کو فتح دے دیا گیا اور نون کو خفت کی وجہ سے فتح دیا گیا ہے۔

ثنیہ میں نون ثقیلہ کو نون اعرابی ثنیہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے کسرہ دیا گیا ہے اور جن صیغوں میں طلب کا معنی پایا اور ان کے آخر میں نون اعرابی ہو تو جب اس کے آخر میں نون تاکید لایا جائے گا تو نون اعرابی گر جائے گا جیسے: ہل تضربان۔

سوال: نون تاکید کے داخل ہونے کی وجہ سے نون اعرابی کیوں گر جائے گا؟

جواب: نون اعرابی معرب ہونے کو چاہتا ہے اور نون تاکید مبنی ہونے کو تو دونوں بیک وقت اکٹھے نہیں ہو سکتے تو اس وجہ سے نون اعرابی کو گرا دیا جائے گا۔

سوال: نون اعرابی کو کیوں گرگرایا گیا اس کی جگہ نون تاکید کو گرا دیا جاتا۔ ایسا کیوں نہ کیا؟

جواب (1): نون تاکید کو طلب فعل کی تاکید کے لیے لایا جاتا ہے تو اگر اس کو حذف کر دیا جاتا تو طلب فعل کی تاکید ختم ہو جاتی اس بناء پر نون اعرابی کو گرایا گیا۔

جواب (2): افعال میں اصل مبنی ہونا ہے اور فعل مضارع اسم فاعل کے ساتھ مشابہت رکھنے کی وجہ سے معرب تھا تو نون تاکید کے دخول سے وہ مشابہت کمزور ہو گئی اور فعل مضارع اپنے اصل یعنی مبنی ہونے کی طرف لوٹ گیا۔

سوال: لیضربنان میں الف فاصل کا اضافہ کیوں کر کیا گیا؟

جواب: تین نونات کے اجتماع سے بچنے کے لیے الف فاصل کا اضافہ کیا گیا۔

اجتماع ساکنین علی حدہ کی تین شرطیں ہیں۔

(1) کلمہ ایک ہو (2) پہلا ساکن یا ئے تصغیر یا حرف مدہ ہو (3) دوسرا ساکن مدغم ہو۔

و حُكْمُ الْخَفِيفَةِ مِثْلُ حُكْمِ الثَّقِيلَةِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ بَعْدَ الْأَلْفَيْنِ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ فِي حَدِّهِ وَ عِنْدَ يُونُسَ يَدْخُلُ قِيَاسًا عَلَى الثَّقِيلَةِ - وَ كِلْتَاهُمَا تَدْخُلَانِ فِي سَبْعَةِ مَوَاضِعَ لَوْجُودِ مِثْلِ الْطَلْبِ فِيهَا فِي الْأَمْرِ كَمَا مَرَّ وَالنَّهْيِ نَحْوُ لَا تُضْرِبَنَّ وَالْإِسْتِفْهَامِ نَحْوُ هَلْ تُضْرِبَنَّ وَالتَّمْنَى نَحْوُ لَيْتَكَ تُضْرِبَنَّ وَالْعَرَضِ نَحْوُ لَا تُضْرِبَنَّ وَالْقَسَمِ نَحْوُ وَاللَّهِ لَا تُضْرِبَنَّ وَالنَّفْيِ قَلِيلًا مُشَابِهَةً بِالنَّهْيِ نَحْوُ لَا تُضْرِبَنَّ - وَالنَّهْيُ مِثْلُ الْأَمْرِ فِي جَمِيعِ الْوُجُوهِ إِلَّا أَنَّهُ مُعَرَّبٌ بِالْإِجْمَاعِ -

ترجمہ:

اور نون تاکید خفیفہ کا حکم نون تاکید ثقیلہ کی طرح ہے مگر دو الفوں کے بعد اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کی وجہ سے نہیں آتا اور امام یونس کے نزدیک نون ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے داخل ہوتا ہے اور یہ دونوں معنی طلب کے موجود ہونے کی وجہ سے سات جگہوں میں داخل ہوتے ہیں: (1) جر میں (2) نہی میں جیسے لا تضربن۔ (3) استفہام میں جیسے هل تضربن (4) تمنی میں جیسے لیتک تضربن۔ (5) عرض میں جیسے الا تضربن۔ (6) قسم میں جیسے واللہ لا تضربن (7) نفی میں نہی کے ساتھ ٹھوڑی مشابہت ہونے کی وجہ سے جیسے لا تضربن اور نہی تمام امور میں امر کی طرح ہے لیکر بالاتفاق معرب ہے۔

انوارِ خادمیہ: نون تاکید خفیفہ کا حکم بھی مثل نون ثقیلہ کے ہے۔ ماسوا اس بات کے کہ وہ دو الفوں یعنی الف تثنیہ اور الف فاصل جو جمع مؤنث میں آتی ہے کے بعد نہیں آتا تو لہذا کل چھ صیغے ہوئے چار تثنیہ کے اور دو جمع کے۔ باقی میں اس لیے نہیں آتا کیونکہ یہاں اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم آتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔

امام یونس کا موقف: امام یونس رحمہ اللہ کے نزدیک ان صیغوں میں بھی ثقیلہ کی طرح خفیفہ بھی آتا ہے۔ ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے۔

سوال: اضربن اور اضربن میں واؤ اور یاء کو کیوں حذف کر دیا گیا حالانکہ ان میں التقائے ساکنین علی غیر حدہ بھی لازم نہیں آ رہا؟

جواب: اضربن اور اضربن میں واؤ اور یاء ضمیر فاعل ہیں جو کہ شدت اتصال کی وجہ سے فعل کا جزء بن گئیں جبکہ نون دوسرے کلمہ میں واقع ہو رہا ہے تو اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم آ رہا تھا اس وجہ سے واؤ اور یاء کو حذف کر کے ضمہ اور کسرہ کو ان کے قائم مقام کر دیا گیا۔

سوال: اضربان اور اضربنان میں بھی التقائے ساکنین علی غیر حدہ لازم آ رہا ہے تو ان میں سے الف کو کیوں حذف کر دیا گیا؟

جواب: تثنیہ میں اس وجہ سے حذف نہ کیا گیا کیونکہ حذف کی صورت میں واحد کے ساتھ التباس لازم آتا اگر یاء کو ضمہ دے دیتے فرق کرنے کے لیے تو جمع کے ساتھ اور اگر کسرہ دیتے تو واحد مؤنث کے ساتھ التباس لازم آتا۔ اس مجبوری کی وجہ سے الف کو قائم رہنے دیا۔

اور اگر جمع مؤنث میں الف فاصل کو حذف کر دیا جاتا تو تین نون اکٹھے ہو جاتے تو اس خرابی سے بچنے کے لیے الف فاصل کو حذف نہ کیا گیا۔

نون ثقیلہ اور نون خفیفہ سات جگہوں میں (طلب کے معنی پائے جانے کی وجہ سے) داخل ہوتے ہیں۔

- | | | |
|-----|---------|----------------|
| (1) | أَمْرُ | اضربن |
| (2) | نهی | لا تضربن |
| (3) | نهی | لا تضربن |
| (4) | تمنی | لیتک تضربن |
| (5) | عرض | الا تضربن |
| (6) | قسم | والله لا تضربن |
| (7) | استفهام | هل تضربن |

سوال: قسم میں طلب کا معنی کیسے پایا جاتا ہے؟

جواب: جب آپ نے یہ کہا کہ میں اس کو ضرور ضرور نہیں ماروں گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں اللہ سے طلب کرتا ہوں کہ مجھے صبر دے کہ میں اس کو نہیں ماروں گا۔ لہذا اس میں طلب کا معنی پایا گیا۔

سوال: نفی میں طلب کا معنی نہیں پایا جاتا تو اس کے آخر میں نون کیونکر داخل کیا گیا؟

جواب: نفی کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے آخر میں نون کا اضافہ کیا گیا۔ مشابہت ظاہری اس طرح ہے کہ دونوں حروف و تعداد میں ایک جیسے ہیں اور معنوی مشابہت یہ ہے کہ دونوں میں عدم فعل والا معنی پایا جاتا ہے۔

سوال: عدم فعل کا معنی تو پایا جاتا ہے لیکن عدم فعل کی طلب تو نہیں پائی جاتی جو کہ نفی میں پائی جاتی ہے؟

جواب: نفی کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے اس کو بھی ویسا ہی کہہ دیا گیا ہے۔

نہی تمام وجوہ میں امر کی طرح ہوتی ہے مگر نفی بالاتفاق علت اعراب یعنی مضارع کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے معرب ہے۔

و یجنی المجہول من الأشياء المذكورة فمن الماضي نحو ضَرَبَ الى آخره و من المستقبل نحو يُضْرَبُ النخ۔ والغرض من وضعه حساسةُ الفاعل او عظمتہ او شہرتہ۔ واختص بصيغة فعل في الماضي لان معناه غير معقول و هو اسنادُ الفعل الى المفعول فجعل صيغته ايضا غير معقولة و هي فعل و من ثم لا يجرى على هذه الصيغة كلمة الأَوْعِل و دِئِل۔ و في المستقبل على يُفْعَلُ لان هذه الصيغة مثل فَعَّل في الحركات والسكنات و لا يجرى عليه كلمة ايضا۔

ترجمہ:

اور مذکورہ افعال سے مجہول کے صیغے آتے ہیں جیسے ماضی سے ضَرَبَ آخر تک اور مستقبل سے يُضْرَبُ آخر تک اور صیغہ

مجهول کو وضع کرنے کا سبب فاعل کا حقیر یا عظیم یا مشہور ہونا ہے اور ماضی میں فِعْل کے وزن کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا۔ کیونکہ اس کا معنی غیر معقول ہے اور وہ فعل کا اسناد معقول کی طرف ہے تو صیغہ بھی غیر معقول کر دیا گیا اور وہ فِعْل اور اسی وجہ سے اس صیغہ کے وزن پر وُعِل اور ذُنُل کے علاوہ کوئی نہیں آیا اور مستقبل میں یَفْعَل کے وزن پر ہے کیونکہ صیغہ فُعِلِل کے وزن پر ہے حرکات و سکنات میں تو اس وزن پر بھی کلام عرب میں کوئی کلمہ نہیں آتا۔

انوارِ خادمیہ: جملہ مذکورہ افعال کا فعل مجهول بھی آتا ہے۔ فعل مجهول کو وضع کرنے کی غرض یہ ہے کہ فاعل کبھی مشہور ہو ہے اُسے ادب کے لیے ذکر نہیں کرتے جیسے: خلق الانسان میں خالق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور اس کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں یا پھر کبھی فاعل عظیم ہوتا ہے اس کی عظمت کے پیش نظر اس کا ذکر (ترک کر) دیا جاتا ہے جیسے: قتل الظالم۔ ظالم قتل کیا گیا اور پھر کبھی فاعل کے ذلیل و حقیر ہونے کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا جاتا جیسے: شتم الخليفة۔ (الحفیه ص 107) فعل میں اصل تو یہ ہے کہ اس کی نسبت فاعل کی طرف کی جائے معقول کی طرف نسبت کرنا غیر معقول ہے۔ اسی طرح ضمہ سے کسرہ کی طرف انتقال اور کسرہ سے ضمہ کی طرف انتقال غیر معقول ہے جیسے: فَعْل، فُعْل، فَعْل توجب اس کا معنی یعنی نسبت الی المجهول غیر معقول تھی تو اس کے لیے وہ صیغہ متعین کیا گیا جو کہ غیر معقول یعنی فُعْل ہے متعین کیا گیا۔

نوٹ: یاد رہے کہ ماضی معروف اگر تین حرفی ہو تو اسے مجهول بناتے وقت فاء کلمہ کو ضمہ دیں گے عین کلمہ کو کسرہ اور آخر کو اُس کی اپنی حالت پر چھوڑ دیں گے جیسے: فَعْل سے فُعْل اور اگر ماضی کے شروع میں تاء مطرودہ ہو تو تاء اور فاء کلمہ دونوں کو ضمہ دیں گے اور عین کلمہ کو مکسور کریں گے اور آخر کو اپنے حال پر چھوڑ دیں گے جیسے: تُصْرَف سے تُصْرَف اور اگر ماضی کے شروع میں ہمزہ بسیلی ہو تو اس ہمزہ کو ضمہ دیں گے اور اس کے مابعد حرف کو چھوڑ کر اُس سے اگلے حرف کو ضمہ دیں گے اور عین کلمہ کو کسرہ دیں گے اور آخر کو اپنی حالت میں چھوڑ دیں گے جیسے: اُكْتَسِب سے اُكْتَسِب۔

نوٹ: یاد رہے کہ فِعْل کا صیغہ ایسا غیر معقول ہے کہ کلام عرب میں اس کے وزن پر صرف دو کلمے آتے ہیں ایک وُعِل (پھاڑی بکرا) اور دوسرا ذُنُل (گیڈر) (الحفیه ص 107-108)

مضارع مجهول یَفْعَل کے وزن پر آئے گا یعنی حروف اتین کو ضمہ دیں گے اور آخر کا ماقبل مفتوح کر دیں گے۔ اس کا معنی تو غیر معقول ہے لیکن اس کا صیغہ غیر معقول نہیں ہے لیکن رباعی مجرد کی ماضی مجهول کے ساتھ حرکات و سکنات میں مشابہت ہونے کی وجہ سے اس کو غیر معقول تصور کر لیا گیا ہے اور رباعی مجرد میں مجهول کے وزن پر کلام عرب میں کوئی کلمہ نہیں آتا وہ خود اتنا غیر معقول ہے تو جو اس سے مشابہہ ہے اس کو اس مشابہت کی وجہ سے غیر معقول بنا لیا گیا ہے۔

و یجی فی الزوائد من الثلاثی بضم الاول و کسر ما قبل الآخر فی الماضی نحو اُکْرِم و بضم الاول و فتح ما قبل الآخر فی المستقبل تبعاً للثلاثی الا فی سبعة ابواب بضم اول متحرك مع ضم الاول و کسر ما قبل الآخر و هی تَفْعَل و تُفْعَل و اُفْعَل و اُنْفَعِل و اُسْتُفْعِل و اَفْعُنِل و اَفْعُوْعِل و ضم الفاء فی الاولین حتی لا يلتبس بمضارعی فَعْل و فاعِل و ضم فی الخمسة الباقية حتی لا يلتبس بالامر فی الوقف یعنی اذا قلت و افعل فی المجهول فی الوقف بوصل الهمزة و

الفتعل فی الامر یلزم اللبس فضم التاء لازالتہ فقیس الباقی علیہ۔
ترجمہ:

اور ثلاثی مزید میں مجہول کا صیغہ ماضی میں اول کو ضمہ اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دینے سے بنتا ہے جیسے اُکْرِم اور مستقبل میں اول کو ضمہ اور آخر کے ماقبل کو فتح دینے سے بنتا ہے جیسے یُکْرِم ثلاثی مجرد کی موافقت کی وجہ سے۔ مگر سات ابواب میں اول متحرک کو مضموم کریں گے پہلے حرف کو ضمہ اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دینے کے ساتھ اور وہ تَفْعَل، تَفْعُل، اُفْعَل، اُفْعِل، اُسْتَفْعِل، اُسْتَفْعِل، اَفْعُل، اَفْعِل ہیں۔ اول دو بابوں میں فاء کو مضموم کیا تاکہ باب فعل اور فاعل کے مضارع سے التباس لازم نہ آجائے اور باقی پانچ میں اس لیے مضموم کیا تاکہ بحالت وقف امر کے ساتھ التباس نہ ہو یعنی جب تو کہے وافتعل مجہول میں وقف کی حالت میں ہمزہ وصلی کے ساتھ اور وافتعل امر میں لازم آئے گا تو تاء کو ضمہ اس لیے دیا گیا تاکہ التباس ختم ہو جائے اور باقی کو اس پر قیاس کر لیا۔

انوار خادمیہ: ثلاثی مجرد کے غیر یعنی مزید وغیرہ میں ماضی مجہول بنانے کا وہی طریقہ ہے جو ثلاثی میں مذکور ہوا ہے یعنی پہلے حرف کو ضمہ دیں گے آخر کے ماقبل کو کسرہ جیسے: اُکْرِم سے اُکْرِم۔
مضارع مجہول بنانے کا طریقہ بھی وہی ہے جو ثلاثی میں تھا یعنی حروف اتین کو ضمہ دیں گے آخر کے ماقبل کو فتح دیں گے جیسے: یُکْرِم سے یُکْرِم۔

مجہول بنانے کا طریقہ ایک جیسا اس لیے ہے کہ وہ ثلاثی مجرد کی فرع ہے اس لیے اصل کی پیروی کرتے ہوئے وہی طریقہ برقرار رکھا مگر سات ابواب سے ماضی مجہول بناتے وقت اول حرف کو ضمہ دینے کے ساتھ ساتھ اس کے بعد جو پہلا حرف متحرک ہوگا اس کو بھی ضمہ دیں گے۔ باقی طریقہ وہی ہے جو مذکور ہو چکا ہے جیسے: تصرف سے تُصْرِف وہ سات ابواب درج ذیل ہیں:

(1) تفعّل	(2) تفاعل	(3) افتعال	(4) انفعال
(5) استفعال	(6) افعلّلال	(7) افعیعال	

پہلے دو بابوں میں دوسرے متحرک لفظ کو اگر ضمہ نہ دیتے تو باب تفعیل اور مفاعله کے مضارع معروف کے ساتھ التباس لازم آتا جیسے: تُصْرِف، تُصَوِّر سے۔ اب واؤ ساکن ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا تو تُصَارِب بن گیا۔ باب تفعیل اور مفاعله کا مضارع حالت نصبی میں اسی طرح آتا ہے۔

سوال: حالت نصبی میں ان پر حروف نواصب میں سے کوئی داخل ہوگا تو دونوں میں فرق واضح ہو جائے گا تو التباس کیسے لازم آئے گا؟

جواب: ان ناصبہ جس طرح مضارع پر داخل ہوتا ہے اس طرح ماضی پر بھی داخل ہوتا ہے تو لہذا فرق کیونکر ممکن ہوگا اس لیے پہلے حرف کو ضمہ دینے کے بعد جو پہلا حرف متحرک تھا اس کو بھی ضمہ دے دیا۔

باقی پانچ ابواب میں پہلے حرف کے بعد دوسرے متحرک کو ضمہ اس لیے دیا گیا کہ اگر ضمہ نہ دیتے تو حالت وصل وقف میں ان کا اپنے امر کے صیغہ سے التباس لازم آتا جیسے: اُجْتَنِبَ حالت وصل میں وَاُجْتَنِبَ پھر حالت وقف میں وَاُجْتَنِبَ بن جاتا کیونکہ ہمزہ وصلی حالت وصل میں گر جاتا ہے تو اس کا امر بھی اسی وزن پر آتا ہے۔ باقی مثالیں طلباء کرام خود کوشش کر کے بنائیں۔

فصل فی اسم الفاعل

(فصل اسم فاعل کے بیان میں)

و هو اسمٌ مشتقٌ من المضارع لَمَنْ قَامَ به الفعلُ بمعنى الحدوثِ واشتق منه لمناسبتها في الوقوع صفة للنكرة وغيره و صيغته من الثلاثي على وزن فاعلٍ و حُذِفَ علامةُ الاستقبالِ من يضربُ فأدخل الألفُ لَحِقَتْهَا بَيْنَ الْفَاءِ وَالْعَيْنِ لِأَنَّ فِي الْأَوَّلِ يَصِيرُ مُشَابِهًا بِالْمَتَكَلِّمِ وَ بِالْتَفْضِيلِ وَ كَسْرُ عَيْنِهِ لِأَنَّ بِتَقْدِيرِ الْفَتْحِ يَصِيرُ مُشَابِهًا بِمَاضِي الْمَفَاعَلَةِ وَ بِتَقْدِيرِ الضَّمَّةِ يَثْقُلُ - وَ بِتَقْدِيرِ الْكَسْرِ أَيْضًا يَلْزَمُ الْإِلْتِبَاسُ بِأَمْرِ بَابِ الْمَفَاعَلَةِ وَ لَكِنْ أَبْقِيَ مَعَ ذَلِكَ لِلضَّرُورَةِ - وَ قِيلَ اخْتِيَارُ الْإِلْتِبَاسِ بِالْأَمْرِ أَوْلَى لِأَنَّ الْأَمَرَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُسْتَقْبَلِ وَ اسْمُ الْفَاعِلِ أَيْضًا مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُسْتَقْبَلِ -

ترجمہ:

اور وہ ایک اسم ہے جو فعل مضارع سے مشتق ہوتا ہے اس ذات کے لیے جس کے ساتھ فعل معنی حدثی کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور مضارع سے مشتق کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اس کے مناسب ہے اور ثلاثی مجرد سے اس کا صیغہ فاعل کے وزن پر آتا ہے اور یضرب سے علامت استقبال حذف کی گئی پھر الف کو فاء اور عین کلمہ کے درمیان خفت کے لیے داخل کیا گیا کیونکہ شروع میں الف لگانے سے متکلم اور اسم تفضیل کے ساتھ عشا بہت ہو جاتی اور عین کلمہ کو کسرہ دیا گیا کیونکہ فتح دینے کی صورت میں مفاعلہ کی ماضی کے ساتھ مشابہت ہو جاتی اور ضمہ دینے کی صورت میں ثقل پیدا ہو جاتا اور کسرہ دینے میں بھی باب مفاعلہ کے امر کے ساتھ التباس لازم آتا ہے لیکن ضرورت کے لیے باقی رکھا گیا اور کہا گیا ہے کہ امر کے ساتھ التباس پیدا کرنا بہتر ہے کیونکہ امر فعل مستقبل سے مشتق ہے اور اسم فاعل بھی فعل مستقبل سے مشتق ہے۔

النوار خادمیہ: اسم فاعل مضارع سے مشتق ہوتا ہے کیونکہ مضارع سے اس کی مشابہت و مناسبت ہے کہ جس طرح مضارع نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے اسی طرح اسم فاعل بھی تعداد، حروف، حرکات و سکونات میں دونوں میں برابر ہوتا ہے۔

تعریف: اسم فاعل اس اسم کو کہتے ہیں جس کے ساتھ فعل معنی حدثی کے ساتھ قائم ہو۔ (ب) مشتق ہو (ج) اپنے باب کے مخصوص وزن پر ہو تو اسے اسم فاعل کہتے ہیں۔

اور جس میں کوئی بھی شرط مفقود ہو تو اسے صرف فاعل کہتے ہیں جیسے: ضرب زید میں زید معنی حدثی پر دلالت کر رہا ہے لیکن مشتق نہیں اور باب کے مخصوص وزن جو اسم فاعل کے لیے آتا ہے اس پر نہیں لہذا اسے فاعل کہیں گے۔

نوٹ: یاد رہے کہ معنی وصفی اگر بطور حدوث پایا جائے تو وہ فاعل ہوگا اور اگر بطور ثبوت پایا جائے تو اسے صفت مشبہ کہیں گے۔

معنی حدثی سے مراد یہ ہے کہ وہ معنی کسی زمانے سے متعلق ہو اور زائل ہو جائے جیسے ضارب (مارنے والا) تو جب تک مار رہا ہے اس وقت تک مارنے والا ہے اور جب مارنا بند کر دے گا تو مارنے والا نہ ہوگا جبکہ صفت مشبہ میں ایسا نہیں ہے جیسے: حسین

میں معنی ہیں خوبصورت و حسین تو وہ ہر وقت خوبصورت ہوتا ہے چاہے سوتا ہو یا جاگتا ہو اس کے ساتھ خوبصورتی قائم رہتی ہے۔
اسم فاعل ملامتی مجرد سے بنتا ہے۔

بنانے کا طریقہ: اسم فاعل کو علامتی مجرد سے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً یضرب اس سے علامت مضارع کو حذف کر دیں گے پھر فاء اور عین کلمہ کے درمیان الف کا اضافہ کریں گے جو کہ اخف الحركات ہے تو ضارب اسم فاعل بن جائے گا۔

سوال: الف کا اضافہ ابتداء میں کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: الف کا اضافہ ابتداء میں اس لیے نہ کیا کیونکہ اگر شروع میں اضافہ کرتے تو واحد متکلم اور اسم تفضیل کے ساتھ صورت التباس لازم آتا جیسے أضرب۔

سوال: آخر میں الف کا اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: آخر میں الف اس لیے نہ لے کر آئے کیونکہ اگر ایسا کر دیتے تو ماضی کے تثنیہ کے صیغہ کے ساتھ التباس آ جاتا جیسے۔ ضربا۔

عین کلمہ کو کسرہ دیا گیا تاکہ فتحہ کی صورت میں باب مفاعلہ کی ماضی کے ساتھ التباس لازم نہ آتا جیسے: ضَارِبٌ اور ضمہ اس لیے نہ لائے کیونکہ ضمہ نقل کا باعث ہوتا ہے۔

کسرہ کی صورت میں اگرچہ باب مفاعلہ کے امر سے مشابہت ہو رہی ہے لیکن مجبوری کی وجہ سے ایسا کر لیا گیا۔

دوسرا جواب اس کا بعض نے یہ دیا ہے کہ فاعل کا التباس امر کے ساتھ ایک مناسبت کی وجہ سے پیدا کیا گیا اور وہ مناسبت یہ ہے کہ دونوں فعل مستقبل سے مشتق ہوتے ہیں تو اس بناء پر التباس کو رہنے دیا گیا۔

و يَجِيءُ عَلَى وَزْنِ فَعِلٍ وَ فَعَلٍ وَ فَعِلٍ وَ فَعُلٍ وَ فَعَلٍ وَ فَعَالٍ وَ فُعَالٍ وَ فَعْلَانٍ وَ أَفْعَلٍ
نَحْوَ فَرِقٍ وَ شَكُصٍ وَ صُلْبٍ وَ مِلْحٍ وَ جُنُبٍ وَ حَسَنٍ وَ جَبَانٍ وَ شُجَاعٍ وَ عَطْشَانٍ وَ أَحْوَلٍ وَ هُو
يَخْتَصُّ بِبَابِ فَعِلٍ أَلَا سِتَّةَ يَجِيءُ مِنْ بَابِ فَعُلٍ نَحْوَ أَحْمَقٍ وَ آخِرَقٍ وَ آدَمَ وَ آرَعَنَ وَ أَسْمَرَ وَ أَعْجَفَ
وَ زَادَا لَا صَمْعَى أَلَا عَجَمٌ وَ قَالَ الْفَرَاءُ يَجِيءُ أَحْمَقِي مِنْ حِمَقٍ وَ هُوَ لُغَةٌ فِي حِمَقٍ وَ كَذَلِكَ يَجِيءُ
خَرِقٌ وَ سِمِرٌ وَ عَجِفٌ أَعْنَى فَعِلٍ لُغَةٌ فِيهِنَّ -

ترجمہ

اور فاعل فَعِلَ، فَعُلِ، فُعِلْ، فِعِلْ، فُعِلْ، فَعَلِ، فَعَالٍ، فُعَّالٌ، أَفْعَلَ جیسے: فَرَّقَ (خوفزدہ)
شَكَّصَ (بد اخلاق) صُلبٌ (سخت) مِلَحٌ (نمکین) جُنُبٌ (ناپاک) حَسَنٌ (نیک کردار والا) جَبَانٌ (بزدل)
شَجَاعٌ (بہادر) عَطَشَانٌ (پیاسا) أَحْوَلٌ (بھینکا) کے وزن پر آتا ہے اور وہ أَفْعَلَ باب فَعِلَ کے ساتھ خاص ہے۔ مگر
چھ اسماء باب فَعُلَ سے بھی اسی وزن پر آتے ہیں جیسے: أَحْمَقُ (بے وقوف) اخْرَقَ (پھٹا ہوا) اَدَمَ (گندمی رنگ والا)
أَرْعَنَ (ست) أَسْمَرَ (گندمی رنگ والا) أَعْجَفَ (کمزور) اور اصمعی نے اعجم (کنڈ زبان) کی بھی زیادتی کی ہے اور

امام فراء فرماتے ہیں احمق حَمَق سے بھی آتا اور وہ لغت حَمَق ہے اور اسی طرح خرق سحر، عجب، یعنی فَعَلَ کے وزن پر آتے ہیں۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک فاعل کی دو قسمیں ہیں:

(1) جس میں معنی وصفی بطورِ حدوث پایا جائے جس کا ماقبل میں ذکر گزر چکا۔

(2) جس میں معنی وصفی بطورِ ثبوت پایا جائے جیسے صفت مشبہ کہتے ہیں تو اس کے نو (9) اوزان آتے ہیں۔ آخری وزن اَفْعَل صرف باب سَمِع سے آتا ہے مگر جمہور نے چھ اوزان اور گنوائے ہیں جو کہ باب کَرُم سے ہیں لیکن وہ بھی اَفْعَل کے وزن پر آتے ہیں جن کا ذکر ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

امام اصمعی رحمہ اللہ نے ان چھ پر اعجم کا اضافہ کیا ہے اب کل سات (7) اسماء ہو گئے جن کو بعد میں ان کو نو (9) میں شامل کیا گیا ہے۔

وہ ایک لغت میں سَمِع سے آتے ہیں اور ایک لغت میں کَرُم سے آتے ہیں پہلی صورت میں ضابطہ برقرار رہتا ہے کہ اَفْعَل کے وزن پر صرف باب سَمِع سے اسم آئے گا جبکہ دوسری صورت میں ضابطہ سے مستثنیٰ سات (7) اسماء اور بھی ہوں گے۔

امام فراء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احمق حَمَق سے بھی آتا ہے اور وہ لغت حَمَق والے ہیں جو کہ کسرہ سے بھاگتے ہیں اور اسی طرح خرق، سمر، عجب یعنی فَعَلَ کے وزن پر آتے ہیں۔

و یجی اَفْعَل لِتَفْضِيلِ الْفَاعِلِ مِنَ الثَّلَاثِي غَيْرِ مَزِيْدٍ فِيْهِ مِمَّا لَيْسَ بِلَوْنٍ وَ لَا عَيْبٍ وَ لَا يَجِيْ مِنْ الْمَزِيْدِ فِيْهِ لَعَدَمِ اِمْكَانِ مَحَافِظَةِ جَمِيْعِ حُرُوْفِهِ فِيْ اَفْعَلٍ۔ وَ لَا يَجِيْ مِنْ لَوْنٍ وَ لَا عَيْبٍ لِاَنَّ فِيْهِمَا يَجِيْ اَفْعَلٌ لِلصِّفَةِ فَيَلْزَمُ الْاَلْتِبَاسُ۔ وَ لَا يَجِيْ لِتَفْضِيلِ الْمَفْعُولِ حَتَّى لَا يَلْتَبَسَ بِتَفْضِيلِ الْفَاعِلِ فَاِنْ قِيلَ لِمَ لَمْ يُجْعَلْ عَلَى الْعَكْسِ حَتَّى لَا يَلْزَمَ الْاَلْتِبَاسُ۔ قُلْنَا جَعَلَهُ لِلْفَاعِلِ اَوَّلِيٍّ لِاَنَّ الْفَاعِلَ مَقْصُوْدٌ وَالْمَفْعُولَ فَضْلَةٌ وَ اَيْضًا يُمَكِّنُ التَّعْمِيْمُ فِي الْفَاعِلِ دُونَ الْمَفْعُولِ۔ وَ نَحْوِ اشْغَلُ مِنْ ذَاتِ الْخَيْيْنِ لِتَفْضِيلِ الْمَفْعُولِ وَ نَحْوِ اَعْطَاهُمْ وَ اَوْكَاهُمْ مِنَ الزَّوَائِدِ وَ اَحْمَقُ مِنَ الْهَبْنَقَةِ مِنَ الْعُيُوْبِ شَاذٌ۔

ترجمہ:

اور افعَل کا وزن ثلاثی مجرد سے فاعل کی زیادتی بیان کرنے کے لیے آتا ہے جس میں رنگ اور عیب کا معنی نہ ہو اور مزید فیہ سے (افعل التفضیل) نہیں آتا اس کے تمام حروف کو باقی رکھنے کے ناممکن ہونے کی وجہ سے افعَل کے وزن میں اور رنگ و عیب سے نہیں آتا کیونکہ ان دونوں میں افعَل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ آتا ہے تو التباس لازم آتا ہے اور افعَل التفضیل مفعول کے لیے بھی نہیں آتا کہ تفضیل کے فاعل کے ساتھ التباس نہ آئے اگر کہا جائے کہ اس کا الٹ کیوں نہیں کیا گیا تا کہ التباس لازم نہ آتا تو ہم کہتے ہیں کہ افعَل کو فاعل کے لیے بنانا بہتر ہے کیونکہ فاعل کلام میں مقصود ہوتا ہے اور مفعول زائد ہوتا ہے اور اسی طرح ممکن ہے تعمیم فاعل میں نہ کہ مفعول میں اور اشغَل من ذات الخیین،

تفضیل مفعول کے لیے اور اعطاهم و اولاهم مزید فیہ ہیں اور احمق من الہبنقہ عیوب میں سے شاذ ہے۔
النوار خادمیہ: اسم تفضیل فاعل کی زیادتی و بڑھوتری کے بیان کرنے کے لیے آتا ہے اس لیے کہ زیادتی اسی کی ہو سکتی ہے جس کی اس میں تاثیر ہو تو ظاہری بات ہے کہ فعل میں فاعل کی تاثیر پائی جاتی ہے۔

(افعل التفضیل) افعل کے وزن پر صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے اور صرف ان بابوں کے ساتھ خاص ہے جن میں رنگ اور عیب کا معنی نہ پایا جائے کیونکہ رنگ و عیب کے لیے صفت مشبہ کا صیغہ اس وزن پر آتا ہے۔ اگر اسم تفضیل بھی اس وزن پر آتا تو صیغہ صفت مشبہ اور اسم تفضیل میں التباس لازم آتا اس لیے رنگ و عیب والے معنی سے اسم تفضیل نہیں آتا۔
ثلاثی مجرد کے غیر سے اس لیے اسم تفضیل نہیں آتا کیونکہ افعل کے وزن سے ان کے الفاظ زیادہ ہیں اگر الفاظ کم کر دیئے جائیں تو ثلاثی مجرد کے ساتھ التباس ہو گا اس وجہ سے ثلاثی مزید فیہ سے اسم تفضیل نہیں آتا۔

مفعول کی زیادتی بیان کرنے کے لیے اسم تفضیل اس لیے نہیں آتا کیونکہ فاعل کی تفضیل سے التباس لازم نہ آجائے جیسے:
زید اضرب من عمر میں پتہ نہ چلتا کہ زید عمر کی بسبب زیادہ مار کھانے والا ہے یا زیادہ مار کھائے ہوئے ہے۔
سوال: اگر فقط مفعول کی تفضیل کے لیے اسم تفضیل خاص ہوتا تو کوئی التباس لازم نہ آتا۔ فاعل کو منتخب کرنے کی کیا وجہ

ہے؟
جواب: ایک وجہ تو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ بڑھوتری ہمیشہ اس کی ہوتی ہے جس کی اس شئی میں تاثیر ہو اور تاثیر تو فاعل کی ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ فاعل کلام میں عمدہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے بغیر فعل کا وجود محال ہے۔
اور تیسری وجہ یہ ہے کہ فاعل میں تعیم ہے چاہے فعل لازم ہو یا فعل متعدی اس کا فاعل ضرور ہوتا ہے جبکہ فعل لازم کا مفعول نہیں آتا۔

ان خوبیوں کی وجہ سے اسم تفضیل فاعل کی زیادتی بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔ باقی جو مثالیں بیان کی ہیں:
(1) اشغل من ذات البخین۔ فلاں زیادہ مشغول ہے دو مشک والی سے۔

یہاں اسم تفضیل کا صیغہ مفعول کی زیادتی بیان کرنے کے لیے آیا ہے اس مثال کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ کے قریب عکاظ کا بازار تھا تو ربیعہ نامی ایک عورت دو مشک گھی فروخت کرنے وہاں گئی تو خولہ ابن جبیر اسے ورغلا کر ایک خالی مکان کی طرف لے گیا کہ میں وہاں پر آپ سے یہ دونوں مشک خریدوں گا جب دونوں وہاں پہنچے تو اس نے ایک مشک کا منہ کھولا اور اس میں سے تھوڑا گھی چکھ لیا اور مشک عورت کے ہاتھ میں تھما دی۔ اسی طرح کا عمل دوسری مشک کے ساتھ کیا اور مشک عورت کو دوسرے ہاتھ میں تھما دی۔ عورت کے دونوں ہاتھ مشغول ہو گئے تو اس نے اس عورت پر غلبہ پا کر اُس عورت کے ساتھ مجامعت کی اور وہ عورت مشکوں کی حفاظت کی وجہ سے اپنا دفاع نہ کر سکی اس وجہ سے یہ مثال اس شخص کے بارے میں کہی جاتی ہے جو بہت زیادہ مشغول ہو۔

(2) احمق من الہبنقہ۔

ہبنق کا نام یزید ابن ثوبان تھا جو انتہائی بے وقوف تھا اپنے گلے میں مختلف رنگوں کے موتی ڈالے رہتا کوئی پوچھتا کہ موتی پہننے کا سبب کیا ہے؟ تو جواب دیتا کہ اس ہار سے اپنے آپ کو پہچانتا ہوں۔ ایک مرتبہ رات کے وقت اس کے بھائی نے اُس کا

ہار چا کر گلے میں پہن لیا تو صبح کے وقت جب وہ بیدار ہوا تو اُس نے اپنے بھائی کو دیکھ کر کہا کہ یہ جو آپ ہیں، یہ تو میں ہوں تو آپ کہاں ہیں۔

اس وجہ سے زیادہ بے وقوف کے لیے یہ مثل بولی جاتی ہے جو حد سے زیادہ بے وقوف ہو۔

باقی اعطی اور اولی باب افعال سے اسم تفصیل آیا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ شاذ ہے اور شاذ کا معدوم ہوتا ہے۔

و یجی الفاعلُ علی الفعلِ نحو نصیر و قد یستوی فیہ المذکرُ والمؤنثُ إذا کانَ بمعنی مفعولٍ نحو قتیل و جریح فرقاً بین الفاعلِ والمفعولِ إلا اذا جعلتِ الکلمةُ من اعدادِ الاسماءِ نحو ذبیحة و لقیطة و قد یشبہ بہ ما ہو بمعنی فاعلٍ نحو قوله تعالیٰ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ:

اور اسم فاعل فعل کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے: نصیر اور کبھی اس میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں جب مفعول کے معنی میں ہو جیسے قتیل، جریح فاعل اور مفعول کے درمیان فرق کرنے کے لیے مگر یہ کہ ایک کلمہ اسماء میں سے شمار کیا جائے جیسے: ذبیحة، لقیطة اور کبھی کبھی فعل بمعنی فاعل مفعول کے ساتھ مشابہہ ہو جاتا ہے جیسے: اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ان رحمة اللہ قریب من المحسنین۔

انوارِ خادمیہ: کبھی فاعل فعل کے وزن پر آتا ہے جیسے: نصیر بمعنی ناصر۔ درایں صورت فاعل میں مذکر و مؤنث کا خیال رکھا جائے گا جس طرح کہ فاعل میں کیا جاتا ہے کہ جب فاعل مؤنث ہو تو فعل مؤنث اور جب مذکر ہو تو فعل بھی مذکر آتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ فاعل کے فعل بمنزلہ جزء ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس پر فعل کے احکام جاری ہوتے ہیں جیسے رجل علیم۔ امرأة علیمہ۔

اور جس وقت فعل بمعنی فاعل کی مشابہت ہو مفعول کے ساتھ تو پھر اس میں مذکر و مؤنث برابر ہوں گے جیسے: ان رحمة اللہ قریب من المحسنین۔ رحمة ان کا اسم ہے، اس کی مناسبت سے خبر قریب آنی چاہیے تھی لیکن اس کی مشابہت ہے مفعول کے ساتھ اس طرح کہ رحمت خود بخود تو قریب نہ ہوگی بلکہ اللہ جل شانہ اسے قریب فرمائے گا اور یہ قریب ہوگی تو اللہ جل شانہ فاعل اور قریب مفعول کے مشابہہ ہو جائے گا۔

فعل جب مفعول کے معنی میں ہو اور اس پر اسم داخل ہو یعنی صفت، حال، خبر، کان اور اس کے اخوات کی خبر ان اور اس کے اخوات کی خبر، افعال قلوب کا مفعول ثانی یا ثالث واقع ہو رہا ہو تو اس وقت اس میں مذکر و مؤنث برابر ہوں گے۔ یعنی مؤنث اگر موصوف ہو تو صفت میں تاء لانے کی ضرورت نہیں جیسے: مررت بأمرأة قتیل، رأیت هنداً قتیلًا طریحاً فی الطریق، و هذه المرأة قتیل بنی فلان و کانت هند قتیلًا و ان هذا قتیل علمت هنداً قتیلًا، اعلمت

زَيْدًا هَذَا قَتِيلًا۔ لیکن جب اس پر اسم داخل نہ ہو تو پھر مؤنث کے لیے تاء کا لانا ضروری ہے جیسے: رَأَيْتُ قَتِيلَةً فِي الطَّرِيقِ وَ مَرَرْتُ بِقَتِيلَةٍ بَنِي فَلَانٍ۔

جب فعلیل بمعنی مفعول ہو اور اس پر اسمیت والا معنی غالب آجائے یعنی وصف والا معنی شمار نہ ہو بلکہ اسے اسماء (ناموں) سے شمار کیا جائے تو اس میں مذکر و مؤنث برابر نہ ہوں گے جبکہ موصوف اگر مذکر ہے تو صفت بھی مذکر اگر وہ موصوف مؤنث ہے تو صفت بھی مؤنث ہوگی جیسے: شَاةٌ ذَبِيحَةٌ، جَمَلٌ ذَبِيحٌ۔

و يَجِيءُ عَلَى فَعُولٍ لِلْمَبَالِغَةِ نَحْوُ مَنُوعٍ وَ يَسْتَوِي فِيهِ الْمَذْكُورُ وَالْمُؤَنَّثُ إِذَا كَانَ بِمَعْنَى فَاعِلٍ نَحْوُ امْرَأَةٍ صَبُورٍ وَ يَقَالُ فِي الْمَفْعُولِ نَاقَةٌ حَلُوبَةٌ۔ وَ أُعْطِيَ الْإِسْتِوَاءُ فِي فَعِيلٍ لِلْمَفْعُولِ وَ فِي فَعُولٍ لِلْفَاعِلِ طَلَبًا لِلْعَدْلِ۔ وَ يَجِيءُ لِلْمَبَالِغَةِ نَحْوُ صَبَّارٍ وَ سَيْفٍ مَجْزَمٍ وَ هُوَ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْإِلَةِ وَ بَيْنَ مَبَالِغَةِ الْفَاعِلِ وَ فَسِيقٍ وَ كُبَّارٍ وَ طُوَالٍ وَ عَلَّامَةٍ وَ نَسَّابَةٍ وَ رَوَّاءَةٍ وَ فَرُوقَةٍ وَ ضُحْكَةٍ وَ مِجْزَامَةٍ وَ مِسْقَامٍ وَ مِعْطِيرٍ وَ يَسْتَوِي الْمَذْكُورُ وَالْمُؤَنَّثُ فِي التَّسْعَةِ الْآخِرَةِ لِقِلَّتِهِنَّ۔ أَمَّا قَوْلُهُمْ مَسْكِينَةٌ فَمَحْمُولَةٌ عَلَى فَقِيرَةٍ كَمَا قَالُوا هِيَ عَدُوَّةُ اللَّهِ وَ إِنْ لَمْ يَدْخُلِ التَّاءُ فِي فَعُولٍ الَّذِي لِلْفَاعِلِ حَمَلًا عَلَى مَعْنَى صَدِيقَةٍ لِأَنَّهُ نَقِيضُهُ۔

ترجمہ:

اور اسم فاعل فَعُولٌ کے وزن پر مبالغہ کے لیے آتا ہے جیسے: منوع (بہت زیادہ احسان جتلانے والا) اور یہ وزن جب فاعل کے وزن پر ہو تو اس میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں جیسے: امرأة، صبور، رجل صبور اور مفعول میں ناقة حلوبة کہا جاتا ہے اور فعلیل میں مفعول کے لیے اور فعول میں فاعل کے لیے برابری رکھی گئی ہے۔ عدل برقرار رکھنے کے لیے اور اسم فاعل مبالغہ کے لیے بھی آتا ہے جیسے: صَبَّارٌ (بہت زیادہ صبر کرنے والا) سَيْفٌ مَجْزَمٌ (بہت زیادہ کاٹنے والا تلوار) اور یہ وزن اسم آلہ اور فاعل کے مبالغہ کے درمیان مشترک ہے اور فِسِيقٌ (بہت زیادہ نافرمان) كُبَّارٌ (بہت زیادہ تکبر کرنے والا) طُوَالٌ (بہت زیادہ لمبا) عَلَّامَةٌ (بہت زیادہ علم والا) نَسَّابَةٌ (بہت زیادہ نسب جاننے والا) رَوَّاءَةٌ (بہت زیادہ روایت کرنے والا) فَرُوقَةٌ (بہت زیادہ ڈرانے والا) ضُحْكَةٌ (لوگوں پر بہت زیادہ ہنسنے والا) مِجْزَامَةٌ (بہت زیادہ کوڑھ والا) مِسْقَامٌ (بہت زیادہ بیمار) مِعْطِيرٌ (بہت زیادہ عطر لگانے والا) اور آخری نو (9) وزن میں قلت استعمال کی وجہ سے مذکر و مؤنث برابر ہیں اور عربوں کا قول مسکينة تو وہ فقيرة پر محمول ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔ ہي عدوة الله اگرچہ بروزن فعول فاعل میں تاء تانیث داخل نہیں ہوتی لیکن صدیقة الله پر حمل کرتے ہوئے کیونکہ وہ اس کی نقیض ہے۔

النوار خادمیہ: اسم فاعل مبالغہ کے لیے فَعُولٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جب مفعول فاعل کے معنی میں ہو تو اس میں مذکر و مؤنث اس وقت برابر ہوگا جب وہ صفت حال، خبر وغیرہ واقع ہو رہا ہو جیسا کہ پہلے فعلیل کے وزن میں بیان کیا گیا اور جب فَعُولٌ مفعول کے معنی میں ہو تو اس میں مذکر و مؤنث برابر نہیں ہوں گے بلکہ جب موصوف مؤنث ہو تو صفت بھی مؤنث لائی جائے گی۔ ناقة حلوبة۔

فاعل میں برابر اور مفعول میں مذکر و مؤنث کا خیال رکھنا لازمی اس لیے قرار دیا ہے کیونکہ فعلیل بمعنی مفعول ہو تو اس میں مذکر و مؤنث برابر تھے اور اب اس میں خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ مطابقت و برابری ہو جائے اس لیے وہاں فاعل میں خیال رکھنا ضروری تھا اور یہاں مفعول میں خیال رکھنا ضروری ہے۔

آگے مبالغہ کے وزن جو اسم فاعل کے لیے آتے ہیں وہ شمار کروا کر بتایا کہ علامہ سے آخر تک میں مذکر و مؤنث برابر ہوں گے قلیل استعمال ہونے کی وجہ سے۔

سوال: مسکینۃ۔ معطیر کے وزن پر ہے۔ تو اس میں تاء کو کیوں لے کر آئے حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ ان اور ان میں علامت تانیث نہیں لاتے؟

جواب: کلام عرب میں ایک کلمہ کو اس کی نقیض پر محمول کرتے ہیں جیسے عدوۃ اللہ۔ عدو و فاعل کے وزن پر ہے اس کے آخر میں تاء تانیث نہیں لاتے لیکن اس کی نقیض یعنی صدیقة پر تاء تانیث تو اس پر محمول کر کے اس پر بھی تاء لے آئے۔ اسی طرح مسکینۃ کی نقیض فقیرۃ پر تانیث تو اس پر اسے محمول کر کے اس پر بھی تاء داخل کر دی۔

و صیغۃ من غیر الثلاثی علی صیغۃ المستقبل بمیم مضمومۃ و کسر ما قبل الآخر نحو مکرم و اختیار المیم لتعذر حروف العلۃ و قرب المیم من الواو فی کونہما شفویۃ و ضم المیم للفرق بینہ و بین الموضع۔ و نحو مسہب للفاعل علی صیغۃ المفعول من أسہب و یافع من یافع شاذ۔ و یبنی ما قبل تاء التانیث علی الفتح فی ضاریۃ لانه صار بمنزلۃ وسط الکلمۃ کما فی نون التکید و یاء النسبۃ و علی الفتح للحقۃ۔

ترجمہ:

اور ثلاثی مجرد کے علاوہ فاعل کا صیغہ مستقبل کے وزن پر آتا ہے اور آخر کے ماقبل کو کسر دینے کے ساتھ جیسے مکرم اور حروف علت کے متعذر ہونے کی وجہ سے میم کو اختیار کیا گیا اور میم واو سے شفوی ہونے کی وجہ سے قرب اور اسم فاعل میں میم کو ضمہ دے دیا گیا۔ اسم فاعل اور اسم ظرف میں فرق کرنے کے لیے اور مسہب فاعل کے لیے مفعول کے وزن پر اسہب سے اور یافع، الیفع سے شاذ ہے اور ضاریۃ میں تائے تانیث کے ماقبل کو مثنیٰ برفتحہ بنایا گیا کیونکہ وہ بمنزل وسط کلمہ ہے جس طرح نون تاکید اور یائے نسبت لگانے کے وقت ہوتا اور تحت کی وجہ سے مثنیٰ برفتحہ ہوتا ہے۔

النوار خادمیہ: ثلاثی مجرد کے علاوہ اسم فاعل فعل مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے۔ حروف اتین کی جگہ میم مضموم لگا کر آخر کے ماقبل کو کسور کر دیتے ہیں جیسے: یکرم سے مکرم۔

سوال: حروف علت میں سے کسی حرف کی زیادتی کی جاتی ہے لیکن یہاں پر میم کا اضافہ کیا گیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: حروف علت کی زیادتی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ واو ابتداء میں کلام عرب میں نہیں آتی جیسا کہ تضرب میں واو تھی اس کو تاء سے بدل دیا گیا۔

الف سے ابتداء ساکن ہوتا جو کہ محال ہے اور یاء کی صورت میں فعل مضارع کے غائب کے صیغوں سے التباس لازم

اور وہ اسم ہے جو مشتق ہے یُفْعَل سے اس ذات کے لیے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے: مضروب اور وہ یضرب سے مناسبت کی وجہ سے مشتق ہے۔ اگر کہا جائے میم کو زوائد کی جگہ کیوں لگایا گیا تو ہم کہیں گے کہ حروف علت کے متعدد ہونے کی وجہ سے تو مُضْرِبًا بن گیا پھر میم کو فتح دیا گیا تاکہ باب افعال کے مفعول کے ساتھ التباس نہ آئے تو مَضْرِبًا بن گیا پھر را کے ضمہ کو اشباع کیا کیونکہ فعل کا وزن ان کے کلام میں بغیر تاء کے نہیں آتا تو مضروبًا بن گیا اور مفعول باب افعال اور ظرف کے علاوہ ثلاثی مجرد میں تغیر کی گئی تاکہ اسم فاعل کے ساتھ تغیر میں مشابہہ ہو جائے یعنی اسم فاعل یَفْعَل ، یَفْعُل سے فَاعِل

ہے اور قیاس کے مطابق فاعل۔ فاعل ہونا چاہیے تھا اور اسی طرح مفعول کو مواخات کی بناء پر صغیر کیا گیا اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کا صیغہ فاعل کے صیغے کی طرح آخر کے ماقبل کے فتح کے ساتھ جیسے: مستخرج۔

انوار خادمیہ: اسم مفعول کو فعل مضارع مجہول سے بنایا جاتا ہے۔ اس طرح کے حروف اتین کی جگہ میم لگا دیتے ہیں یُفَعِّلُ سے مَفْعَلُ بن جاتا ہے۔

سوال: میم کا اضافہ کرنے کی بجائے حروف علت کا اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: اس کا جواب وہی ہے جو کہ اسم فاعل کے بیان میں گزرا یعنی کہ ان کا اضافہ متعذر تھا۔

پھر میم کو فتح دے دیا گیا کیونکہ باب افعال کے اسم مفعول کے ساتھ التباس نہ آجائے جیسے: مُکْرَمٌ اور مَفْعَلٌ پھر مَفْعَلُ سے مَفْعَلُ بن گیا۔

مَفْعَلُ بننے کے بعد اس کا وہ فعل مضارع جس کا عین کلمہ مکسور نہ ہو اس کے اسم ظرف سے التباس لازم آیا۔ مَسْمَعٌ۔ مَنَصَّرٌ۔ تو اس سے بچنے کے لیے عین کلمہ کو ضمہ دے دیا گیا تو مَفْعَلُ ہو گیا۔

لیکن کلام عرب میں مَفْعَلُ کا وزن بغیر تاء کے استعمال نہیں ہوتا تھا تو اس التباس سے بچنے کے لیے ضمہ میں اشباع کیا گیا یعنی ضمہ کو کھینچا گیا تو وہ واؤ بن گئی تو مفعول بن گیا۔

سوال: مَفْعَلَةٌ کلام عرب میں مستعمل ہونے کے باوجود اس کو مَفْعُولَةٌ کیوں بنایا گیا؟

جواب: مذکر پر اس کو محمول کرتے ہوئے کیونکہ وہ اصل ہے اور یہ فرع ہے اس وجہ سے اس کو اس پر محمول کر لیا تاکہ مطابقت ہو جائے۔

سوال: مفعول کی تعریف یہ ہے کہ جس پر فاعل کا فعل واقع ہو تو پھر مفعول کو فعل مضارع مجہول سے کیوں بنایا گیا؟

جواب: ان کے درمیان مناسبت کی وجہ سے اس کو فعل مضارع مجہول سے بنایا گیا۔ مناسبت ان میں یہ ہے کہ دونوں کے حروف، حرکات و سکنات برابر ہیں جیسے: مَضْرُبٌ، یَضْرِبُ۔

سوال: آپ نے مفعول بنانے کے لیے ثلاثی مجرد میں تغیر و تبدل کیا غیر ثلاثی میں تغیر کرتے اور ظرف میں تغیر کرتے تو التباس لازم نہ آتا۔ آپ نے ثلاثی مجرد میں ہی تغیر کیوں کیا؟

جواب: فاعل اور مفعول میں مواخات ہے، مناسبت ہے۔ وہ یہ ہے کہ فعل کی دو طرفیں ہیں۔ ایک طرف صدور جسے فاعل کہتے ہیں اور ایک طرف وقوع جسے مفعول کہتے ہیں۔ تو چونکہ پہلے فاعل میں تبدل کی تھی اس بناء پر پھر مفعول کے لیے ثلاثی مجرد میں تبدیلی کی گئی۔

یُفَعِّلُ، یُفَعَّلُ سے قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ فاعل۔ فاعل اور فاعل کے وزن پر آئے لیکن فاعل کے وزن پر کر کے فاعل میں تبدیلی کی گئی نہ کہ افعال میں اسی لیے یہاں بھی مجرد کے مفعول میں تبدیلی کی گئی نہ کہ دیگر افعال کے مفعول اور ظرف میں تاکہ فاعل کے ساتھ مطابقت ہو جائے۔

اسم مفعول کا صیغہ غیر ثلاثی سے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس میں آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے: مُسْتَخْرَجٌ سے مُسْتَخْرَجٌ بنا۔

فصل فی اسمی المكان والزمان

(فصل اسم مکان اور زمان کے بیان میں)

اسمُ المكانِ هو اسم مشتقٌ من یفعل لمكانٍ وقعَ فيه الفعلُ فزیدت المیم كما فی المفعولِ
 مناسبةً بینهما و لم یزد الواوُ حتی لا یلتبسَ به و صیغته من بابِ یفعل مفعلاً كالْمَذْهَبِ إِلَّا من
 مثالِ فَانَّهُ منه بکسرِ العین نحو الموجلِ حتی لا یظنَّ أنَّ وزنه کَانَ فوعلاً مثلِ جَوْرَب و لا یظن
 الكسرِ لَانَّ فوعلاً لا یوجد فی کلامهم۔ و من بابِ یفعل مفعلاً إِلَّا من الناقصِ فَانَّهُ منه یجئ
 فتحِ العین نحو مَرَمی فرارا عن توالیِ الکسراتِ و لا یبنی من یفعل مفعلاً لثقلِ الضمة فَقُسم
 وضعه بین مفعِل و مفعِل و أعطی للمفعِلِ احدَ عشرَ اسماً نحو المنسکِ والمجزرِ والمنبتِ
 المطلعِ والمشرقِ والمغربِ والمرفقِ والمسقطِ والمسکنِ والمسجدِ والمفرقِ والباقي للمفعِلِ
 خفةً الفتحه۔ واسمُ الزمانِ مثلُ المكانِ نحو مَقْتَلِ الْحُسَینِ۔

جمہ:

اسم مکان وہ اسم ہے جو یفعل سے اس جگہ کے لیے مشتق ہوتا ہے جس میں فعل واقع ہو اور میم کو زیادہ کیا گیا جس طرح
 مفعول میں ان دونوں کے درمیان مناسبت کی وجہ سے اور واؤ زیادہ نہ کی گئی تاکہ اسم مفعول کے ساتھ اس کا التباس نہ آئے اور
 اس کا صیغہ یفعل سے مفعِل کے وزن پر آتا ہے جیسے مذهب مگر مثال سے کیونکہ مثال سے بکسر العین آتا ہے جیسے موجل
 کہ یہ گمان نہ ہو کہ اس کا وزن فوجل جیسے جورب ہے اور کسرہ دینے میں یہ گمان نہیں ہو سکتا کیونکہ فوجل کا وزن کلام
 رب میں نہیں پایا جاتا اور یفعل سے مفعِل کے وزن پر آتا ہے مگر ناقص سے کہ ان سے فتح العین آتا ہے۔ جیسے مرمی آتا
 ہے توالی کسرات سے بچنے کے لیے اور یفعل سے مفعِل کا وزن نہیں آتا ضمہ کے ثقل کی وجہ سے اور اس کے ظرف کو مفعِل
 فعل کے درمیان تقسیم کیا گیا اور مفعِل کو گیارہ کلمات دیئے گئے جیسے: منسک (عبادت خانہ) مجزر (اونٹوں کے ذبح
 کرنے کی جگہ) منبت (اُگنے کی جگہ) مطلع (طلوع ہونے کی جگہ) مشرق (روشنی کی جگہ) مغرب (غروب ہونے کی
 جگہ) مسقط (گرنے کی جگہ) مسکن (رہنے کی جگہ) مسجد (جائے سجدہ) مفرق (مانگ نکالنے کی جگہ) اور مفعِل
 کے لیے فتح کے خفیف ہونے کی وجہ اور اسم زمان بالکل اسم مکان کی طرح ہے جیسے مقتل الحسین۔

انوار خادمیہ: اسم مکان وہ اسم ہے جو فعل مضارع سے مشتق ہوتا ہے ظرف مکان کے لیے جس میں فعل واقع ہو۔

بنانے کا طریقہ: اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ علامت مضارع کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کی ابتداء میں میم لگاتے
 ہیں جس طرح مفعول کی ابتداء میں میم کا اضافہ کیا چونکہ یہ بھی مفعول کے مشابہہ ہے وہ اس طرح کہ فاعل کا فعل جس میں واقع
 ہو تو اسے ظرف مکان اور جس پر واقع ہو اسے مفعول کہتے ہیں۔ اسی مشابہت کی بناء پر ظرف مکان و زمان کو مفعول فیہ کہتے

ہیں۔ جیسے: ضربت، يوم الجمعة وغیرہ۔

سوال: مفعول کی مشابہت کی وجہ سے ابتداء میں میم کا اضافہ کیا گیا لیکن عین کلمہ کے بعد واؤ کا اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟
جواب (1): ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں ایک خرابی لازم آتی تھی تو اس سے بچنے کے لیے واؤ کا اضافہ کیا گیا کیونکہ مَفْعَل کے وزن پر کلام عرب میں کوئی کلمہ استعمال نہیں ہوتا لیکن تاء کے ساتھ۔

جواب (2): دوسری وجہ یہ ہے کہ واؤ کے زیادہ کرنے سے مفعول کے ساتھ التباس لازم آتا تھا۔ ابتداء میں میم مفتوح لگانے کے بعد اب عین کلمہ کو دیکھیں گے اگر عین کلمہ مکسور ہو تو ظرف میں بھی عین کلمہ مکسور کریں گے اور اگر مفتوح ہو تو ظرف بھی مفتوح العین کریں گے اور اگر مضموم ہو تو ظرف مضموم العین نہیں آئے گا کیونکہ ضمه ثقیل ہے۔

باب نصر ینصر سے گیارہ اور وہ جو کہ متن میں مذکور ہیں مَفْعَل کے وزن پر جبکہ باقی مَفْعَل کے وزن پر آتے ہیں۔
مطلقاً طور پر مثال سے چاہے وہ کسی باب سے بھی ہو مَفْعَل کے وزن پر ظرف آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فَوْعَلَا کے وزن کے ساتھ التباس آجائے گا۔ جیسے: جورب، فَوْعِل..... موجلا، فَوْعَلَا۔ اب معلوم نہیں ہو سکے گا کہ میم اصلی ہے یا زائد۔ اس بناء پر ظرف مثال سے مکسور العین آئے گا۔

سوال: موجلا کا التباس فَوْعَلَا کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے؟
جواب: کلام عرب میں فَوْعَلَا وزن مستعمل ہی نہیں تو التباس کیسا۔
ناقص سے ظرف چاہے وہ کسی باب سے ہو وہ مَفْعَل کے وزن پر آتا ہے جیسے۔ مَرْمَى۔

سوال: ناقص کا ظرف مَفْعَل سے آنے کی وجہ کیا ہے؟
جواب: ناقص کا ظرف مَفْعَل سے آنے کی وجہ تو الی کسرات سے بچنا ہے کیونکہ یاء دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے اور ایک کسرہ عین کلمہ پر آجائے گا تو تو الی کسرات لازم آئے گا جو کہ کلام عرب میں ناپسندیدہ ہے اس سے بچنے کے لیے عین کلمہ کو مفتوح کر دیتے ہیں۔

نوٹ: اسم زمان اسم مکان کی طرح ہے جس طرح مکان کو بنایا گیا اسی طرح زمان کو بھی بنایا جائے گا۔

فصل فی اسم الآلة

(فصل اسم آلہ کے بیان میں)

و هو اسم مشتق من يفعل للآلة۔ و صيغته مفعول و من ثم قال الشاعر۔ شعر۔ المفعول للموضع والمفعول للآلة والفعل للمرة والفعل للحالة۔ و كسرت الميم للفرق بينه وبين الموضع و يجر على وزن مفعال نحو مقراض و مفتاح و يجر مضموم العين والميم نحو

لَمُسْعُطٍ وَالْمُنْخَلِ وَنَحْوَهُمَا قَالَ سَبَّوْهُ هَذَانِ مِنْ عِدَادِ الْأَسْمَاءِ يَعْنِي الْمُسْعُطُ اسْمٌ لِهَذَا الْوَعَاءِ
وَلَيْسَ بِالْأَلَةِ وَكَذَا أَخَوَاتُهُ۔

ترجمہ:

اور وہ اسم ہے جو یفعل سے مشتق ہے آلہ کے لیے اور اس کا صیغہ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے اس وجہ سے ایک شاعر نے کہا۔..... مَفْعَلٌ ظرف کے لیے، مَفْعَلٌ آلہ کے لیے اور فَعْلَةٌ عدد کے لیے اور فَعْلَةٌ حالت کے لیے ہے۔ ظرف اور آلہ میں فرق کرنے کے لیے میم کو کسرہ دیا گیا ہے اور اسم آلہ فعال کے وزن پر آتا ہے جیسے مقراض (قینچی) مفتاح (جابی) اور اسم آلہ میم اور عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے المسعط (ناک میں دوا ڈالنے کا آلہ) المنخل (چھائی) اور اس کے مثل دیگر امام سبویہ کے نزدیک یہ اسماء مشتقہ سے نہیں یعنی المسعط، المنخل برتن کے نام ہیں نہ کہ اسم آلہ کے اور اسی طرح ان کے دیگر اخوات۔

انوار خادمیہ: اسم آلہ فعل مضارع سے آلہ کے لیے مَفْعَلٌ کے وزن پر مشتق ہوتا ہے جیسا کہ متن میں شاعر کے شعر میں مَفْعَلٌ کا وزن موجود ہے آلہ کے لیے۔ اب رہی یہ بات کہ اسم آلہ میں میم مکسور کیوں لائے۔

جواب: اسم آلہ میں میم مکسور اسم ظرف اور اسم آلہ میں فرق کرنے کے لیے لائے ہیں۔

سوال: ان دونوں میں فرق میم کو مضموم کرنے سے بھی واضح ہو جاتا۔ میم کو مضموم کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: میم کو مضموم کرنے کی حالت میں باب افعال کے اسم مفعول کے ساتھ التباس لازم آتا تھا۔ اس سے بچنے کے لیے میم کو مضموم نہ کیا گیا۔

اسم آلہ اکثر طور پر مفعول کے وزن پر ہی آتا ہے لیکن کبھی کبھی مَفْعَالٌ کے وزن پر بھی آ جاتا ہے جیسے مقراض (قینچی یعنی کاٹنے کا آلہ) اور کبھی کبھی میم کے ضمہ اور عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے الْمُسْعُطُ (ناک میں دوائی ڈالنے کا آلہ) امام سبویہ کا قول: امام سبویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مَفْعَلٌ کا دراصل ظرف ہے جس کو آلہ شمار کر لیا گیا ہے وہ آلہ نہیں ہے کیونکہ اس وزن پر اسم آلہ کسی باب سے نہیں آتا۔ اسی طرح اس کے اخوات مثلاً المكحلة (سرمہ دانی) وغیرہ بھی اسم ظروف سے ہیں۔

ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ خلاف قیاس اس وزن پر اسم آلہ آیا ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ برتن کے نام ہیں یعنی ظرف ہیں تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ دونوں بن سکتے ہیں۔

وہ اس طرح کہ ایک بوتل میں دوا پڑی ہے تو یہ اسم ظرف ہے لیکن جب اسی کے ساتھ دوا کو آنکھ، کان، ناک وغیرہ میں ٹپکائیں گے تو یہ اسم آلہ بن جائے گا۔

الباب الثانی فی المضاعف

(دوسرا باب مضاعف کے بیان میں)

و یُقَالُ لَهُ أَصَمَّ لشدته و لا یقال له صحیح لصیرورة احدِ حَرْفِهِ حَرْفَ عَلَّةٍ فی نحو تقضی البازی۔ و هو یجئ من ثلثه ابواب نحو سرَّ یسرُّ و فرَّ یفرُّ و عَضَّ یعضُّ و لا یجئ من فعل یفعل إِلَّا قلیلاً نحو حَبَّ یحبُّ فهو حبیبٌ و لَبَّ یلبُّ فهو لیبُّ فاذا اجتمع فیهِ حرفان من جنسٍ واحدٍ او متقاربین فی المخرج یدغم الاول فی الثانی لثقل المکرر نحو مَدَّ مَدَّ مَدَّ وَاِلیٰ آخِرِهِ وَاَخْرَجَ شَطَاهُ و قالت طائفة۔ وَاَلَدَغَامُ الْبَاثُ الحرف فی مخرجه مقدارُ الْبَاثِ الْحَرْفَینِ کذا نُقِلَ عن جَارِ اللَّهِ۔ و قیلَ اِسْکَانُ الْاَوَّلِ و ادراجہ فی الثانی۔ المدغم والمدغم فیهِ حرفان فی اللفظ و حرف واحد فی الكتابة و هذا فی المتجانسین و اَمَّا فی المتقاربین فحرفان فی اللفظ والكتابة جمیعاً کالرحمن۔

ترجمہ:

اور اس کو شدت کی وجہ سے بھرا بھی کہا جاتا ہے اور اس کو صحیح نہیں کہا جاتا اس کے ایک حرف کے حرف علت سے بدلنے کی وجہ سے جیسے: تقضی البازی اور وہ تین بابوں سے آتا ہے جیسے: سرَّ، یسرُّ اور فرَّ، یفرُّ اور عَضَّ، یعضُّ اور فَعْلَ، یفَعْلُ سے کم آتا ہے جیسے حَبَّ، یحبُّ فهو حبیبٌ اور لَبَّ یلبُّ فهو لیبُّ اور جب اس میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہو جائیں یا قریب المخرج جمع ہو جائیں تو پہلے کو دوسرے میں ادغام کیا جاتا ہے۔ تکرار کے ثقل کی وجہ سے جیسے مَدَّ مَدَّ مَدَّ وَاِلیٰ آخِرَتِهِ اور جیسے اخرج شطاهُ اور قالت طائفة اور ادغام ایک حرف کو اپنے مخرج میں دو حرفوں کی مقدار ٹھہرانے کو کہتے ہیں اسی طرح جار اللہ سے نقل کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں داخل کرنا مدغم اور مدغم فیہ تلفظ میں دو حرف ہیں اور کتابت میں ایک، جب ہم جنس ہوں اور قریب المخرج میں تلفظ اور کتابت دونوں میں دو حرف ہوں گے جیسے الرحمن۔

النوار خادمیہ: مضاعف کو بھرا بھی کہتے ہیں جیسے بہرے کے لیے لفظ کا تکرار لانا پڑتا ہے اسی طرح مضاعف میں بھی لفظ کا تکرار ہوتا ہے جس طرح بہرے کے ساتھ لہجہ میں شدت اختیار کی جاتی ہے اسی طرح مضاعف کی ادائیگی میں بھی شدت آتی ہے۔

سوال: مضاعف کے تمام حروف صحیح ہوتے ہیں لیکن پھر بھی اس کو صحیح نہیں کہا جاتا بلکہ مضاعف کہتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اس کو صحیح اس لیے نہیں کہتے کیونکہ اس کا ایک حرف، حرف علت سے بدل جاتا ہے جیسے: تقضی البازی۔ اس

میں تقضی اصل میں تقضض بروزن تفعیل تھا تین ضاد آنے کی وجہ سے کلمہ ثقل ہو گیا تو آخری ضاد کو یاء سے بدلا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا پھر الف اتقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا تو تقضی البازی بن گیا۔

مضاعف تین ابواب سے آتا ہے جن کو اُم الابواب کہا جاتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔ ضَرَبَ، يَضْرِبُ، نَصَرَ، يَنْصُرُ، سَمِعَ، يَسْمَعُ جیسا کہ مثالیں متن میں گزریں اور قلیل طور پر مضاعف باب کرم سے بھی آتا ہے۔

مثال میں لیبُّ، حبیب لگا کر یہ بتایا کہ جب کرم سے مضاعف ہوگا تو اس کا اسم فاعل کا صیغہ کریم کے وزن پر آئے گا جس سے امتیاز حاصل ہو جائے گا کہ یہ صرف ان تین ابواب سے ہی نہیں بلکہ کبھی کرم سے بھی آتا ہے۔

مضاعف میں جب دو حروف ایک جنس کے یا قریب المخرج جمع ہو جائیں تو پہلے کا ثانی میں ادغام کر دیا جاتا ہے کیونکہ ان میں ایک لفظ کا تکرار پیدا ہوتا ہے جو کہ ثقل پیدا کرتا ہے اس ثقل سے بچنے کے لیے ادغام کر دیا جاتا ہے۔ ایک جنس کی مثال جیسے: مَدَّ قَرِيبَ الْمَخْرَجِ جنس کی مثال جیسے: اَخْرَجَ شَطَاهُ اور قَالَتْ طَائِفَةٌ۔

جار اللہ زختری کے نزدیک:

جار اللہ زختری کے نزدیک ادغام کی تعریف یہ ہے کہ ادغام ایک حرف کو اپنے مخرج میں دو حرفوں کی مقدار ٹھہرانے کو کہتے ہیں۔

اور ایک تعریف ادغام کی یہ بھی کی گئی ہے کہ ادغام سے مراد پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں داخل کرنا ہے۔

جب دو حروف ایک جنس کے ہوں تو تلفظ میں دو لفظ پڑھے جاتے ہیں لیکن لکھنے میں ایک آتا ہے جیسے: مَدَّ اور جب دو لفظ قریب المخرج ہوں تو لکھنے میں اور پڑھنے میں دو لفظ ہی آئیں گے جیسے الرَّحْمَنُ۔

و اجتماع الحرفین علی ثلثہ اَصْرُبُ۔ الاول اَنْ يَكُونَ متحرکین يجوزُ فيه اَلادْغَامُ اِذَا كَانَا فِي كَلِمَتَيْنِ نَحْوِ مَنَاسِكُكُمْ وَاَمَّا اِذَا كَانَا فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ يَجِبُ فِيهِ اَلادْغَامُ اِلَّا فِي اَلِلْحَاقِيَّاتِ نَحْوِ قَرَدَدٍ وَجَلْبَبٍ حَتَّى لَا يَبْطُلَ اَلِلْحَاقُ وَالْاَوْزَانُ الَّتِي يَلْزَمُ فِيهِ اَلِلتباسُ نَحْوِ صَكَكَ وَسُرُرٌ وَجَدَدٌ وَطَلَّلَ حَتَّى لَا يَلْتَبَسَ بِصَكَكَ وَسُرٌّ وَجَدٌّ وَطَلٌّ۔ وَا لَا يَلْتَبَسُ فِي مِثْلِ رَدٍّ وَفَرٍّ وَعَضٍّ لَانَّ رَدَّ يُعْلَمُ مِنْ يَرُدُّ اِنْ اَصْلَهُ رَدَدَلَانِ الْمَضَاعِفُ لَا يَجِئُ مِنْ بَابِ فَعْلٍ يَفْعَلُ وَفَرٌّ اَيْضًا يُعْلَمُ مِنْ يَفِرُّ لَانَّ الْمَضَاعِفُ لَا يَجِئُ مِنْ فَعْلٍ يَفْعَلُ وَعَضٌّ اَيْضًا يُعْلَمُ مِنْ يَعْضُ لَانَّ الْمَضَاعِفَ لَا يَجِئُ مِنْ فَعْلٍ يَفْعَلُ وَلَا يَدْغَمُ فِي حَيٍّ فِي بَعْضِ اللُّغَاتِ حَتَّى لَا يَقَعَ الضَّمَّةُ عَلَى الْيَاءِ الضَّعِيفِ فِي يَحَى وَقِيلَ الْيَاءُ الْاٰخِرَةُ غَيْرُ لَا زِمَةٍ لِاَنَّهُ تَسْقُطُ تَارَةً نَحْوَ حَيُّوا وَتُقْلَبُ اُخْرَى نَحْوَ يَحْيَا۔

ترجمہ:

اور دو حرفوں کا اجتماع تین قسم پر ہے پہلا یہ کہ دو متحرک حروف جب دو الگ الگ کلمات میں جمع ہوں تو ادغام جائز ہے جیسے:

مناسککم اور اگر دونوں ایک کلمہ میں ہوں تو ادغام واجب ہے مگر الحاقیات میں جیسے: قَرَدَد، جَلَبَب۔ اس لیے کہ الحاق باطل نہ ہو اور وہ اوزان جن میں التباس لازم آتا ہو جیسے: صكك (گھوڑے کے پاؤں میں بیماری) سُور (چارپائی) جَدَد (گدھے کی پشت پر لکیریں) طلل (گری ہوئی عمارت کی باقیات) تا کہ صك (وثیقہ) سُور (ناف) جد (داوا) طل (شبّہ) سے التباس نہ ہو اور رَدَد، فَر، عض میں التباس نہیں ہو سکتا کیونکہ رَدَد، یرد سے پہچانا جاتا ہے۔ اصل میں رَدَد تھا کیونکہ مضاعف فَعْل یَفْعُل سے نہیں آتا اور فَر بھی یفر سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ مضاعف فَعْل یَفْعُل کے وزن پر نہیں آتا اور عض بھی بعض سے جانا جاتا ہے کیونکہ مضاعف فَعْل یَفْعُل سے نہیں آتا اور بعض لغات میں حی میں ادغام نہیں ہوتا تا کہ ضمہ یائے ضعف پر واقع نہ ہو۔ یَحْیٰ کی صورت میں اور کہا گیا ہے یائے اخیر لازم نہیں ہے کیونکہ یہ کبھی ساقط ہو جاتی ہے جیسے: حَیُّوا اور کبھی دوسرے لفظ سے بدل جاتی ہے جیسے: یَحْیَا۔

انوارِ خادمیہ: دو حرفوں کا اجتماع تین قسموں پر ہے:

(1) دو ہم جنس حروف دو کلموں میں جمع ہوں جیسے: مناسککم مناسک ایک کلمہ ہے اور کم ضمیر الگ کلمہ ہے تو اس صورت میں ادغام جائز ہے اور مناسککم پڑھ سکتے ہیں اور مناسکم بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(2) جب دو متحرک لفظ ایک کلمہ میں جمع ہو جائیں تو ادغام واجب ہے مگر دو صورتیں اس میں بھی پائی جاتی ہیں جن میں ادغام نہیں کر سکتے۔ (i) الحاقیات یعنی ملحق باب میں اگر ادغام کر لیں تو ادغام باطل ہو جائے گا اس لیے کہ جو لفظ الحاق کے لیے بڑھایا گیا تھا وہ مدغم بن گیا جیسے: جلیب سے جَلَب۔

الحاق میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ مُلْحَق اور مُلْحَق میں تعداد، حروف و ممکنات میں برابری ہو۔

(ii) ان اوزان میں جن میں ادغام کرنے سے دوسرے لفظ کے معنی سے التباس لازم آتا ہو جیسے: سریر کا معنی چارپائیاں ہے اگر ادغام کر دیا جائے تو معنی بدل کر ناف ہو جائے گا۔ باقی مثالیں اور اُن کے معنی متن کے ترجمہ میں گزر چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: فَر، رَدَد، عض میں بھی تو التباس ہو سکتا ہے تو پھر ان میں ادغام کیوں کر دیا؟

جواب: ادغام کرنے سے التباس مضارع سے اُٹھ جائے گا مثلاً فَر کا مضارع مکسور العین آتا ہے اور مکسور العین صرف دو باب آتے ہیں۔ ضرب، حسب۔ تو مضاعف چونکہ ضرب سے آتا ہے اس وجہ سے حسب کے ساتھ التباس لازم نہیں آئے گا۔

رَدَد کا مضارع یرد مضموم العین ہوتا ہے اور مضموم العین سے دو مضارع آتے ہیں کرم اور نصر۔ مضاعف نصر سے آتا ہے اس وجہ سے کرم سے التباس لازم نہ آیا اسی طرح عض بعض مضارع مفتوح العین سے آتا ہے اور مفتوح العین مضارع صرف دو باب سے آتا ہے۔ فتح اور سمع۔ مضاعف چونکہ سمع سے آتا ہے تو فتح کے ساتھ التباس ختم ہو گیا۔

مضاعف اکثر طور پر تین ابواب سے آتا ہے جن کو اُم الابواب کہا جاتا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

ضَرْب، سَمْع، نَصْر۔

بعض لغات میں حییٰ میں ادغام نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ادغام کریں گے تو اس کا مضارع یحییٰ آئے گا اور یاء ضعیف پر ضمہ ثقیل نہیں آسکتا۔

اس کی دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ دوسری یاء کو ثبات نہیں کہ وہ کبھی گر جاتی ہے جیسے حیوا اور کبھی کسی دوسرے حرف سے بدل جاتی ہے جیسے: یحیا۔

والثانی ان یکون الاول ساکناً یجبُ فیہ الادغامُ ضرورةً نحو مَدَّ و هوَ علی فَعَلَ۔ والثالث ان یکونَ الثانی ساکناً فالادغام فیہ ممتنعٌ لِعَدَمِ شرطِ صحَّةِ الادغامِ و هو تحرُّکُ الثانی و قیلَ لا بُدَّ مِنْ تَسْکِینِ الاولِ فیجتمعُ ساکنانِ فتفرُّقُ من وَرطَیةٍ و تقعُ فی أُخری و قیلَ لَوُجُودِ الخِفَّةِ بِالسَّاکِنِ و عَدَمِ شرطِ الادغامِ۔ و لکن جَوَزُوا الحذفَ فی بعضِ المواضعِ نظراً الى اجتماعِ المتجانسینِ نحو ظَلَلَتْ کما جَوَزُوا الْقَلْبَ فی نحو تَقْضَى الْبَازِی۔ و علیہ قراءَةُ مَنْ قرأَ قِرْنَ فی بیوتِکُنَّ مِنْ الْقَرَارِ اصلُهُ اَقْرَرْنَ فَحذفتِ الرَّاءُ الْاُولٰی فنقلَ حَركَتُهَا الى الْقَافِ ثم حُذفتِ الْهَمْزَةُ لِانعدامِ الْاِحتِیاجِ اليهَا فَصَارَ قِرْنَ و قیلَ مَنْ و قرَّ یقرُّ وقاراً۔ و اذا قرأَ قِرْنَ یکونَ مَنْ قرَّ یقرُّ بِالْمِکَانَ بفتحِ الْقَافِ و هو لغةٌ فی یقرُّ فیکونَ اصلُهُ اِقْرَرْنَ علی وزنِ اَعْلَمَنَّ فنقلَ حَركةَ الرَّاءِ اِلَى الْقَافِ فَصَارَ قِرْنَ۔

ترجمہ:

اور دوسری یہ کہ اول ساکن ہو تو ضرورت کی وجہ سے اس میں ادغام واجب ہوگا جیسے: مَدَّ، فَعَلَ کے وزن پر اور تیسری قسم یہ ہے کہ دوسرا حرف ساکن ہو تو ادغام ناجائز ہے۔ ادغام کے صحیح ہونے کی شرط کے ناپائے جانے کی وجہ سے اور وہ دوسرے حرف کا متحرک ہونا ہے اور کہا گیا ہے کہ پہلے کو ساکن کرنا ضروری ہے تو اس صورت میں اجتماع ساکنین ہو جائے گا پس آپ ایک گڑھے سے بچ کر دوسرے گڑھے میں گر گئے اور کہا گیا ہے کہ ساکن کے ذریعہ خفت موجود ہونے اور شرط ادغام کے نہ پائے جانے کی وجہ سے (ادغام نہیں ہوا) لیکن انہوں نے بعض مقامات میں اجتماع متجانسین کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک کو حذف کرنا جائز رکھا ہے جیسے ظَلَّت۔ جس طرح تقضی البازی میں تبدیل کرنا جائز رکھا اور اسی بناء پر ان لوگوں کی قرأت میں قِرْنَ فی بیوتِکُنَّ قرار سے مشتق ہے اس کی اصل اِقْرَرْنَ تھا تو پہلی راء کو حذف کر کے اس کی حرکت قاف کی طرف منتقل کی گئی اس کے بعد ہمزہ کو ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تو قِرْنَ ہو گیا اور کہا گیا ہے وقرَّ، یقرُّ وقاراً سے ہے اور جب بفتح الْقَافِ قِرْنَ پڑھا جائے تو قرَّ یقرُّ بِالْمِکَانَ سے بفتح الْقَافِ ہے اور وہ یقرُّ میں ایک لغت ہے تو اس کی اصل اِقْرَرْنَ بروزنِ اَعْلَمَنَّ ہے تو راء کی حرکت نقل کر کے قاف کو دی تو قِرْنَ ہو گیا۔

الوارخادمیہ: دوسری صورت ادغام کرنے کی یہ ہے کہ جب دو حرف ایک جنس کے جمع ہوں ان میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو ادغام کرنا واجب ہے چاہے وہ ایک کلمہ میں ہوں جیسے: مَدَّ بروزنِ فَعَلَ یا دو کلموں میں ہوں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جب دو حرف ایک جنس کے جمع ہو جائیں اور ان میں دوسرا حرف ساکن ہو تو ادغام ناجائز ہے جیسے مَدَدَنَّ کیونکہ ان میں ادغام کی شرط نہیں پائی گئی یعنی کہ دوسرے حرف کا متحرک ہونا ہے۔

اور ایک قول یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلا حرف ساکن نہیں ہے تو اس لیے ادغام نہیں ہو سکتا لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ اس صورت میں ایک گڑھے سے بچ کر نکل کر دوسرے گڑھے میں کودنے کے مثل ہے اور وہ اس طرح کہ اجتماع ساکنین اگر پہلے کو ساکن کر دیں تو دوسرا پہلے ہی ساکن ہے تو اس صورت میں اجتماع ساکنین لازم ہو جائے گا۔ اسے کہتے ہیں: ”آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔“

اصل بات یہ ہی ہے کہ ادغام کی شرط نہیں پائی گئی تو ادغام نہ ہو سکا اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ دو لفظوں کے تکرار کی وجہ سے ثقل پیدا ہوتا ہے جبکہ دوسرا لفظ ساکن ہے اور وہ خفت کا باعث ہے اس وجہ سے ادغام نہ ہو سکا اور ادغام کی شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے ادغام نہ ہوا۔

بعض مقامات میں ہم جنس کے اجتماع کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادغام نہیں کرتے بلکہ خفت کے لیے پہلے لفظ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے: ظَلِلْتُ میں پہلے لام کی حرکت کو نقل کر کے ظاء کو دی اور پہلے لام کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو ظَلِلْتُ ہو گیا جس طرح تین نونوں کے اجتماع سے ایک نون کو حرف علت سے بدل دیتے ہیں جیسے: تقضی البازی۔

لفظ قرن میں دو قرأتیں ہیں (الف) ق کے کسرہ کے ساتھ قَرْنٌ فی بیوتکن پڑھیں گے۔ اس کی اصل اِقْرَرْنَ ہے۔ پہلے راء کی حرکت نقل کر کے ق کو دی۔ پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے کو حذف کر دیا گیا پھر ق کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت باقی نہ رہی تو اسے حذف کر دیا گیا تو قَرْنٌ ہو گیا۔

اسی قرأت میں دوسری وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ قَرْنٌ، وَقَرَّ يَقْرُ سے ہے تو اس صورت میں حرف مضارعت کو حذف کر کے آخر کو ساکن کر دیا گیا جیسے: تعد سے عد بناتے ہیں۔

(ب) قَرْنٌ کی قرأت میں یہ قَرَّ يَقْرُ سے ہے اس کی اصلی اِقْرَرْنَ بروزن اِعْلَمَنَّ تھا تو پہلے راء کی حرکت نقل کر کے قاف کو دی پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے راء کو حذف کر دیا گیا پھر ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی قاف کے متحرک ہونے کی وجہ سے تو اس کو حذف کر دیا گیا تو قَرْنٌ بن گیا۔

نوٹ: یاد رہے کہ جب دو حرف ایک جنس کے جمع ہو جائیں تو ان میں تین طرح کا عمل ہو سکتا ہے۔

(i) ادغام، شرائط ادغام کے پائے جانے کے وقت۔

(ii) کسی دوسرے لفظ سے بدلنا۔ تقضی البازی۔

(iii) ایک حرف کو حذف کر دینا جیسے: ظَلْتُ۔

و هذا إذا كان سُكونه لازماً۔ و أما إذا كان عارضياً يجوزُ الادغام و عَدَمُه نحو اُمَدُّ و مَدٌّ بفتح الدال للخفة و مَدٌّ بالكسر لانه اصلٌ فی تحريك الساكن و مَدٌّ بالضم لِلاتِّباع و من ثَمَّ لا يجوزُ فِرُّ

لَعْدَمِ الْاِتِّبَاعِ وَ لَا يَجُوزُ الْاِدْغَامُ فِي اُمْدُدْنَ لِاَنَّ سَكُونَ الثَّانِي لَازِمٌ۔ وَ تَقُولُ بِالنُّونِ الثَّقِيلَةِ مُدَّنْ مُدَّانَ مُدِّنْ مُدَّنْ مُدَّانَ اُمْدُدْنَ۔ وَ بِالنُّونِ الْخَفِيفَةِ مُدَّنْ مُدَّنْ مُدِّنْ اِسْمُ الْفَاعِلِ مَادٌ۔ اِسْمُ الْمَفْعُولِ مَمْدُوْدٌ۔ اِسْمُ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ مَمْدٌ۔ اِسْمُ الْاَلَةِ مِمْدٌ وَالْمَجْهُولُ مَدٌّ يُمْدٌ مَدًا۔

ترجمہ:

اور یہ (ادغام کرنا صحیح نہیں ہے) جب اس کا سکون لازم ہو اور جب عارضی ہو تو ادغام اور عدم ادغام دونوں جائز ہیں جیسے اُمْدُدْ اور مُدَّ دال کے فتح کے ساتھ خفت کی وجہ سے اور مُدَّ بکسر دال کیونکہ ساکن کو متحرک کرنے میں یہ اصل ہے اور مُدَّ بضم الدال اتباع کی وجہ سے اور عدم اتباع کی وجہ سے فُرَّ جائز نہیں اور امددن کی مثل میں ادغام جائز نہیں کیونکہ دوسرے کا سکون لازم ہے اور نون ثقیلہ کے ساتھ اس طرح کہو مُدَّنْ، مُدَّانْ، مُدِّنْ، مُدَّنْ، اُمْدُدْنَ اور نون خفیفہ کے ساتھ مُدَّنْ، مُدِّنْ، مُدَّنْ کہو اسم فاعل مَادٌ اسم مفعول مَمْدُوْدٌ اسم زمان و مکان مَمْدٌ اور اسم آلہ مِمْدٌ اور مجہول مَدٌّ یُمْدٌ مَدًا۔

انوار خادمیہ: مذکورہ تیسری صورت کہ پہلا متحرک دوسرا ساکن ہو تو ادغام ممنوع ہے یہ اس وقت ہے کہ جب دوسرے ساکن کا سکون لازمی ہو یعنی ختم نہ ہو سکے جیسے جمع مؤنث میں نون کے ماقبل کا سکون واجب ہے اُمْدُدْنَ اور اگر سکون عارضی ہو تو ادغام اور عدم ادغام دونوں جائز ہیں لیکن عدم ادغام اولیٰ ہے جیسے: لَا تُمْنُنْ۔

ادغام کی صورت میں اگر مضارع مضموم العین ہو تو اصلی صورت کے سوا تین طرح پڑھ سکتے ہیں۔ (1) مُدَّ دال کے فتح کے ساتھ خفت کے لیے۔ (2) مُدَّ دال کے کسرہ کے ساتھ اس لیے الساکن اِذَا حُرِّكَ حُرَّكَ بِالْكَسْرِ۔ کہ ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو حرکت کسرہ کے ساتھ دی جاتی ہے۔ (3) مُدَّ دال کے ضمہ کے ساتھ یہ مضارع کے عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے اور جب عین کلمہ مضموم نہ ہو تو اصلی صورت کے علاوہ صرف دو صورتیں پڑھنا جائز ہیں۔ فتح کسرہ کے ساتھ۔ ضمہ کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے کہ فُرَّ پڑھنا جائز نہیں۔

نون خفیفہ ان صیغوں سے نہیں آتا جن کے آخر میں الف آتا ہے اور وہ کل چھ صیغے ہیں۔ چار تثنیہ کے اور دو جمع مؤنث کے کیونکہ باقی صیغوں میں اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔

مَادٌ اسم فاعل اصل میں مَادِدٌ تھا۔ پہلی دال کو ساکن کر کے دال کا دال میں ادغام کر دیا تو مَادٌ ہو گیا۔ اسم ظرف مَمْدٌ آتا ہے جو کہ اصل میں مَمْدَدٌ تھا۔ پہلی دال کی حرکت نقل کر کے میم کو دی پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ اسم آلہ مِمْدٌ آتا ہے جو کہ اصل میں مِمْدَدٌ تھا۔ پہلی دال کی حرکت نقل کر کے میم کو دی پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ مجہول مَدٌّ، یُمْدٌ آتا ہے جو کہ اصل میں مُدَدٌ تھا۔ ماضی میں پہلی دال کو ساکن کر کے دوسری میں ادغام کر دیا اور مضارع میں پہلی دال کی حرکت نقل کر کے میم کو دی پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا گیا۔

و یَجُوزُ الْاِدْغَامُ اِذَا وَقَعَ قَبْلَ تَاءِ الْاِفْتَعَالِ مِنْ حُرُوفِ اِثْنَدِ ذِ سَشْصِ ضَطْظَوِیْ، نَحْوِ اِتَّخَذَ وَ هُوَ شَاذٌ وَ نَحْوِ اِتَّجَرَ وَ نَحْوِ اِثَّارَ بِالثَّاءِ یَجُوزُ فِیْهِ اِتَّارَ بِالتَّاءِ۔ لِاَنَّ الثَّاءَ وَ التَّاءَ مِنَ الْمَهْمُوسَةِ وَ

حروفُہا۔ ”تَشَحُّثُكَ خَصْفُهُ“ فتكونانِ مِنْ جنسٍ واحدٍ نظراً إِلَى المَهموسِیۃ فیجوزُ لَكَ الَاَدْغَامُ بجعلِ التاءِ ثاءً والشاءِ تاءً و نحو اِذَّانٍ لا یجوزُ فیہِ غیرُ ادغامِ الدَّالِ فی الدَّالِ لِأَنَّهُ إِذَا جَعَلْتَ التَّاءَ دالاً لَبَعْدَها مِنَ الدَّالِ فی المَهموسِیۃ و لِقُرْبِ الدَّالِ مِنَ التَّاءِ فی المَخْرَجِ فیلزَمُ حنینُ حُرْفانِ مِنَ جنسٍ واحدٍ فیدْغَم۔

ترجمہ:

اور ادغام جائز ہے جب تائے افعال سے پہلے حروف اتشد ذر سشخص ففظوی میں سے کوئی آجائے جیسے: اتخذ اور وہ شاذ ہے اور جیسے اتجر اور جیسے اثار ثاء کے ساتھ اور اتا رتاء کے ساتھ بھی جائز ہے کیونکہ تاء اور تاء مہموسہ میں سے ہیں اور اس کے حروف ستشحتك خصفہ تو مہموسیت کی طرف دیکھتے ہوئے دونوں ہم جنس ہوئے تو تیرے لیے ادغام کرنا جائز ہوگا۔ تاء کو ثاء اور ثاء کو تاء بنانے کے ساتھ اور جیسے اذان میں دال کو دال میں مدغم کرنے کے علاوہ جائز نہیں کیونکہ جب تاء کو دال بنایا جائے تو دال سے مہموسیت میں دُور ہونے کی وجہ سے (ناپسندیدہ) اور دال اور تاء کے قریب المخرج ہونے میں تو اس وقت دو حرف ہم جنس آئیں گے تو ادغام جائز ہوگا۔

انوارِ خادمیہ: باب افعال کے فاء کلمہ میں مذکورہ انیس حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام کرنا جائز ہے۔ جائز کرنے سے مراد عام ہے چاہے واجب ہو یا جائز جیسے: اتخذ اصل میں اتخذ تھا۔ ایمان والے قانون کے مطابق ہمزہ ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا گیا تو اتخذ ہو گیا۔ پھر یاء کو تاء کیا اور تاء کا تاء میں ادغام کر دیا تو اتخذ بن گیا۔

سوال: اتخذ میں یاء کو تاء کرنا شاذ کیوں ہے؟

جواب: اس میں شاذ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس یاء کو تاء کیا گیا جو کہ ہمزہ سے بدلی ہوئی تھی لیکن اُس یاء کو تاء کیا جاتا ہے جو اصلی ہو لیکن یہاں یہ یاء اصلی نہیں تو لہذا یہ شاذ ہے۔

اتجر اصل میں اتتجر تھا۔ دو حروف ہم جنس جمع ہو گئے۔ پہلا ساکن دوسرا متحرک تو اس لیے ان کا ادغام کرنا واجب تھا تو ان کا آپس میں ادغام کر دیا گیا تو اتتجر سے اتجر بن گیا۔

اثار جو کہ اصل میں اثتر تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا گیا تو اثار بن گیا پھر باب افعال کے فاء کلمہ میں تاء آگئی پھر تائے افعال کو تاء کیا اور ثاء کا ثاء میں ادغام کر دیا گیا تو اثار بن گیا اور اثار کو اس کا برعکس بھی یعنی اتاء بھی کر سکتے ہیں کیونکہ یہ دونوں ہم جنس ہیں یعنی حروف مہموسہ میں سے ہیں۔

مہموسہ همس سے بنا ہے جس کا معنی ہے آواز کی نرمی۔ چونکہ ان حروف کی ادائیگی میں آواز نرم ہوتی ہے اس وجہ سے ان کو حروف مہموسہ کہا جاتا ہے۔

ان کا مجموعہ سکت شخص فحشہ ہیں۔ ان کے علاوہ باقی جتنے بھی حروف ہیں وہ حروف مجہورہ ہیں جن کی ادائیگی میں

آواز میں شدت اختیار کرنی پڑتی ہے۔

اذان اصل میں ادتین تھا یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدلا پھرتا ہے اذان کو دال کیا اور پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا تو اذان ہو گیا۔

سوال: اذان میں دال کو تاء کرتے پھر تاء کا تاء میں ادغام کر دیتے۔ ایسا کیوں نہ کیا گیا اس کا برعکس کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب (1): دال اصل ہے اور تاء زائدہ ہے اس لیے اس میں تغیر و تبدل ہی بہتر ہے جو کہ زائدہ ہے کیونکہ تغیر و تبدل ایک زائدہ امر ہے تو تغیر بھی زائدہ حروف میں ہی بہتر ہوتا ہے۔

جواب (2): اگر دال کو تاء کر کے تاء کا تاء میں ادغام کر دیا جاتا تو اذان کی اصل کی شناخت نہ ہو سکتی کہ یہ اصل میں کیا تھا۔

سوال: اگر یہ وجوہات پائی جاتی تھیں تو ان کا آپس میں ادغام ہی نہ کرتے۔ ادغام کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اگر ان میں ادغام نہ کیا جاتا (دال مجہورہ میں سے ہے اور تاء مہموسہ میں سے ہے) تو اجتماع ضدین ہو جاتا جو کہ مکروہ ہے اس لیے ان کا ادغام کر دیا گیا۔

سوال: دال اور تاء کا اجتماع مکروہ ہے تو پھر تاء کو دال کیونکر بنایا وجہ مناسبت کیا ہے؟

جواب: تاء کو دال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ظاہراً تو یہ ایک دوسرے کی ضدیں ہیں لیکن مخرجاً وہ قریب المخرج ہیں اس مناسبت کی وجہ سے تاء کو دال کر دیا گیا اور ہم جنس ہونے کی وجہ سے ان کا ادغام کر دیا گیا۔

خلاصہ کلام:

جب انیس حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو دیکھیں گے کہ وہ حروف مہموسہ بھی ہیں تو ان میں دو طرح سے پڑھ سکتے ہیں جیسے: اثار، اتار اور اگر حروف مہموسہ میں سے نہ ہوں تو اس میں دو طرح سے عمل ہوگا کہ تاء کو فاء کلمہ کی ہم جنس کریں گے پھر ہم جنس کا ہم جنس میں ادغام کریں گے جیسے: اذان اور دوسرا عمل یہ ہے کہ فاء کلمہ کو تائے اذان سے بدل کر پھر ہم جنس کا ہم جنس میں ادغام کریں گے جیسے: اتخذ۔

و نحو اذکر يجوز فيه اذکر و اذکر لان الدال من المجهورية فجعل التاء دالاً كما في اذان لقرب المخرج بينهما فيجوز لك الادغام نظراً الى اتحادهما في مجهورية يُجعل الدال ذالاً والذال دالاً والبيان نظراً الى عدم اتحادهما في الذات۔ و نحو اذان مثل اذکر و لكن لا يجوز الادغام بجعل الزاء دالاً لان الزاء اعظم من الدال في امتداد الصوت فيصير حيثنذ كوضع القصعة الكبيرة في الصغيرة او لانه يوازي باذان۔ و نحو اسمع يجوز فيه الادغام بجعل التاء سينا لان السين والتاء من المهموسة و لا يجوز فيه الادغام بجعل السين تاء لعظم السين عن التاء في امتداد الصوت و يجوز البيان لعدم الجنسية في الذات و نحو اشبه مثل اسمع۔

ترجمہ:

اور جیسے اذکر میں اذکر اور اذدکر جائز ہے۔ اس لیے کہ دال حروف مجہورہ میں سے ہے تو اذان کی طرح قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تاء کو دال کیا تو مجہوریت میں ادغام کی وجہ سے ادغام جائز ہوگا کہ دال کو ذال اور ذال کو دال بنایا جائے اور ذات میں عدم اتحاد کی وجہ سے اظہار بھی جائز ہے اور جیسے اذان، اذکر کی طرح ہے اور اس میں ادغام کرنا جائز نہیں ہے کہ زا کو دال کرنا کیونکہ زاء امتداد الصوت میں دال سے بڑی ہے تو اس وقت اس طرح ہو جائے گا کہ جس طرح بڑے تھال کو چھوٹے تھال میں رکھا جائے یا اس وجہ سے کہ وہ اذان کی طرح ہو جائے گا اور جیسے اسمع میں۔ اس طرح ادغام جائز ہے کہ تاء کو سین کر دیا جائے کیونکہ تاء اور سین حروف مہموسہ میں سے ہیں اور اس طرح ادغام جائز نہیں کہ سین کو تاء کر دیا جائے اس لیے کہ سین امتداد الصوت کی وجہ سے تاء سے بڑی ہے اور عدم جنسیت کی وجہ سے ذات میں اظہار بھی جائز ہے اور اشْبَهَ السَّمْعِ کی مثل ہے۔

انوارِ خادمیہ: اذتکر میں فاء کلمہ میں ذال اور تائے افعال جمع ہو گئے۔ ذال مجہورہ میں سے ہے اور تاء مہموسہ میں سے ہے تو ان کا اجتماع مکروہ ہے تو اس وجہ سے تاء کو دال سے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے بدل دیا تو اس میں تین وجوہات پڑھ سکتے ہیں۔

(i) اذدکر اس میں ادغام اس لیے جائز نہیں کیونکہ دال اور ذال کی ذات میں غور کریں گے تو ان کی ذات کی وجہ الگ الگ پائیں گے اس وجہ سے ادغام نہ ہوگا۔

(ii) اذکر (iii) اذکر

آخری دونوں صورتوں میں ادغام ہم جنس ہونے کی وجہ سے جائز ہے کیونکہ دونوں حروف مجہورہ میں سے ہیں اس لیے ادغام جائز ہوگا۔

اِذَاں اصل میں از تین تھا۔ یائے متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو اِذَا تان ہو گیا۔ پھر تاء مہموسہ میں سے اور زاء مجہورہ میں سے تھی ان کا اجتماع مکروہ ہونے کی وجہ سے تاء کو دال سے بدلا اور پھر قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو اِذَا تان ہو گیا پھر دال کو زاء سے بدل کر زاء کا زاء میں ادغام کر دیا تو اِذَا تان ہو گیا۔

اِذَاں میں صرف دو صورتیں پڑھنا جائز ہیں۔

(i) اظہار یعنی اِذَا تان پڑھنا۔

(ii) ذال کو زاء میں ادغام کرنا جیسے: اِذَا تان۔

(iii) تیسری صورت زاء کو دال کرنا اور دال کا دال میں ادغام کرنا جائز نہیں کیونکہ زاء حروف صغیر میں سے ہے یعنی وہ حروف جن کی ادائیگی کے وقت سیٹی کی آواز برآمد ہو اور وہ کل تین حروف ہیں جن کو حروف صغیر کہا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

س، ص، زاء

زاء امتداد الصوت کی وجہ سے بڑا ہے اور جبکہ دال چھوٹا حرف ہے لہذا ان میں ادغام نہیں ہو سکتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اذان کا اذان سے التباس لازم آئے گا کیونکہ اذان دین سے ہے جبکہ اذان زینت سے ہے اس لیے التباس ہو جائے گا کہ اذان اصل میں کیا ہے اس لیے یہ صورت ناجائز ہے۔

اسمع جو اصل میں اسمع تھا اس میں دو صورتیں پڑھنا جائز ہیں۔

(i) اظہار یعنی اسمع

(ii) اسمع یعنی تاء کو سین کرنا پھر سین کا سین میں ادغام کر دینا۔

(iii) تیسری صورت یعنی کہ سین کو تاء کر کے تاء کا تاء میں ادغام کرنا یعنی اسمع پڑھنا جائز نہیں اس لیے کہ سین امتداد الصوت کی وجہ سے بڑی ہے جو کہ تاء چھوٹے برتن میں نہیں آ سکتی۔

اشتبہ اور اسمع کی طرح ہے اس میں بھی صرف دو صورتیں پڑھنا جائز ہیں:

(i) ظاہر یعنی اشتبہ۔

(ii) تاء کو سین کرنا کیونکہ دونوں مہموسہ میں سے ہیں پھر سین کا سین میں ادغام کر کے پڑھنا۔

(iii) تیسری صورت یعنی سین کو تاء کر کے تاء کا تاء میں ادغام کر کے پڑھنا جو کہ جائز نہیں ہے کیونکہ سین حروف ضغوی شفر میں سے ہے جو کہ دوسرے حروف میں مدغم نہیں ہوتے البتہ دوسرے حروف ان میں مدغم ہو جاتے ہیں۔

و نحو إصْبَرَ يجوز فيه اصْطَبَرَ لِأَنَّ الصَّادَ مِنَ الْمُسْتَعْلِيَةِ الْمَطْبِقَةِ وَحُرُوفُهَا صَطْظُ خَفَقِ الْأَرْبَعَةِ الْأُولَى مُسْتَعْلِيَةٌ مُطْبِقَةٌ وَالثَّلَاثَةُ الْآخِرَةُ مُسْتَعْلِيَةٌ فَقَطْ وَالتَّاءُ مِنَ الْمُنْخَفِضَةِ فَجُعِلَ التَّاءُ طَاءً لِمُبَاعَدَةِ بَيْنَهُمَا وَ قُرْبِ التَّاءِ مِنَ الطَّاءِ فِي الْمَخْرَجِ فَصَارَ إصْطَبَرَ - كَمَا فِي سِتِّ أَصْلِهِ سِدُسٌ فَجُعِلَ السِّينُ وَالْدَالُ تَاءً لِقُرْبِ السِّينِ مِنَ التَّاءِ فِي الْمَهْمُوسِيَةِ وَالتَّاءِ مِنَ الدَّالِ فِي الْمَخْرَجِ ثُمَّ ادْغَمَ فَصَارَ سِتًّا - ثُمَّ يَجُوزُ لَكَ الْادْغَامُ بِجَعْلِ التَّاءِ صَادًا نَظْرًا إِلَى اتِّحَادِهِمَا فِي الِاسْتِعْلَانِيَةِ نَحْوِ إصْبَرَ وَ لَا يَجُوزُ لَكَ الْادْغَامُ بِجَعْلِ الصَّادِ طَاءً لِعَظَمِ الصَّادِ اعْنَى لَا يُقَالُ إَطْبَرَ وَ يَجُوزُ الْبَيَانُ لِعَدَمِ الْجَنْسِيَةِ فِي الذَّاتِ وَ نَحْوِ اضْرَبَ مِثْلُ إصْبَرَ اعْنَى يَجُوزُ اضْرَبَ وَاضْطَرَبَ وَ لَا يَجُوزُ إَطْرَبَ - وَ نَحْوِ اطْلَبَ يَجِبُ فِيهِ الْادْغَامُ لِقُرْبِ التَّاءِ مِنَ الطَّاءِ فِي الْمَخْرَجِ وَ نَحْوِ اظْلَمَ يَجُوزُ فِيهِ الْادْغَامُ بِجَعْلِ الطَّاءِ طَاءً وَالطَّاءِ طَاءً لِمَسَاوَاةِ بَيْنَهُمَا فِي الْعَظَمِ وَ يَجُوزُ فِيهِ فَكُ الْادْغَامِ لِعَدَمِ الْجَنْسِيَةِ فِي الذَّاتِ مِثْلُ اظْلَمَ وَاطْلَمَ وَاضْطَلَمَ - وَ نَحْوِ اتَّقَدَّ أَصْلُهُ اَوْتَقَدَّ فَجُعِلَ الْوَاوُ تَاءً لِأَنَّهُ إِنْ لَمْ تُجْعَلْ تَاءً يَصِيرُ يَاءً لِكَسْرِهِ مَا قَبْلَهَا فَيَلْزَمُ حِينَئِذٍ كَوْنُ الْفَعْلِ مَرَّةً يَائِيًا نَحْوِ اِيْتَقَدَّ وَ مَرَّةً يَائِيًا نَحْوِ اِيْتَقَدَّ وَ مَرَّةً وَائِيًا نَحْوِ اَوْتَقَدَّ وَ يَلْزَمُ تَوَالِي الْكَسَرَاتِ - وَ نَحْوِ اِتَّسَرَ أَصْلُهُ اِيْتَّسَرَ فَجُعِلَ الْيَاءُ تَاءً فِرَارًا عَنْ تَوَالِي الْكَسَرَاتِ وَ لَمْ يَدْغَمْ فِي مِثْلِ اِيْتَّكَلَ لِأَنَّ الْيَاءَ لَيْسَتْ بِلَازِمَةٍ يَعْنَى تَصِيرُ الْيَاءُ هَمْزَةً

إِذَا جَعَلْتُهُ ثَلَاثِيَا وَمِنْ ثَمَّ لَا يُدْغَمُ فِي حَيٍّ فِي بَعْضِ اللُّغَاتِ وَإِدْغَامُ إِتَّخَذَ شَاذًّا.
ترجمہ:

اور اصْبَرَ میں اصْطَبَرَ پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ صاد حروف مستعلیہ مطبقہ میں سے ہے جس کے حروف صطضط خفق ہیں جن میں اول چار مستعلیہ مطبقہ میں اور آخری تین فقط مستعلیہ ہیں اور تاء منخضفہ میں سے ہے تو تاء کو طاء بنایا ان دونوں کے درمیان دُوری کی وجہ سے اور تاء کے طاء سے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو اصطبر ہو گیا جس طرح سِتّ میں اس کی اصلی سِدْس ہے۔ تو سین اور دال کو تاء بنایا۔ سین کے تاء سے مہویت میں قرب کی وجہ سے اور تاء کے دال سے مخرج میں قرب کی وجہ سے اس کے بعد ادغام کر کے سِتّ بنا اور تیرے لیے اس طرح ادغام کرنا جائز ہے کہ طاکو صاد کر دیا جائے۔ استعلاء میں متحد ہونے کی وجہ سے جیسے اصبر اور ایسا ادغام جائز نہیں کہ صاد کو طاء کیا جائے۔ صاد کے بڑے ہونے کی وجہ سے یعنی اَطْبَرَ نہیں کہا جاسکتا اور اظہار میں عدم جنسیت کی وجہ سے جائز ہے اور اَصْرَبَ اصبر کی طرح ہے یعنی اَصْرَبَ اور اَصْطَرَبَ جائز ہیں اور اَطْرَبَ جائز نہیں اور اَطْلَبَ میں ادغام واجب ہے۔ تاء اور طاء قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور اظلم میں اس طرح ادغام جائز ہے کہ طاکو ظا اور ظا کو طاء کر دیا جائے کیونکہ دونوں بڑائی میں برابر ہیں اور ذات میں عدم جنسیت کی وجہ سے عدم ادغام جائز ہے جیسے: اظلم، اظلم اور اظلم اور جیسے اتقد اس کی اصل اوْتقد تھی تو واؤ کو تاء کر دیا کیونکہ اگر تاء نہ ہوتی تو یاء بن جاتی ماقبل کے کسور ہونے کی وجہ سے تو اس وقت ایک فعل یائی ہونا جیسے ایتقد اور ایک وقت واوی ہونا جیسے اوْتقد یا توالی کسرات کا آنا لازم آتا اور جیسے اتسر اس کی اصل ایستر تھی تو یاء کو تاء کیا توالی کسرات سے بچنے کے لیے اور ایتکل کی مثل میں ادغام نہیں کیا کیونکہ یاء لازم نہیں یعنی فعل کو ثلاثی بناتے وقت یاء ہمزہ سے بدل جاتی ہے اور اسی وجہ سے بعض لغات میں حیّ میں ادغام نہیں ہوتا اور اتخذ کا ادغام شاذ ہے۔

انوارِ خادمیہ: اصبر میں اصل اصطبر تھا اور اصطبر اصل میں اصبر تھا۔ باب افعال کے فاء کلمہ میں صاد واقع ہوئی تو تائے افعال کو تاء سے بدلنا واجب ہے تو اصطبر بن گیا۔

سوال: اصطبر میں تاء کو طاء سے تبدیل کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: حروف کی دو قسمیں ہیں:

(1) حروف مستعلیہ (2) حروف منخضفہ

(1) حروف مستعلیہ وہ حروف ہیں جن کو ادا کرتے وقت زبان تالو کی طرف بلند ہو اس کی دو قسمیں ہیں۔

(i) حروف منطبقہ (ii) حروف غیر منطبقہ

(i) حروف منطبقہ وہ حروف ہیں جن کو ادا کرتے وقت زبان تالو سے منطبق ہو جائے وہ چار ہیں۔ صطضط۔

(ii) حروف غیر منطبقہ وہ حروف جن کو ادا کرتے وقت زبان تالو سے منطبق نہ ہو وہ تین ہیں۔ خفق۔

حروف مستعلیہ کے علاوہ باقی تمام حروف منخفضہ ہیں۔

اصطبر کا جواب یہ ہے کہ تاء منخفضہ میں سے تھی اور ضاد مستعلیہ میں سے تھی ان کے درمیان دُوری تھی اور کلام عرب میں ان کا اجتماع مکروہ ہے پھر تاء سے اس لیے بدلا کیونکہ تاء اور طاء قریب المخرج تھے تو پھر اصطبر بن گیا۔

تاء کو ضاد کرنا استعلاء میں متحد ہونے کی وجہ سے کہ دونوں حروف مستعلیہ میں سے ہیں جیسے: اصبر لیکن ضاد کو ظا کر کے پھر ظا کا ظا میں ادغام کرنا جائز نہیں کیونکہ ضاد ظا سے بڑا ہے تو بڑی تھالی چھوٹی میں نہیں آ سکتی یعنی اَطْبَرَ پڑھنا جائز نہیں۔

اظہار بھی جائز ہے کیونکہ ضاد اور طاء ذات کے اعتبار سے ہم جنس نہیں ہیں۔
تاء کو طاء قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اس کی وضاحت ایک مثال دے کر مصنف رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں جیسے:
سِت۔

سِت جو کہ دراصل سِدُس تھا۔ دال اور سین دونوں کو تاء کر دیا پھر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا۔ تو سِت بن گیا۔

سوال: سِدُس میں دال اور سین کو تاء کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: سین حروف مہموسہ میں سے ہونے کی وجہ سے تاء سے قریب تھی اور دال تاء سے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تاء بنی تو سِت ہو گیا۔

اضرب میں مکمل تعلیل اصبر کے مطابق ہوگی اصل میں اضرب، اضرب تھا پھر اضطرِب ہوا اور پھر اضرب بن گیا۔

اس مثال میں بھی اطرب جائز نہیں ہے کیونکہ ض ضفوی شفر میں سے ہے جو کہ دوسرے میں مدغم نہیں ہوتے بلکہ دوسرے ان میں مدغم ہوتے ہیں۔

اطلب میں ادغام واجب ہے۔ یہ اصل میں اطلب تھا۔ تاء مہموسہ میں سے تھی اور طاء مجہورہ میں سے تھی اور ان کا اجتماع مکروہ تھا تو اس وجہ سے تاء کو طاء سے بدل دیا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے پھر دو حروف ہم جنس جمع ہوئے تو ادغام کرنا واجب ہو گیا تو اطلب بن گیا۔

اظلم میں ظا کو طا اور طاء کو ظا کرنا جائز ہے کیونکہ دونوں حروف بڑے ہیں اور عدم ادغام بھی جائز ہے کیونکہ دونوں ذات کے اعتبار سے جدا جدا ہیں۔

اتقد اصل میں اوتقد تھا۔ واؤ کو تاء کر دیا پھر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا تو اتقد ہو گیا۔

سوال: اتقد میں واؤ کو تاء کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: اگر واؤ کو تاء نہ کیا جاتا تو واؤ ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا جاتا تو دو خرابیاں لازم آتیں:

(1) فعل کبھی یائی ہوگا جیسے: ایتقد اور کبھی واوی ہوگا جیسے: اوتقد۔

(2) توالی کسرات کی خرابی لازم آتی اس طرح کہ ہمزہ مکسور اور یاء دو کسرات کے قائم ہے اس طرح توالی کسرات لازم آتے۔

اتسر اصل میں ایتسر تھا۔ اس میں بھی وہی تعلیل ہوگی جو کہ ابتقد میں گزری کہ توالی کسرات سے بچنے کے لیے یاء کو تاء اور پھر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا گیا تو اتسر ہو گیا۔

ایتکل میں ادغام اس لیے نہیں ہوا کیونکہ اس کی یاء لازم نہیں کیونکہ مجرد میں واپس ہمزہ بن جاتی ہے جیسے اکل۔ بعض لوگ حی میں تعلیل نہیں کرتے کیونکہ اس میں یاء لازم نہیں کیونکہ کبھی وہ گر جاتی ہے حیوا اور کبھی الف سے بدل جاتی ہے جیسے یحییٰ۔

سوال: اتخذ میں یاء لازم نہیں تو پھر اس میں ادغام کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اتخذ میں ادغام اس لیے کیا کیونکہ وہ یاء ہمزہ سے بدلی ہوئی تھی اور یہ شاذ بھی ہے۔

و یجوزُ الادغامُ إذا وقعَ بعدُ تاءِ الافتعالِ من حروفِ تدرِزٍ مستضطَّظٍ نحوَ یَقْتُلُ و یَبْدُلُ و یَعْدُرُ و یَنْزِعُ و یَبْسُمُ و یَخْصِمُ و یَنْضِلُ و یَبْطُرُ و یَنْظُمُ و لکن لا یجوزُ فی ادغامِہنِ اِلَّا الادغامُ بجعلِ التاءِ مثلَ العینِ لضعفِ استدعاءِ المؤخرِ و عند بعضِ الصرفیینِ لا یجیئُ هذا الادغامُ فی الماضي حتی لا یلتبسَ بماضی التفعیلِ لَانَّ عندهم تُنقلُ حَركةُ التاءِ اِلی ما قبلِہا و تُحذفُ المجتلبۃُ و عند بعضهم یجیئُ بکسرِ الفاءِ نحوَ خَصَمَ لَانَّ عندهم کسرُ الفاءِ لالتقاءِ الساکنینِ و عند بعضهم یجیئُ المجتلبۃُ نحوَ اِخَصَمَ نظراً اِلی سکونِ اَصْلِہِ۔ و یجوزُ فی مُستقبلۃ کسرِ الفاءِ و فَتْحُہا کما فی الماضي نحوَ یُخَصِمُ۔ و فی فاعِلِہِ ضَمُّ الفاءِ لِلاتِّبَاعِ مع فَتْحِہا و کسرِہا نحوَ مُخَصِّمُونَ و یجیئُ مصدرُہُ خَصَّامًا بکسرِ الخاءِ لا غَیرَ لالتقاءِ الساکنینِ او لنقلِ کسرِ التاءِ اِلی الخاءِ و یجیئُ خَصَّامًا اِنِ اعتبرت حَركةُ الصادِ المدغمِ فیہا و یجیئُ اِخَصَّامًا اعتباراً لِسکونِ الاصلِ۔

ترجمہ:

اور ادغام جائز ہے جب تاء افتعال کے بعد حروف تدریز مسضطظ میں سے کوئی آجائے جیسے: یَقْتُلُ، یَبْدُلُ، یَعْدُرُ، یَنْزِعُ، یَبْسُمُ، یَخْصِمُ، یَنْضِلُ، یَبْطُرُ اور یَنْظُمُ لیکن ان کے ادغام میں تاء کو عین کلمہ کی مثل کر کے ادغام جائز ہے۔ کیونکہ مؤخر کی استدعاء ضعیف ہے اور بعض صرفیوں کے نزدیک یہ ادغام ماضی میں نہیں ہوتا اس لیے کہ ماضی باب تفعیل کے ساتھ التباس نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک فاء کی حرکت ماقبل کی طرف منتقل ہوتی ہے اور ہمزہ وصلی حذف کر دیا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک بکسر الفاء سے خَصَمَ کیونکہ ان کے نزدیک التقاء ساکنین کی وجہ سے فاء مکسور ہے اور بعض کے نزدیک ہمزہ وصلی کے ساتھ اِخَصَمَ ہے سکون اصلی کی طرف نظر کرتے ہوئے اور مستقبل میں ماضی کی طرح فاء کلمہ کو مکسور و

روح ہوتا ہے جیسے: یخصم اور فاعل میں اتباع کی وجہ سے فاء کلمہ مضموم آتا ہے ساتھ ہی فتح اور کسرہ بھی آتا ہے جیسے: خصمون اور مصدر خصماً بکسر الخاء آتا ہے اور اس کا غیر نہیں آتا۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے یا تاء کا کسرہ خاء کی حرف منتقل کرنے کی وجہ سے اور مدغم فیہ صا کی حرکت کا اعتبار کرتے ہوئے خصماً بھی آتا ہے اور سکون اصلی کے اعتبار سے اختصاصاً بھی آتا ہے۔

انوارِ خادمیہ: باب افعال کے فاء کلمہ سے فارغ ہونے کے بعد عین کلمہ کا بیان کر رہے ہیں کہ عین کلمہ میں حروف تذذ سب ضبط میں سے کوئی حرف آجائے تو تائے افعال کو عین کلمہ کے ہم جنس کریں گے اور پھر جنس کا جنس ادا کر دیں گے اور اس کا برعکس کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ تاء زائدہ ہے اور زائدہ اس بات کا زیادہ حقدار ہوتا ہے کہ اُس میں تبدیلی کی جائے کیونکہ تاء کا عین کلمہ کو چاہنا ضعیف ہے اس کے ضعیف ہونے کی وجہ ذکر ہو چکی ہے۔

دال ذال اور زاء میں تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ یہ مجہورہ میں سے ہیں اور مہموسہ میں سے ہیں پھر تاء کو دال کریں گے اور دال کا دال میں ادغام کر دیں گے تو تبدل سے تبدل ہو جائے گا۔

ث: باقی تمام مثالوں کو اسی پر قیاس کر لیا جائے۔

ماضی میں ادغام ہو گا یا نہیں اس کے متعلق تین گروہ ہیں۔

(i) پہلے کے نزدیک ادغام نہیں کریں گے کیونکہ ان کے نزدیک تاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیں گے تو اَفْتَل سے تَبَل بن جائے گا پھر تاء کا تاء میں ادغام کریں گے اور ہمزہ وصلی کو عدم ضرورت کی وجہ سے گرا دیں گے تو قتل بن جائے گا۔ ب تفعیل اور افتعال دونوں کی ماضی یہی آتی ہے۔

(ii) دوسرے گروہ والے فرماتے ہیں کہ اِخْتَصَمَ میں تاء اور صا دونوں مہموسہ میں سے ہیں تو تاء کو صا کر لیا گیا اور اس کی حرکت نقل کر کے خاء کو دے دی گئی تو صا ساکن ہو گیا اور خاء کی اصلی حالت سکون ہے اور حرکت عارضی ہے تو اجتماع ساکنین لازم آ گیا تو اس سے بچنے کے لیے الساکن حُرْک، حُرْک بالكسر کے قاعدہ کے مطابق خاء کو کسرہ دیا اور عدم ضرورت کی وجہ سے ہمزہ وصلی کو گرا دیا گیا تو خصم ہو گیا۔

(iii) تیسرے گروہ والے یہ فرماتے ہیں کہ تاء کی حرکت نقل کر کے خاء کو دی اور ہمزہ وصلی کو برقرار رکھا گیا جب خاء کی اصل حالت پر نظر ڈالتے ہوئے جو کہ سکون ہے تو اخصم پڑھیں گے اسی طرح مستقبل بختصم میں جب ادغام کریں گے تو تاء کی حرکت نقل کر کے فاء کلمہ یعنی فاء کو دیں گے تو خاء کے فتح کے ساتھ پڑھیں گے اور اگر اس کی اصلی حالت کا اعتبار کرتے ہوئے التقائے ساکنین کی وجہ سے فاء کلمہ کو کسرہ دیں گے۔

اسم فاعل میں فاء کلمہ مضموم پڑھ سکتے ہیں۔ میم کی اتباع کرتے ہوئے مُخَصْمُون، مُخْتَصِمُون کی حالت میں تاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل خا کو دیں گے تو مُخَصِمُون پڑھا جائے گا۔

نوٹ: تاء کی حرکت ختم کر کے خاء اور تاء میں التقائے ساکنین کی وجہ سے خاء کو کسرہ دے کر مُخَصِمُون بھی پڑھ سکتے ہیں۔

مصدر میں بھی تین وجہیں پڑھ سکتے ہیں۔

(i) اختصاص میں تاء کی حرکت کو ختم کر دیا گیا پھر خاء اور تاء میں اتقائے ساکنین کی وجہ سے الساکن اذا حُرِّك حُرِّك بالكسر کے مطابق خاء کو کسرہ دیں گے اور ہمزہ وصلی کو عدم ضرورت کی وجہ سے گرا دیں گے تو خصّاماً پڑھا جائے گا۔

(ii) جس صداد میں ادغام کیا جائے گا اس کی حرکت کا اعتبار کرتے ہوئے موافقت کے لیے خصّاماً پڑھیں گے۔

(iii) خاء کے اصلی سکون کے اعتبار سے ہمزہ کے ساتھ یعنی اختصاصاً بھی پڑھنا جائز ہے۔

و يدغم تاء تفعّل و تفاعّل فيما بعدها باجتماع الهمزة كما مرّ في باب الافتعال نحو اطّبر اصله تطهّر و اِثاقل أصله تثاقل و لا يدغم في نحو استطعم بسكون الطاء تحقيقاً و في استدان تقديرًا و لكن يجوز حذف تائه في بعض المواضع نحو استطاع يسطيع كما مرّ في ظلت و اذا قلت استطاع بفتح الهمزة يكون السين زائداً كالهاء في اهراق أصله اراق لانه من الازاقة ثم زيدت عليه الهاء على خلاف القياس۔

ترجمہ:

اور تاء تفعّل اور تفاعّل کا اپنے مابعد میں ادغام کیا جاتا ہے ہمزہ وصلی کے لانے کے ساتھ جس طرح باب افتعال میں گزرا جیسے: اطهر اس کی اصل تطهر اور اثاقل جو کہ اصل میں تثاقل تھا اور استطعم میں طاء کے حقیقی سکون کی وجہ سے ادغام نہیں کیا جاتا اور اشدان میں تقدیری سکون کی وجہ سے ادغام نہیں ہوتا ہے اور لیکن بعض جگہ تاء حذف کرنا جائز ہے جیسے استطاع يسطيع جیسا کہ ظلت میں گزرا اور جب بفتح ہمزہ استطاع تو کہے تو حرف سین زائد ہوگا جیسا کہ اهراق میں ہا زائد ہے اس کی اصل اراق ہے کیونکہ وہ اراقة سے مشتق ہے پھر اس میں ہا خلاف قیاس مشتق کی گئی ہے۔

انوارِ خادمیہ: مذکورہ حروف میں سے اگر کوئی حرف باب تفعّل اور تفاعّل میں تاء کے بعد آ جائے تو تاء کو اس حرف کے ہم جنس کر دیں گے اور پھر جنس کا جنس میں ادغام کر دیں گے اور پھر ابتداء بالساکن محال ہونے کی وجہ سے ابتداء میں ہمزہ وصلی کا اضافہ کر دیں گے۔ جیسے: اطهر جو کہ اصل میں تطهر تھا تاء کو طاء کیا گیا پھر طاء کا طاء میں ادغام کر دیا اور پھر ابتداء بالساکن محال ہونے کی وجہ سے ابتداء میں ہمزہ وصلی کا اضافہ کر دیا گیا تو اطهر بن گیا۔

نوٹ: اثاقل میں بھی اطهر کے مطابق تعلیل کی جائے گی۔

سوال: اِسْتَطَعَمَ میں ادغام کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: (الف) اِسْتَطَعَمَ میں ادغام کی شرط نہیں پائی گئی کہ پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو اس وجہ سے ادغام ہوا۔

(ب) ایسا کرنا بھی ناممکن تھا کہ پہلے کو ساکن کر کے دوسرے کو متحرک کر دیا جائے کیونکہ دوسرے کا سکون عارضی نہیں بلکہ

حقیقی ہے۔

سوال: استندان میں ادغام نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: استندان اصل میں استندین تھا یا ہ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، یا ہ کی حرکت ماقبل کو دی، یا ہ ساکن اور ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا ہ کو الف سے بدل دیا تو استندان ہو گیا۔

لہذا ادال میں سکون تقدیری ہے جو کہ اصل میں ساکن ہے اور فتحہ عارضی ہے تو اصل کا اعتبار کرتے ہوئے اس میں ادغام کی شرط نہ پائی گئی تو اس وجہ سے ادغام نہ ہوا۔

بعض مقامات پر تخفیف کے لیے تاء کو حذف کر دیتے ہیں جیسے باب استفعال جیسے: اسطاع یسطیع جس طرح ظالت میں ایک لام خلاف قیاس حذف کر دی اسی طرح یہاں بھی تاء کو حذف کر دیا گیا خلاف قیاس لیکن جب اسطاع ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے گا تو تب سین زائد ہوگی کیونکہ جس طرح اوراق میں ہا خلاف قیاس زائد ہے کیونکہ اس کی اصل اراق ہے جو کہ اراقہ سے مشتق ہے۔

اسطاع کی اصل اطاع تھی پھر خلاف قیاس سین کو بڑھا دیا گیا تو اسطاع بن گیا لہذا اسطاع میں کوئی حرف حذف نہیں ہوا بلکہ سین خلاف قیاس زائدہ کی گئی ہے۔

الباب الثالث فی المہموز

(تیسرا باب مہموز کے بیان میں)

و لا یقال له صحیحٌ لِصِیْرورۃِ ہمزتہِ حرفِ العِلۃِ فی التِلِیْنِ و ہو یجئُ علی ثلثۃِ أَضْرُبٍ مہموزا لفاءِ نحو اخذَ والعینِ نحو سألَ واللامِ نحو قرأَ۔ و حُکمُ الہمزۃِ کَحُکمِ الحرفِ الصحیحِ إِلَّا أَنَّهَا قَدْ تُخَفَّفُ بِالْقَلْبِ و جعلها بَیْنَ بَیْنِ ای بَیْنَ مَخْرَجِهَا و بَیْنَ مَخْرَجِ الحرفِ الّتی مِنْهُ حرکتها والحذف۔ الاول یكونُ اذا كانتُ ساکنۃً و متحرکۃً ما قبلها فقلبت الہمزۃ بشیء یوافق ما قبلها للین عریکۃ الساکنۃ واستدعاءً ما قبلها نحو راس و لوم و بیر۔ والثانی یكونُ اذا كانتُ متحرکۃً و متحرکاً ما قبلها فلا تُقلب بَلْ یُجعلُ بَیْنَ بَیْنَ لِقوۃِ عریکتها نحو سألَ و لوم و سُئِلَ إِلَّا اذا كانتُ مفتوحۃً و ما قبلها مکسورۃً او مضمومۃً فتُجعلُ یاۃً او واواً نحو مِیر و جُونِ لِأَنَّ الفَتْحَ کَالسکونِ فی حَقِّ اللینِ فَتُقلبُ کما فی السکون۔ فَإِنْ قیلَ لِمَ لَا تُقلبُ فی سألَ و ہمزتہُ مفتوحۃً ضعیفۃً قلنا فَتُحْصَرُ قوۃً لِفَتْحِہِ ما قبلها نحو لا هناك المرتع شاذ۔ والثالث یكونُ اذا كانتُ متحرکۃً و ساکناً ما قبلها و لکن تُلَیْنِ فیہِ أَوَّلًا للینِ عریکتها لمجاورۃِ الساکنِ ما قبلها ثم یُحذفُ

لَا جُمَاعُ السَّاكِنِينَ ثُمَّ أُعْطِيَ حَرَكَتَهَا بِمَا قَبْلَهَا حَرْفًا صَحِيحًا أَوْ وَاوًا أَوْ يَاءً أَصْلِيَّتَيْنِ أَوْ مَزِيدَتَيْنِ
لِمَعْنَى - نَحْوُ مَسَلَةٍ وَ مَلَكٍ أَصْلُهُ مَلَأٌ مِنَ الْأَلْوَكَةِ وَ هِيَ الرِّسَالَةُ وَالْأَحْمَرُ يَجُوزُ فِيهِ لَحْمَرُ لَا
الْأَلْفَ أُجْتَلِبَتْ لِأَجْلِ سَكُونِ اللَّامِ وَ قَدْ انْعَدَمَ وَ يَجُوزُ فِيهِ الْأَحْمَرُ لَطَرِ حَرْكَةِ اللَّامِ -

ترجمہ:

اور اسے صحیح نہیں کہتے بوجہ تبدیل ہونے اس کے ہمزہ کے حروف لین کے ساتھ اور اس کی تین قسمیں ہیں۔ مہوز الفاء جیسے
اخذ اور مہوز العین جیسے سأل اور مہوز اللام جیسے: قرأ اور ہمزہ کا حکم صرف صحیح کی طرح ہے مگر یہ کہ کبھی کبھی اس میں بدلنے سے
تخفیف کی جاتی ہے اور کبھی بین بین یعنی ہمزہ کے مخرج اور اس حرف کے مخرج جس سے ہمزہ کی حرکت ہو اور حذف کرنے
سے اور اوّل یہ کہ جب ہمزہ ساکن ہو اور اس کا ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق بدلا جاتا ہے ساکن کی
طبیعت نرم ہونے اور ماقبل کے تقاضے کی وجہ سے جیسے: سأل لؤم، سُئِلَ مگر جب وہ مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مکسور یا مضوم ہو
تو اسے واو یا یاء بنایا جائے گا جیسے: مِيرٌ، جُؤنٌ کیونکہ سکون کی طرح ہوتا ہے کمزور ہونے میں پس اگر کہا جائے کہ سأل میں
کیوں نہیں بدلا جاتا حالانکہ اس کا ہمزہ مفتوح ضعیف ہے تو ہم کہیں گے کہ اس کا فتح ماقبل کے فتح کی وجہ سے قوی ہو گیا اور جیسے
لَا هُنَاكَ الْمَرْتَعُ شاذ ہے اور تیسرا مقام جب ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو لیکن اس میں ہمزہ کی حرکت کو گرا دیا
جائے گا اس کی طبیعت کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اور ماقبل ساکن کے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے پھر اسے اجتماع ساکنین کی
وجہ سے حذف کر دیا جائے گا۔ پھر اس کی حرکت ماقبل حرف کو دی جائے گی۔ جب ماقبل حرف صحیح ہو یا واو اور یاء اصلی ہوں یا
معنی الحاق کے لیے زائد ہوں جیسے مسئلة اور ملك اس کی اصل ملائکہ ہے جو کہ الوكة سے مشتق ہے بمعنی رسالت اور
الاحمر میں جائز ہے لحمہ کیونکہ ہمزہ لام کے ساکن ہونے کی وجہ سے لایا گیا تھا جو کہ ختم ہو گیا اور الاحمر بھی پڑھنا اس
میں جائز ہے، حرکت عارضی ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔

انوارِ خادمیہ:

سوال: مہوز کو صحیح نہ کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: مہوز کو صحیح اس لیے نہیں کہتے کیونکہ ہمزہ حرف علت سے بدل جاتا ہے جبکہ صحیح میں ایسا نہیں ہوتا جیسے: امن،
اومن، ایمانا۔

مہوز کی اقسام:

مہوز کی تین قسمیں ہیں:

(1) مہوز الفاء (2) مہوز العین (3) مہوز اللام

ہمزہ کا حکم حرکات و سکنات کے دخول میں حرف صحیح کی طرح ہے سوائے تین کاموں کے۔

(i) ہمزہ کو ماقبل حرف کے ساتھ تبدیل کر کے تخفیف کی جاتی ہے جب ہمزہ ساکن ہو اور ماقبل متحرک ہو تو اس کو ماقبل حرف

کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا جاتا ہے جیسے: رَأْس، یوم، بیر جو کہ اصل میں رَأْس، یوم بِئْر تھے۔
ہمزہ کو تبدیل کرنے کی وجہ:

ہمزہ کو تبدیل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ساکن حروف طبیعت کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ماقبل کے متحرک ہونے کی وجہ سے وہ مطالبہ کرتا ہے کہ حرف ہمزہ کو میرے مطابق حرف علت سے بدلا جائے۔

(ii) جب ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل بھی متحرک ہو تو اس ہمزہ کو نہیں بدلا جائے گا بلکہ بین بین پڑھا جائے گا۔

بین بین کی اقسام:

بین بین پڑھنے کی دو قسمیں ہیں:

(1) قریب یعنی ہمزہ کو اپنے مخرج اور ہمزہ کی حرکت کے موافق جو حرف علت بنتا ہے اس کے مخرج کے موافق پڑھنے کو کہتے

ہیں۔

(2) بعید یعنی ہمزہ کو اپنے مخرج اور ماقبل حرف کی حرکت کے موافق جو حرف علت بنتا ہے اس کے مخرج کے موافق پڑھنے کو

کہتے ہیں۔

مگر جب ہمزہ مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مکسور یا مضموم ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلیں گے جیسے: مِئْر کو مِیر، جُوْن کو جُوْن پڑھیں گے۔

سوال: ہمزہ کے متحرک ہونے کے باوجود اس کو حرف علت سے کیونکر بدلا گیا؟

جواب: ہمزہ مفتوح ہونے کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے جس طرح ساکن ہوتا ہے تو اس وجہ سے اس پر سکون والا حکم لاگو کیا گیا۔

سوال: سُئَل میں ہمزہ مفتوح ضعیف ہے تو اس ہمزہ کو حرف علت سے کیوں نہ تبدیل کیا گیا؟

جواب: ہمزہ کے ماقبل کا مفتوح ہونے کی وجہ سے اس کا ضعیف ہونا جاتا رہا اور اس میں قوت آگئی کیونکہ ان میں دو مفتوح اکٹھے ہو گئے ہیں۔

سوال: لَا هُنَاكَ اصل میں لَا هُنَاكَ تھا۔ تو اس میں ہمزہ کو حرف علت سے کیوں نہ تبدیل کیا گیا؟

جواب: اس میں ہمزہ کو حرف علت سے اس لیے تبدیل نہ کیا گیا کیونکہ یہ شاذ ہے۔

(iii) تیسرا مقام حذف کرنا ہے یعنی ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو ماقبل کے سکون کی وجہ سے اس کی طبیعت میں

نرمی آ جاتی ہے تو اس نرمی کی وجہ سے ہمزہ کی حرکت کو ختم کر دیا جاتا ہے اور اتقائے ساکنین ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو حذف کر دیا

جاتا ہے اور ہمزہ کی حرکت ماقبل حرف کو دے دی جاتی ہے جیسے: مَسْئَلَةٌ سے مَسْئَلَةٌ اگر اس کا ماقبل حرف صحیح ہو یا واو یا یاء

اصلی ہوں یا زائد ہوں الحاق کے لیے۔ حرف صحیح کی مثال مَسْئَلَةٌ گزر چکی ہے۔

مَلَك اصل میں مَلَك تھا تو لام کو ہمزہ کی جگہ اور ہمزہ کو لام کی جگہ لائے تو مَلَك بن گیا پھر مذکورہ قانون جاری ہوا تو

مَلَك بن گیا۔

وَجَيْلٌ وَحَوْبَةٌ وَأَبُو يُوبَ وَيَغْزُو وَخَاهُ وَيَرْمِي بَاهُ وَابْتَغَى مَرَّةً وَيَجُوزُ تَحْمِيلُ الْحَرَكَةِ عَلَى حُرُوفِ الْعِلَّةِ فِي هَذِهِ الْمَوَاضِعِ نَظَرًا لِقَوَّتِهَا وَطَرَوْ الْحَرَكَةِ۔ وَإِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا حَرْفٌ لَيْنٌ مَزِيدٌ نَظَرُ فَإِنْ كَانَ يَاءٌ أَوْ وَاوًا مَدَّتَيْنِ أَوْ مَا تَشَابَهَ الْمُدَّةَ كِيَاءِ التَّصْغِيرِ جُعِلَتْ مِثْلُ مَا قَبْلَهَا ثُمَّ ادْغَمَ لِأَنَّ نَقْلَ الْحَرَكَةِ إِلَى هَذِهِ الْأَشْيَاءِ يُفْضَى إِلَى تَحْمِيلِ الضَّعِيفِ فَيَدْغَمُ نَحْوَ خَطِئَةٍ وَمَقْرُوءَةٍ وَأُفَيْسٍ۔ فَإِنْ قِيلَ يَلْزَمُ تَحْمِيلُ الضَّعِيفِ طَظَايِضًا فِي الْأَدْغَامِ وَهِيَ الْيَاءُ الثَّانِيَّةُ۔ قُلْنَا الْيَاءُ الثَّانِيَّةُ أَصْلِيَّةٌ فَلَا تَكُونُ ضَعِيفَةً كِيَاءِ جَيْلٍ وَيَاءِ يَرْمِي بَاهُ۔ وَإِنْ كَانَ الْفَاءُ تُجْعَلُ بَيْنَ بَيْنٍ لِأَنَّ الْآلِفَ لَا تَحْمِلُ الْحَرَكَةَ وَالْأَدْغَامَ نَحْوَ قَائِلٍ وَسَائِلٍ۔ وَإِذَا اجْتَمَعَتْ هَمْزَتَانِ وَكَانَتِ الْأُولَى مُفْتُوحَةً وَالثَّانِيَّةُ سَاكِنَةً تُقَلِّبُ الثَّانِيَّةُ الْفَاءَ نَحْوَ أَجَرَ وَآدَمَ۔ وَإِذَا كَانَتِ الْأُولَى مَضْمُومَةً تُقَلِّبُ الثَّانِيَّةُ وَآوًا نَحْوَ أَوْ جَرَوِ أَوْ دَمَ وَإِذَا كَانَتِ الْأُولَى مَكْسُورَةً تُقَلِّبُ الثَّانِيَّةُ يَاءً نَحْوَ إِيسَرَ إِلَّا فِي أَئِمَّةٍ جُعِلَتْ هَمْزَتُهَا الْفَاءُ كَمَا فِي أَجَرَ ثُمَّ جُعِلَتْ يَاءً وَكُسِرَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ۔ وَعِنْدَ الْكُوفِيِّينَ لَا تُقَلِّبُ بِالْآلِفِ حَتَّى لَا يَلْزَمَ اجْتِمَاعُ السَّاكِنَيْنِ وَقُرِئَ عِنْدَهُمْ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ۔ بِالْهَمْزَتَيْنِ فَإِنْ قِيلَ اجْتِمَاعُ السَّاكِنَيْنِ فِي حَذِّهِمَا جَائِزٌ فَلِمَ لَا يَجُوزُ فِي آئِمَةٍ قُلْنَا الْآلِفُ فِي آئِمَةٍ لَيْسَتْ بِمُدَّةٍ فَكَيْفَ يَكُونُ اجْتِمَاعُ السَّاكِنَيْنِ فِي حَذِّهِمَا۔ وَأَمَّا كُلُّ وَحْدٍ وَ مَرْفُشَاذٍ۔

ترجمہ:

اور جَيْلٌ، حَوْبَةٌ، ابویوب، یغزو خاہ، یرمی باہ، ابتغی مرہ اور جائز ہے حرکت کا ڈالنا ان مقامات میں حروف علت پر ان کی طاقت کو دیکھتے ہوئے اور حرکت کے عارضی ہونے کی وجہ سے اور جب ہمزہ سے پہلے کوئی حرف زائد ہو تو دیکھا جائے گا۔ اگر واؤ اور یاء مدہ ہو یا جو مدہ کے مشابہہ ہو جس طرح یائے تغیر ہو تو ہمزہ کو ماقبل کی ہم جنس کہا جائے گا پھر ادغام کیا جائے گا کیونکہ ان جگہوں میں حرکت نقل کرنا ضعیف پر بوجھ ڈالنے کے مترادف ہے تو ادغام کیا جائے گا جیسے: خطیۃ، مقروۃ، افس۔ پس اگر کہا جائے کہ لازم آئے گا کمزور پر بوجھ ڈالنا ادغام کی صورت میں بھی اور وہ یاء ثانیہ ہے تو ہم کہیں گے کہ یاء ثانیہ اصلی ہے تو ضعیف نہ ہوگی جیسے: جیل اور یاء یرمی باہ اگر ماقبل الف ہو تو بین بین پڑھا جائے گا کیونکہ الف حرکت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور نہ ادغام ہو سکتا ہے جیسے: قائل، سائل اور جب دو ہمزے جمع ہوں اور ان میں پہلا مفتوح اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے کو الف سے تبدیل کر دیا جائے گا جیسے: اجر، لدم، اگر پہلا ہمزہ مضموم ہو تو دوسرے کو واؤ سے بدلا جائے گا جیسے: اوجر، اودم اور جب پہلا ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے بدلا جائے گا جیسے: ایسر مگر ائمة میں اس کے ہمزہ کو الف بنایا جائے گا جس طرح اجر میں، پھر الف کو یاء بنایا جائے گا اور کسرہ دیا جائے گا یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے اور کوفیوں کے نزدیک الف سے نہیں بدلا جائے گا تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے اور ان کے نزدیک ائمة الکفر پڑھا

جائے گا اور اگر کہا جائے کہ اجتماع ساکنین علی حدہ جائز ہے تو آئمہ میں کیوں جائز نہیں؟ تو ہم کہیں گے کہ آئمہ میں الف مدہ نہیں تو کس طرح اجتماع ساکنین علی حدہ ہوا اور کل، خذ، مر شاذ ہیں۔

الوارخادمیہ: جَبِلٌ اصل میں جَبِلٌ تھا۔ ہمزہ متحرک اور ماقبل ساکن تھا تو اس ساکن کے پڑوس کی وجہ سے اس کی طبیعت میں نرمی آگئی تو ہمزہ کی حرکت ختم کر دی۔ پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو حذف کر دیا اور پھر ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے دی تو جَبِلٌ ہو گیا۔

حَوْبَةُ اصل میں حَوْبَةُ تھا اس میں بھی مذکورہ تعلیل ہوگی۔

ابویوب اصل میں ابویوب اور یغز و خاہ اصل میں یغز و اخاہ اور یرمی باہ اصل میں یرمی اباہ اور ابتغی مرہ اصل میں ابتغی امرہ تھا۔

یغز و اور یرمی میں حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی کیونکہ واؤ اور یاء اصلی ہیں اور ابتغی میں حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی کیونکہ یہ بھی اصلی ہے لیکن کسرہ کی صورت میں توالی کسرات کی خرابی لازم آتی تھی تو یاء کو فتح دے دیا گیا۔ مذکورہ بالا مثالوں میں حروف علت پر حرکت کا آنا صحیح ہے کیونکہ ان میں کچھ حروف اصلی ہیں اور کچھ الحاق کے لیے ہیں اور حرکت بھی عارضی ہے۔

اگر ہمزہ سے پہلے کوئی حرف زائد ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ حرف مدہ واؤ یا یاء ہے یا ان کے مشابہہ یعنی یائے تصغیر ہے۔ مدہ کی تعریف: حرف علت ساکن اور ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو تو مدہ کہلائے گا۔ لین کی تعریف: حرف علت ساکن ہو تو اسے لین کہتے ہیں چاہے ماقبل کی حرکت اُس کے موافق ہو یا نہ ہو۔ اگر وہ زائد مدہ یا مشابہہ مدہ ہو تو ہمزہ کو اس کی ہم جنس کریں گے پھر جنس کا جنس میں ادغام کریں گے جیسے خطیۃ۔ خطیۃ اصل میں خَطِیۃ تھا۔ ہمزہ متحرک ماقبل یا مدہ تو ہمزہ کو یاء کی مثل کیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو خطیۃ ہو گیا۔ مقروۃ اصل میں مقروۃ ء تھا اور اُفَیْسٌ اصل میں اُفَیْسٌ تھا۔ ان میں بھی وہی تعلیل ہوگی جو خطیۃ میں بیان ہوئی۔ سوال: ہمزہ کی حرکت کو ماقبل کو کیوں نہ دیا گیا؟

جواب: ہمزہ کی حرکت ماقبل کو نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ حروف علت ضعیف ہیں اور وہ حرکت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ سوال: ادغام کی صورت میں بھی تو حرکت یاء مدغم فیہ پر آرہی ہے کیوں؟ جواب: دوسری یاء اصلی ہے اور وہ قوی ہے جس طرح جَبِلٌ، یرمی باہ کی یاء کہ پہلی یاء الحاق کی وجہ سے اور دوسری اصلی ہونے کی وجہ سے قوی ہے۔

اگر ہمزہ متحرک سے پہلے الف ہو تو اسے بین بین پڑھیں گے کیونکہ حرکت الف پر داخل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی الف کا ادغام ہو سکتا ہے اس بناء پر اس کو بین بین پڑھا جائے گا۔

یعنی الف اور ہمزہ کی حرکت کے مخرج کے درمیان ادا کریں گے جیسے: سائل، قائل۔ جب دو ہمزے جمع ہو جائیں پہلا متحرک ہو اور دوسرا ساکن ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق ہمزہ ساکن کو حرف علت سے

تبدیل کر دیں گے جیسے: آء جَر سے اَجْر، اِئْسَر سے اِیْسَر۔ اُوْجَر سے اُوْجَر۔
بصریوں کا مذہب:

بصریوں کے نزدیک ائمة میں یہ قانون لاگو نہیں ہوگا کیونکہ وہ فرماتے ہیں ائمة اصل میں آء مِمَّةٌ تھیں بروزن اَفْعَلَةٌ۔ دو میم ہم جنس جمع ہو گئیں تو پہلی میم کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر میم کا میم میں ادغام کر دیا گیا تو ائمة بن گیا اور پھر دوسرے ہمزہ کو الف کر دیا گیا تو آئمة ہو گیا۔ الف اور میم مدغم ہونے سے التقاء ساکنین ہو گیا تو الف کو یاء سے تبدیل کر دیا گیا پھر یاء کی مناسبت سے ہمزہ مکسور کر دیا گیا تو ایمة ہو گیا۔

نوٹ: مشہور قانون یہ ہے کہ ائمة اصل میں آء مِمَّةٌ تھیں۔ میم کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی اور میم کا میم میں ادغام کر دیا تو ائمة ہو گیا اور پھر دو ہمزے جمع ہوئے ان کا اجتماع مکروہ تھا تو دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا کیونکہ وہ مکسور ہے تو ایمة ہو گیا۔

کوفیوں کا مذہب:

کوفی یہ فرماتے ہیں کہ ہمزہ کو الف سے تبدیل نہ کیا جائے گا تاکہ اجتماع ساکنین والی خرابی لازم نہ آجائے۔ لہذا ائمة الکفر پڑھا جائے گا۔

سوال: اجتماع ساکنین علی حدم جائز ہے تو آئمة میں دوسرا ساکن مدغم ہے اور پہلا حرف الف مدہ ہے اور کلمہ بھی ایک ہے تو یہ اجتماع ساکنین علی حدم ہے۔ تو یہ جائز کیوں نہیں ہے؟

جواب: پہلا حرف مدہ نہیں ہے کیونکہ وہ حرف اصلی ہوتا ہے جب کہ یہ الف ہمزہ سے بدلا ہوا ہے جب مدہ نہیں تو اس لیے یہ جائز نہ ہوگا۔

سوال: آء کُلُّ سے کُلُّ، آء خُذْ سے خُذْ، آء مَرُّ سے مَرُّ میں ضابطہ یعنی ہمزہ ساکنہ متحرکہ کے بعد واقع ہو تو اس کو ماقبل ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں یہاں کیوں جاری نہ ہوا؟

جواب: یہ شاذ ہے۔

و هذا إذا كان في كلمة واحدة. وإذا كانتا في كلمتين تُخَفَّفُ الثانية عند الخليل نحو قد جاء أشراطها. وعند الحجاز تُخَفَّفُ كلاهما معا وعند بعض العرب يُقْحَمُ بينهما الف للفصل نحو آء نَبْ ظِبِيَّةٌ أَمْ أَمْ سَالِمٍ. ولا تُخَفَّفُ الهمزة في أول الكلمة لقوة المتكلم في الابتداء. وتخفيفها بالحذف في ناس أصله أناس شاذٌ وكذلك في الله أصله إله فحذفوا الهمزة فصارَ لاه ثم أدخلوا عليه الألف واللام فصارَ أَلَاهُ ثم ادغم في اللام فصارَ اللَّهُ. وقيل أصله أَلَاله فحذفت الهمزة فنقلت حركة الهمزة إلى اللام فصارَ أَلَاهُ ثم ادغم اللام في اللام فصارَ اللَّهُ كما يقال في يرى أصله يَرَأَى فقلبت الياء الفاء لفتح ما قبلها ثم لينت الهمزة فاجتمع ثلث سواكن فحذف الألف و

أُعْطِيَ حَرَكَتُهَا لِلرَّاءِ فَصَارَ يَرَى۔ وَ هَذَا التَّخْفِيفُ وَاجِبٌ فِي يَرَى دُونَ أَخَوَاتِهِ مَعَ اجْتِمَاعِ حَرْفِ عِلَّةٍ بِالْهَمْزَةِ فِي الْفِعْلِ الثَّقِيلِ لِكَثْرَةِ الِاسْتِعْمَالِ۔ وَ مِنْ ثَمَّ لَا يَجِبُ يَنْبَى فِي يَنْبَى وَ يَسْلُ فِي يَسْأَلُ وَ مَرَى فِي مَرَأَى۔

ترجمہ:

اور مذکورہ احکام جب لاگو ہوں گے جب ایک کلمہ میں ہوں اور جب دو کلمات میں ہوں تو امام خلیل کے نزدیک دوسرے ہمزہ میں تخفیف کی جائے گی جیسے جاء شرائطها اور اهل حجاز کے نزدیک دونوں میں تخفیف کی جائے گی اکٹھے اور بعض عرب کے نزدیک ان دونوں کے درمیان الف فاصل داخل کیا جائے گا جیسے: آء انت طيبة ام أم ما لم اور ہمزہ میں تخفیف نہیں کی جائے گی جب وہ اول کلمہ میں ہو ابتداء میں قوت متکلم کی وجہ سے اور تخفیف کرنا ناس میں جو اصل میں اناس تھا شاذ ہے۔ اسی طرح اسم اللہ میں جو کہ اصل میں آلاء تھا تو ہمزہ کو حذف کر دیا گیا تو لاء ہو گیا پھر اس پر الف لام کو داخل کیا گیا تو آلاء بن گیا پھر لام کا لام میں ادغام کر دیا گیا تو اللہ ہو گیا اور کہا گیا ہے کہ اس کی اصل آل آلاء تھی پھر ہمزہ (ثانیہ) کو حذف کر کے ہمزہ کی حرکت لام کی طرف نقل کی گئی تو آلاء ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا گیا تو اللہ ہو گیا جیسے یری میں کہا جاتا ہے اس کی اصل یرأی تھی۔ تو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیا اس کے ہمزہ کو ساکن کر دیا گیا تو تین ساکن جمع ہو گئے تو الف کو حذف کر کے اس کی حرکت راء کو دی تو یری ہو گیا اور یہ تخفیف دیگر اخوات کے سوا حرف یری میں واجب ہے باوجود جمع ہونے حرف علت کے ہمزہ کے ساتھ فعل ثقیل میں کثرت استعمال کی وجہ سے اس وجہ سے ینی ینأی میں اور یسل یَسْئَلُ میں اور مری مَرَأَى میں واجب نہیں۔

الوارخادمیہ: دو ہمزوں میں مذکورہ تخفیف بطریقہ ہمزہ کو حرف علت سے تبدیل کرنا یا حذف کرنا تب ہوگا جب ہمزتین ایک کلمہ میں ہوں اور اگر دو کلموں میں ہوں تو اس میں تین موقوف ہیں:

(i) امام خلیل رحمہ اللہ کا موقوف:

امام خلیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوسرے ہمزہ کو حذف کر دیا جائے گا کیونکہ ثقل کا باعث بھی وہی بنا ہے جیسے: قد جاء شرائطها سے شرائطها پڑھیں گے۔

(ii) اہل حجاز کا موقوف:

اہل حجاز فرماتے ہیں کہ دونوں ہمزوں کو یکبار ہی حذف کر دیا جائے گا کیونکہ تخفیف کا مقصود حاصل کرنا اسی طرح زیادہ مناسب ہے۔

(iii) بعض عرب کا موقوف:

بعض عرب والے فرماتے ہیں کہ دونوں ہمزوں کے درمیان الف فاصل کو لایا جائے گا محض تلفظ میں لکھنے میں نہیں ورنہ تین ہمزوں کے اجتماع کی خرابی لازم آئے گی جیسے آء انت طيبة ام أم سالم۔

اور جب ہمزہ ابتداء میں آجائے تو حذف نہیں کیا جائے گا کیونکہ متکلم ابتداء میں بھرپور طاقت کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ تخفیف کا محتاج نہیں۔

(ب) دوسری وجہ یہ ہے کہ تخفیف کے ضمن میں مذکورہ صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہیں پائی جارہی تو اس کو الف سے نہیں بدل سکتے کیونکہ ابتداء بالساکن محال ہے اور واؤ کو یاء سے نہیں بدل سکتے کیونکہ اس کا ماقبل دوسرا ہمزہ نہیں کہ اسے ساکن کر کے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیں۔

مختصر یہ کہ کوئی صورت بھی نہیں پائی جارہی اس لیے حذف نہیں کریں گے۔

اناس کو ناس پڑھنا یعنی ہمزہ کو شروع سے حذف کرنا شاذ ہے۔ اسی طرح اسم جلالہ کے شروع سے ہمزہ کو حذف کرنا بھی شاذ ہے۔

اسم جلالہ کی اصل میں دو موقوف ہیں:

(i) اصل میں اِلَاہُ تھا۔ ہمزہ اول کو حذف کر دیا گیا تو کَلَاہُ ہو گیا پھر شروع میں الف لام تعریف لائے تو اَلْکَلَاہُ ہو گیا پھر لام کلام میں ادغام کر دیا تو اللہ ہو گیا۔

(ii) اصل میں اَلْ اِلَاہُ تھا۔ دوسرے ہمزہ کو حذف کر کے اس کی حرکت ماقبل لام کو دی تو اَلْکَلَاہُ ہو گیا پھر لام اول کو ساکن کر کے دوسرے لام میں ادغام کر دیا تو اللہ بن گیا۔

نقل حرکت جس طرح ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی ہے تو اس کی دلیل ڈیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسے: یوری اصل میں یُرَآیُ تھا۔

یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو پھر ہمزہ کی حرکت گرا دی تو تین ساکن جمع ہو گئے تو ہمزہ کو حذف کر دیا اور اس کی حرکت ماقبل یاء کو دی تو یرِی ہو گیا۔

یہ قاعدہ وجوبی وہاں لاگو ہوگا جہاں تین شرطیں پائی جائیں۔

(i) ہمزہ اور حرف علت کے درمیان التقائے ساکنین وارد ہو۔

(ii) فعل میں ہو رہا ہو۔ فعل ثقیل وہ ہوتا ہے کہ اس میں حدث اور زمانہ دونوں پائے جاتے ہیں۔

(iii) فعل کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

جس طرح یری میں ہمزہ و حرف علت کے درمیان فعل کثیر الاستعمال ہوا ہے تو یہاں وجوبی طور پر قانون لاگو ہوگا یعنی تحلیل کر کے یرِی پڑھنا واجب ہے۔

یبتی کو ینی پڑھنا جائز ہے واجب نہیں کیونکہ ایک شرط کثیر الاستعمال والی نہیں پائی گئی کیونکہ یہ قلیل الاستعمال ہے۔

یَسْتَلُّ کو یَسَلُّ پڑھنا جائز ہے کیونکہ ان میں ہمزہ کو ساکن کر کے سین اور ہمزہ کے درمیان التقائے ساکنین ہو رہا ہے اور دوسرا ساکن حرف علت نہیں۔

مَرَّی کو مری پڑھنا جائز ہے کیونکہ یہ التقائے ساکنین اسم میں ہوا ہے فعل میں ہونے کی شرط نہ پائی گئی اس لیے

جوازی قانون لاگو ہوگا۔

و تقول فی إلحاق الضمائر رأی، رأیا، رأوا، رأَتْ، رأَتْ، رأَتْ، رأَيْنَ الخ۔ واعلالُ الياءِ سيجي في باب الناقص۔ المستقبل يرى، يَرِيان، يَرَوْنَ، تَرِي، تَرِيان، تَرَيْنَ، تَرِي، تَرِيان، تَرَوْنَ، تَرَيْنَ، تَرِيان، تَرَيْنَ، أَرِي، نَرِي۔ و حُكْمُ يَرَوْنَ كحُكْمِ يَرِي و لكن حذف الالف الذي في يَرَوْنَ لِاجتماع الساكنين الالف و واو الجمع۔ و حركة ياءِ يَرِيانِ طارية و لا تُقلبُ الفاءُ لِأنه لو قلبت يجتمع الساكنانِ ثم يُحذفُ احدهما فيلتبسُ بالواحدِ في مثل لَنْ يَرِي و اَنْ يَرِي۔ و اصلُ تَرَيْنَ تَرأَيْنَ على وزن تفعلين فحذفت الهمزة ثم نُقل حركة الهمزة الى الراءِ كما في تَرِي فصارَ تَرَيْنَ ثم جعلت الياءُ الفاءَ لفتحها ما قبلها فصارَ تَرأَيْنَ ثم حُذفتُ الالف لِاجتماع الساكنين فصارَ تَرَيْنَ و سَوِيَ بَيْنَهُ و بَيْنَ جَمْعِهِ و اكتفى بالفرقِ التقديري كما في تَرْمِيْن و سيجي في الناقص۔ و اذا دخلتِ النونُ الثقيلةُ في الشرطِ كما في قوله تعالى فإِما تَرَيْنَ مِنَ البَشَرِ احداً حذفتِ النونُ عنه علامةً للجزم و كُسرت ياءُ التانيثِ حتى يطرَدَ بجميع النوناتِ للتاكيدِ كما في إِخْشَيْنَ۔ و سيجي تمامه في باب اللفيف۔

ترجمہ:

اور ضمیروں کے الحاق کی صورت میں تو پڑھے گا۔ رأی، رأیا، رأوا، رأَتْ، رأَتْ، رأَتْ، رأَيْنَ الخ۔ رأین اور یاء کی تعلیل عنقریب باب ناقص میں آئے گی۔ مستقبل کی گردان پری، یریان، یرون، تری، تریان، یرین، تری، تریان، ترون، ترین، تریان، ترین، اری، نری اور یرون کا حکم پری کے حکم کی طرح ہے لیکن الف جو یرون میں تھا کو حذف کر دیا گیا۔ الف اور واو جمع کے درمیان اجتماع ساکنین کی وجہ سے اور یریان کی حرکت عارضی ہے اس کو الف سے نہیں بدلا جائے گا اس لیے کہ اگر اس کو بدلا گیا تو اجتماع ساکنین لازم آئے گا پھر ان دو میں ایک کو حذف کیا جائے گا تو لن پری، ان پری کی مثل میں واو کے ساتھ التباس آئے گا اور ترین کا اصل تفعلیں کے وزن پر تَرأین ہے تو ہمزہ کو حذف کر کے اس کی حرکت نقل کر کے ما قبل راء کو دی تو تَرین ہو گیا پھر یاء کو ما قبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا گیا تو پھر الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تو ترین ہو گیا اور واحد اور جمع کے درمیان فرق تقدیری پر اکتفا کرتے ہوئے برابری کی گئی جس طرح ترین میں اور عنقریب ناقص میں بیان ہوں گے اور جب شرط کے ساتھ نون ثقیلہ کو داخل کیا جائے جس طرح اللہ جل شانہ کے قول میں ہے: فإِما تَرَيْنَ مِنَ البَشَرِ احداً۔ تو نون علامت جزم کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے اور یاء تانیث مکسور کر دی جاتی ہے تاکہ تمام نونات تائید کے ساتھ موافق ہو جائے جیسا کہ اخشین میں ہے اور عنقریب مکمل بیان باب لففیف میں آئے گا۔

انوار خادمیہ: ہمزہ کے ساتھ جب ضمائر ملحق ہو جائیں تو اس میں مخفف کس طرح ہوتی ہیں۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس کا بیان فرما رہے ہیں۔

سوال: ضمائر کے الحاق کی مثال میں فعل ماضی کی گردان لکھ دی گئی لیکن ان کی تعلیل کا ذکر نہ فرمایا گیا۔ کیا وجہ ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے لام کلمہ میں حرف علت یاء ہے اور جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہوا سے ناقص کہتے ہیں۔ اس لیے تعلیل و وضاحت باب ناقص میں آئے گی۔

مضارع کی گردان لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یرون کی تعلیل یری کی طرح ہے۔ یری جو کہ اصل میں یرائی تھا یا متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی اور ہمزہ کو القتائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا تو یری ہو گیا۔

اسی طرح یرون اصل میں یرء یون تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا پھر ہمزہ کو ساکن کر دیا تو تین ساکن جمع ہو گئے پھر درمیان والے ساکن ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کی حرکت ہمزہ کے ماقبل راء کو دے دی تو یرون ہو گیا۔

سوال: یریان، تریان وغیرہ میں یا متحرک ماقبل مفتوح ہے پھر یاء کو الف سے کیوں نہ بدلا گیا؟

جواب: (الف) یاء کی حرکت الف کی وجہ سے عارضی ہے اور بدلنے کے لیے حرکت کا لازمی ہونا ضروری ہے۔

(ب) ہم آپ کی بات مان لیں تو دو الف جمع ہو جائیں گے لیکن ایک الف کو حذف کریں گے تو الف نون باقی رہ جائے گا اور جب کوئی عوادل نواصب و جوازم کے دخول کے وقت نون اعرابی بھی گر جائے گا جیسے: لن یرا، لم یری تو اس طرح واحد وثنیہ میں التباس لازم آجائے گا۔ اس وجہ سے یاء کو الف سے نہ بدلا گیا۔

تربین واحد مؤنث حاضر کا صیغہ اصل میں تربینین بروزن تفعیلین تھا۔ ہمزہ کی حرکت کو ختم کر دیا گیا اور پھر القتائے ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو گرا دیا گیا تو تربین ہو گیا اب یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا اور پھر یاء اور الف کے درمیان القتائے ساکنین ہو گیا تو تربین ہو گیا۔

واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کا صیغہ تربین ہی آتا ہے ان میں تقدیری فرق ہے کہ ان کی اصل میں جمع کا صیغہ ترأین اور واحد کا صیغہ ترأین آتا ہے۔

نوٹ: ان کی مکمل بحث باب ناقص میں آئے گی۔

اعلال کے بعد جب ترین ہوا تو اس پر حرف شرط اما کو داخل کیا تو نون اعرابی گر گیا اور پھر اما تری ہو گیا اور جب اس کے آخر میں نون ثقیلہ کا اضافہ کریں گے تو یاء اور نون مدغم کے درمیان القتائے ساکنین لازم آئے گا تو یاء تانیث کو کسرہ دیں گے تو ایک القتائے ساکنین ختم ہو جائے گا اور الساکن اذا حرك حرك بالكسر پر عمل ہو جائے اور نون ثقیلہ کے باقی نونات کے ساتھ موافقت ہو جائے جیسے: اخشین اصل میں اخشی تھا جب نون ثقیلہ آخر میں لگایا گیا تو نون مدغم اور یاء کے درمیان القتائے ساکنین لازم آیا پھر یاء کو کسرہ دیا تو اخشین بن گیا۔

نوٹ: یاد رہے کہ جب دوساکن جمع ہوں اور پہلا مدہ نہ ہو تو واؤ کو ضمہ دیتے ہیں اور یاء کو کسرہ دیتے ہیں۔ اخشین میں یہی قانون لاگو ہوتا ہے۔

الْأَمْرُ رِيَا رَوَا، رِيَّ، رِيَاء، رَيْنَ۔ وَلَا يَجْعَلُ الْيَاءُ الْفَاءَ فِي رِيَا تَبْعاً لَتَرِيَانٍ وَيَجُوزُ بِهَا الْوَقْفُ مِثْلَ رَهْ فَحُذِفَتْ هَمْزَتُهُ كَمَا فِي تَرِيٍّ ثُمَّ حُذِفَتْ الْيَاءُ لِأَجْلِ السَّكُونِ۔ وَبِالنُّونِ الثَّقِيلَةِ رَيْنَ رِيَانٍ رَوْنٌ رَيْنَ رِيَانٍ رَيْنَانٍ۔ وَيَجْعَى بِالْيَاءِ فِي رَيْنَ لِانْعْدَامِ السَّكُونِ كَمَا فِي إِرْمِينَ۔ وَلَمْ تُحْذَفْ وَائُ الْجَمْعِ فِي رَوْنٍ لِعَدَمِ ضَمِّهِ مَا قَبْلَهَا بِخِلَافِ أُغْزَنَ وَإِرْمَنَ۔ وَبِالنُّونِ الْخَفِيفَةِ رَيْنَ، رَوْنٌ، رَيْنَ۔ وَالْفَاعِلُ رَاءِ الْخ۔ وَلَا تُحْذَفُ هَمْزَتُهُ كَمَا يَجْعَى فِي الْمَفْعُولِ وَقِيلَ لَا تُحْذَفُ لِأَنَّ مَا قَبْلَهَا الْفُ وَالْأَلِفَ لَا تَقْبَلُ الْحَرَكَةَ وَلَكِنْ يَجُوزُ لَكَ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَ بَيْنَ كَمَا فِي سَأَلَ يَسْأَلُ وَقَسَّ عَلَى هَذَا أَرَى يُرَى إِرَاءَةً۔ وَالْمَفْعُولُ مَرَى الْخ۔ أَصْلُهُ مَرَّ وَيُفَاعِلُ كَمَا فِي مَهْدَى وَلَا يَجِبُ حَذْفُ الْهَمْزَةِ لِأَنَّ وَجُوبَ الْهَمْزَةِ فِي فِعْلِهِ غَيْرُ قِيَاسِيٍّ كَمَا مَرَّ فَلَا يَسْتَتَعِ الْمَفْعُولُ وَغَيْرَهُ وَتُحْذَفُ فِي نَحْوِ مَرَى لِكثْرَةِ مُسْتَتَبِعِيهِ وَهُوَ أَرَى يَرَى وَاخْوَاتُهُمَا۔ وَالْمَوْضِعُ مَرَأَى، وَالْأَلَةُ مِرَأَى۔ وَإِذَا حُذِفَتِ الْهَمْزَةُ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ يَجُوزُ بِالْقِيَاسِ عَلَى نِظَائِرِهَا إِلَّا أَنَّهُ غَيْرُ مُسْتَعْمَلٍ۔ الْمَجْهُولُ رُءَى يُرَى الْخ۔

ترجمہ:

الامر ریا، روارى ریا رین اور یاء میں یاء کو الف سے نہیں بدلا جائے گا تریان کی متابعت کی وجہ سے اور ہا کے ساتھ وقف بھی جائز ہے جیسے رہ پہلے تری کی طرح ہمزہ حذف ہوا پھر یاء سکون کی وجہ سے حذف کی گئی اور نون ثقیلہ کے ساتھ رین، ریان، رون، رین، ریان، زینان اور رین یاء کے ساتھ آتا ہے عدم سکون کی وجہ سے جیسے ارمین میں اور رون میں واؤ جمع ماقبل مضموم نہ ہونے کی وجہ سے حذف نہ ہوئی بخلاف اغزن، ارمن کے اور نون خفیفہ کے ساتھ رین، رون، رین اور فاعل راء ہے الی الخ۔ اور اس کا ہمزہ حذف نہیں ہوتا جس طرح کے مفعول کے بیان میں آئے گا اور کہا گیا ہے کہ حذف نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا ماقبل الف ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا اور لیکن تیرے لیے جائز ہے کہ سائل پستل کی طرح بین بین پڑھنا اور اسی پر اری یری اراء کو قیاس کر اور مفعول مرئ الخ اس کی اصل مرء وی تھی تو اس میں مہدی کی طرح تعلیل کی گئی اور ہمزہ کو حذف کرنا واجب نہیں کیونکہ ہمزہ کے حذف کا وجوب اس کے فعل میں غیر قیاسی ہے جس طرح کہ پہلے گزرا تو مفعول وغیر اس کی اتباع طلب نہیں کرتے اور مرئ میں حذف کیا جائے گا کثرت قلب اتباع کی وجہ سے اور وہ اری یری اور اس کے اخوات بین اور ظرف مرئ اور آلہ مرئ ہے اور جب ہمزہ ان اشیاء میں حذف ہو تو قیاس کے مطابق جائز ہونا چاہیے اس کے نظائر میں مگر وہ مستعمل نہیں اور مجہول رای یری آخر تک ہیں۔

الواری خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ ماضی، مضارع کی بحث سے فارغ ہو کر امر حاضر کا بیان فرماتے ہیں کہ امر کی گردان دواع۔

سوال: پھر ذکر فرمایا کہ ریا میں یاء متحرک ماقبل مفتوح تھا تو یاء کو الف سے کیوں نہیں بدلا؟

جواب: تریان کی پیروی کرتے ہوئے یعنی کہ ریا تریان سے بنا ہے تو اس کی اتباع میں اس میں نہیں بدلا۔

راء کو وقف کی حالت میں ہ کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ رہ۔

تاکید مزید کے لیے جب آخر میں نون ثقیلہ لگاتے ہیں تو نون ثقیلہ وخفیفہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمزہ ماقبل متحرک ہو ورنہ انتقائے ساکنین لازم آئے گا۔ اس لیے محذوف حرف علت کی وجہ سکون تھی تو جب وہ سکون ختم ہوگا تو وہ علت نہ رہی لہذا وہ حروف واپس لوٹ آئیں گے رین الخ۔ جیسے: ارم میں یا نہیں تھی۔

کیونکہ امر کا آخر ساکن ہوتا ہے۔ حرف علت کی وجہ سے یاء گر گئی تو ارم ہو پھر جب آخر میں نون ثقیلہ لگا تو یاء وسط کلمہ میں آ گئی اور سکون والی وجہ ختم ہو گئی کہ اس کا آخر ساکن ہوتا ہے۔

نون ثقیلہ اور خفیفہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارا ماقبل متحرک ہو تو انتقائے ساکنین سے بچنے کے لیے صیغہ جمع مذکر حاضر یا نون تاکید ثقیلہ میں نون ثقیلہ کا ماقبل واؤ کو انتقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا۔ جب اس واؤ کا ماقبل مضموم ہوتا کہ وہ ضمہ واؤ کے حذف ہونے پر دلالت کرے جیسے: اغزن ارم من جواصل میں اغزون، ارمون تھے۔

لیکن رون میں واؤ کو ضمہ دے کر انتقائے ساکنین کی خرابی سے نجات حاصل واؤ کو حذف نہیں کر سکتے تھے اس لیے کہ اس کا ماقبل مضموم نہیں تھا جو واؤ کے حذف ہونے پر دلالت کرتا۔

نون خفیفہ رین الخ اس میں تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغے نہیں آتے وجہ پہلے گزر چکی ہے۔

اسم فاعل راء آتا ہے اصل میں راء ی تھا تو یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو حذف کر دیا پھر یاء کا نون تنوین کے ساتھ انتقائے ساکنین لازم آیا تو یاء کو حذف کر دیا تو راء ہو گیا۔

سوال: راء میں ہمزہ کو حذف کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: (الف) ہمزہ کا ماقبل الف ہے جو حرکت کو قبول نہیں کرتا کہ حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دیں پھر ہمزہ کو انتقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیں۔

(ب) یری میں ہمزہ غیر قیاسی طور پر حذف ہوا اس لیے کہ وہ ماضی میں سلامت تھا اس لیے فاعل کو فعل پر قیاس نہیں کر

سکتے۔

فاعل میں بین بین قریب پڑھ سکتے ہیں۔

رای یری مجرد پر مزید فیہ اری یری کو قیاس کر لیں۔ یہ ضابطہ ہے کہ جس کی ماضی معروف میں تعلیل ہوئی ہو اس کی مجہول میں بھی تعلیل ہوگی اور جس کے مضارع معروف میں تعلیل نہیں تو اس کے مجہول میں بھی تعلیل نہیں ہوگی۔

اسم مفعول مرء ی آتا ہے جو اصل میں مرء وی تھا۔ تو اس میں مہدی کی طرح تعلیل کی گئی واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہو گئیں پھر پہلی ساکن دوسری متحرک تھی تو واؤ کو یاء کیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو مرء ی ہوا پھر یاء کے موافق حرکت

سرہ ما قبل کو دی تو مرء ی ہو گیا۔

اس میں بھی ہمزہ حذف نہیں ہوا کیونکہ اس کے فعل میں خلاف قیاس تعلیل کی گئی تو مفعول کو اپنی اتباع میں فعل نہیں لے گا۔
باب افعال سے مرئی اسم مفعول کا صیغہ آتا ہے جو اصل میں مرء ی تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا ضمہ کو حذف کر دیا گیا پھر یاء کو لون تنوین کے ساتھ اتقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا پھر ہمزہ کو ساکن پر اتقائے ساکنین کی وجہ سے گر دیا پھر ہمزہ کی حرکت ما قبل راء کو دی تو مرئی ہو گیا۔

سوال: مرئی میں ہمزہ کو کیوں حذف کر دیا گیا؟

جواب: اس کے فعل ماضی و مضارع امر و نہی میں تعلیل ہوئی تو ان کی پیروی میں یہاں حذف ہوئی۔
اسم ظرف مرئی اصل میں مرء ی تھا۔ اسم آلہ مرئی تھا اصل میں مرئی تھا مذکورہ تعلیل کو پیش نظر رکھ کر یہاں تعلیل فرما لیں۔

سوال: جب (مجرد) اسم ظرف، آلہ، مفعول میں ہمزہ کا حذف کرنا جائز ہے تو باب افعال مضارع، امر و نہی میں بھی جائز ہونا چاہیے؟

جواب: اس طرح مستعمل کلام عرب میں نہیں ہیں اور مجہول رأی یری ہے الخ۔

المهموز الفایجی من خمسة ابواب نحو أخذ يأخذ و آذَبَ يَأْذِبُ و اهَبَ يَاهِبُ و أَرَجَ يَارِجُ و أَسَلَ يَأْسُلُ۔ والمهموز العين یجی من ثلثة ابواب نحو رأی یری و یش یثیس و لؤم یلؤم۔ والمهموز اللام یجی من أربعة ابواب نحو هنا یهنا و سبأ و صدی یصدأ و جرؤ یجرؤ و لا یجی فی المضاعف إلا مهموز الفاء نحو آن۔ و لا تقع الهمزة موضع حروف العلة و من ثم لا یجی فی المثال إلا مهموز العين واللام نحو و أد و و جأ۔ و فی الأجوف إلا مهموز الفاء واللام نحو آن و جاء و فی الناقص إلا مهموز الفاء والعین نحو ارى و رلی۔ و فی اللقیف المفروق إلا مهموز العین نحو ولی و فی المقرون إلا مهموز الفاء نحو اوی۔ و تكتب الهمزة فی الاول علی سورة الألف فی کلّ الاحوال نحو أب و أم و ایل لخفة الألف و قوّة الکاتب عند الابتداء علی وضع الحركات و فی الوسط اذا كانت ساکنة علی و فی حركة ما قبلها نحو رأس و لؤم و ذنب المشاکلة۔ و اذا كانت متحركة علی و فی حركة نفسها حتی تعلم حرکتها نحو لَسَّال و لؤم و سَمَم۔ و اذا كانت فی آخر الكلمة تكتب علی و فی حركة ما قبلها لآعلی و فی حركة نفسها لآن الحركة الطرفیة عارضیة نحو قرأ و جرؤ و فیتی۔ و اذا كانت ما قبلها ساکناً لا تكتب علی صورة شیء لطرؤ حرکتها و عدم حركة ما قبلها نحو خبء و دفء و برء۔

ترجمہ:

اور مہوز الفاء پانچ بابوں سے آتا ہے جیسے: اخذ یاخذ (نصر ینصر) ادب یادب (ضرب یضرب) اہب یہب (فتح یفتح) ارح یرح (سمع یسمع) اسل یاسل (کرم یکرم) اور مہوز العین تین بابوں سے آتا ہے جیسے: رای یری (فتح یفتح) یش یشس (سمع یسمع) لؤم یلؤم (کرم یکرم) اور مہوز اللام چار بابوں سے آتا ہے جیسے: ہنأ یہتی (ضرب یضرب) سبأ یسبأ (فتح یفتح) صدی یصدی (سمع یسمع) جرئ یجری (کرم یکرم)

اور مضاعف میں حرف مہوز الفاء جیسے اَنَّ یانُّ اور حرف علت کی جگہ ہمزہ واقع نہیں ہوتا اسی وجہ سے مثال میں مہوز العین مہوز اللام آتے ہیں جیسے، و أدو، و جأو۔

اور اجوف میں مہوز الفاء اور لام آتے ہیں جیسے: ان اور جاء اور ناقص میں مہوز الفاء اور عین آتے ہیں جیسے: اری، رای اور لفیف مفروق میں مہوز العین آیا ہے جیسے: وای اور مقرون میں مہوز الفاء آتا ہے جیسے: اوی اور ہمزہ ابتداء میں ہر حال میں الف کی شکل رکھا جاتا ہے جیسے: اب، ام، ابل الف کے خفیف ہونے کی وجہ اور ابتداء میں وضع حرکات پر لکھنے والے کی قوت کی وجہ سے اور درمیان میں اگر ساکن ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق رکھا جاتا ہے جیسے: رأس، یوم، ذنب۔ مشاکلت کی وجہ سے اور اگر متحرک ہو تو اپنی حرکت کے موافق لکھا جائے گا تاکہ اس کی حرکت پہچانی جائے جیسے: سال، لؤم، سنم اور جب کلمہ کے آخر میں ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق لکھا جائے گا نہ کہ اپنی حرکت کے موافق کیونکہ اس کی حرکت طرف میں عارضی ہے جیسے: قرأ، جرؤ، فشی اور جب اس کلمہ ماقبل ساکن ہو تو کسی ایک صورت میں نہیں لکھی جاتی حرکت کے عارضی ہونے اور ماقبل کے ساکن ہونے کی وجہ سے جیسے: خبء ذوء برء۔

النوار خادمیہ: مہوز الفاء، عین، لام (فتح، ضرب) سمع، کرم سے سب آتے ہیں۔

صرف فاء سے دو باب زائد آتے ہیں۔ ضرب اور نصر۔

مہوز اللام میں صرف ایک باب زیادہ ہوتا ہے جیسے: ضرب۔

جہاں حرف علت داخل ہو تو وہاں ہمزہ داخل نہیں ہوگا۔ مثال کی صورت میں مہوز العین ولام آئے گا۔

اجوف کی صورت میں مہوز الفاء ولام آئے گا۔

ناقص کی صورت میں مہوز الفاء و عین آئے گا۔

لفیف مفروق کی صورت میں مہوز العین آئے گا۔

لفیف مقرون کی صورت میں مہوز الفاء آئے گا۔

سوال: ہمزہ ابتداء میں ہوگا یا درمیان میں یا آخر میں؟

جواب: اگر ابتداء میں ہو تو خفت کی وجہ سے اور کاتب کی قوت کی وجہ سے حرکات کو لکھنے میں الف کی صورت میں رکھا جائے گا مطلقاً اور اگر درمیان میں ہو تو دو حال سے خالی نہیں ہوگا ساکن ہوگا یا متحرک۔ ساکن کی صورت میں ماقبل کی حرکت کے

موافق لکھا جائے گا مشابہت کی وجہ سے تاکہ ہمزہ ساکن ماقبل مثلاً مفتوح ہو تو فتح کا تلفظ الف آتا ہے تو خط میں بھی الف ہی لکھا جائے گا تاکہ لفظ اور خط موافق ہو جائیں۔

اگر خود ہمزہ متحرک ہو تو اس کی حرکت کے موافق جو حرف علت بنتا ہے اس کی صورت میں لکھا جائے گا تاکہ اس کی اپنی حرکت پہچانی جائے۔

اگر آخر میں ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں اس کا ماقبل متحرک ہو گا یا نہیں۔ متحرک کی صورت میں ماقبل حرکت کے موافق جو حرف علت بنتا ہے اس کی شکل میں لکھا جائے گا کیونکہ اس کی اپنی حرکت طرف میں ہے اور عارضی ہے تو اس بناء پر اس کو اعتبار نہ کیا جائے گا۔

اگر ماقبل ساکن ہو تو کسی معین صورت میں نہیں لکھا جائے گا۔
مثالیں متن سے ملاحظہ فرمائیں۔

الباب الرابع فی المثال

(چوتھا باب مثال کے بیان میں)

و یقال للمعتل الفاء مثال لأن ماضیة مثل ماضی الصحيح وقیل لأن امرۃ مثل امر الا جوف نحو عد وزن و هو یجی من خمسة ابواب۔ و لا یجی من فعل یفعل إلا وجد یجد فی لغة بنی عامر فحذف الواو فی یجد فی لغتهم لثقل الواو مع ضمة ما بعدها وقیل هذه لغة ضعيفة فاتبع لیعد فی الحذف۔ وحکم الواو والياء إذا وقعتا فی اول الكلمة کحکم حرف الصحيح نحو وعد و وعد و قر و ینع لقوة المتکلم عند الابتداء وقیل إن الأعلال إنما یكون بالسکون أو بالقلب إلى حرف العلة أو بالحذف۔ و ثلاثباً لا تمکن أما السکون فلیتعدیه لأنه مبتدأ والابتداء من الساکن متعذر و کذا القلب لأن المقلوب به غالباً یكون بحرف العلة الساکنه و أما الحذف فلنقصانه من القدر الصالح فی الثلاثی۔ و أما فی المزيد فلاتباع الثلاثی فی الزوائد نحو أولج یولج ایلاجا۔

ترجمہ:

اور معتل الفاء کو مثال کہتے ہیں اس لیے کہ اس کی ماضی صحیح کی ماضی کی طرح ہے اور کہا گیا ہے اس کا امر اجوف کے امر کی طرح ہے جیسے: عد وزن۔ اور وہ پانچ ابواب سے آتا ہے اور فعل یفعل سے نہیں آتا مگر وجد یجد بنی عامر کی لغت میں پس یجد میں واؤ حذف کی گئی ہے ان کی لغت میں واؤ کے مابعد ضمہ کے ساتھ ثقل ہونے کی وجہ سے اور کہا گیا ہے کہ

ضعیف لغت ہے تو حذف میں یَعْدُ کے تابع ہے اور واؤ اور یاء کا حکم جب کلمہ کے شروع میں آئیں حرف صحیح کے حکم کی طرح ہے جیسے: وَعَدَ اور وَعِدَ اور وقر اور ینع ابتداء میں متکلم کے قوی ہونے کی وجہ سے اور کہا گیا ہے کہ اعلال سکون کے ساتھ ہونا ہے یا بدلنے کے ساتھ یا حذف کرنے کے ساتھ اور وہ تینوں ممکن نہیں بہر حال سکون کو اس کے متعذر ہونے کی وجہ سے کیونکہ ابتداء ہے اور ابتداء بالسکون محال ہے اور اسی طرح تبدیل کرنا کیونکہ جن کے ساتھ تبدیل کیا گیا ہے۔ حرف اکثر حرف علت ساکن آتا ہے اور حذف سے کلمہ ثلاثی میں قدر صالح سے کم ہو جاتا ہے اور مزید فیہ میں ثلاثی مجرد کی اتباع کی وجہ سے جیسے اولج یولج ایلاجا۔

انوار خادمیہ: فاء کلمہ کے مقابلے میں اگر حرف علت ہو تو اسے معتل الفاء کہا جاتا ہے۔

اگر واؤ ہو تو واوی اور یاء ہو تو یائی کہا جاتا ہے۔

معتل الفاء کو مثال بھی کہتے ہیں۔

سوال: معتل الفاء کو مثال کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: (الف) اس کی ماضی عدم اعلال میں صحیح کی ماضی کی طرح ہے جیسے: وَعَدَ۔

(ب) اس کا امر اجوف کے امر کی طرح ہے جیسے: عِدَ اور اجوف زان سے زن آتا ہے۔

مثال درج ذیل پانچ ابواب سے آتا ہے سوائے نصر کے اور بنی عامر کی لغت میں وجد یجد آتا ہے۔

سوال: یجد میں واؤ کس طرح حذف ہوئی حالانکہ اس کا ما قبل یاء تو ہے لیکن مابعد مکسور نہیں؟

جواب: (الف) واؤ دو قسموں کے قائم مقام ہے اور اس کے مابعد بھی مضموم ہے اس ثقل کی وجہ سے واؤ کو حذف کیا گیا۔

(ب) ان کی لغت ضعیف ہونے کی وجہ سے یَعْدُ کی پیروی میں حذف کیا گیا۔

سوال: حرف علت جب ابتداء میں آجائے تو اس میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: (الف) تعلیل کے ذریعے تخفیف کرتے ہیں جبکہ ابتداء میں متکلم قوی ہوتا ہے جس بناء پر اس تخفیف کی ضرورت نہیں۔

(ب) اعلال کی تین صورتیں ہیں اور وہ تینوں یہاں واقع نہیں ہو سکتیں۔

(i) سکون کے ساتھ اس لیے نہیں کیونکہ ابتداء بالساکن محال ہے۔

(ii) تبدیلی کے ساتھ اس لیے نہیں کہ اکثر طور پر حرف علت سے تبدیل ہوتی ہے اور حرف علت پہلے موجود ہے اور یہ تحصیل حاصل ہے اور جس حرف علت سے بدلا جاتا ہے وہ ساکن ہوتا ہے تو پھر ابتداء بالسکون والی خرابی لازم آئے گی۔

(iii) حذف کے ساتھ اس لیے نہیں کہ ثلاثی مجرد میں قدر صالح یعنی (تین حروف) سے کم ہو جائیں گے رہی بات مزید

فیہ میں تو وہ فرع ہے اس بناء پر اصل کی اتباع یعنی ثلاثی مجرد کی وجہ سے۔

و لا یُعَوِّضُ بِالتَّاءِ فِي الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ حَتَّى لَا يَلْتَبَسَ بِالْمُسْتَقْبَلِ وَالْمَصْدَرِ فِي نَفْسِ الْحُرُوفِ۔

وَمِنْ ثَمَّ لَا يَجُوزُ إِدْخَالُ التَّاءِ فِي الْأَوَّلِ فِي الْعِدَّةِ لِإِلْتِبَاسٍ بِالْمُسْتَقْبَلِ وَیَجُوزُ فِي التَّكْلَانِ لِعَدَمِ
 الْإِلْتِبَاسِ۔ و عِنْدَ سَبْوِيهِ يَجُوزُ حَذْفُ التَّاءِ كَمَا فِي قَوْلِ الشَّاعِرِ وَ أَخْلَفُوكَ عِدَّ الْأَمْرِ الَّذِي
 وَعَدُوا لِأَنَّ التَّعْوِیْضَ مِنَ الْأُمُورِ الْجَائِزَةِ عِنْدَهُ۔ وَ عِنْدَ الْفَرَّاءِ لَا يَجُوزُ الْحَذْفُ لِأَنَّهَا عَوْضٌ مِنَ
 الْحُرُوفِ الْأَصْلِيَّةِ لَا فِي الْأَضَافَةِ لِأَنَّ الْأَضَافَةَ تَقُومُ مَقَامَهَا وَ كَذَلِكَ حُكْمُ الْأَقَامَةِ وَالْإِسْتِقَامَةِ وَ
 نَحْوَهُمَا وَ مِنْ ثَمَّ حُذِفَتِ التَّاءُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَ إِقَامَ الصَّلَاةَ وَ تَقُولُ فِي الْخَاتَمِ الضَّمَاثِرَ رَعَدَ
 وَعَدَا وَعَدُوا الْخَ وَ يَجُوزُ فِي وَعَدَتِ إِدْغَامُ الدَّالِ فِي التَّاءِ لِقُرْبِ الْمَخْرَجِ۔ الْمُسْتَقْبَلُ يَعْدُ الْخَ
 أَصْلَهُ يَوْعَدُ فَحُذِفَ الْوَاوُ لِأَنَّهُ يَلْزَمُ الْخُرُوجُ مِنَ الْكُسْرَةِ التَّقْدِيرِيَّةِ إِلَى الضَّمَةِ التَّقْدِيرِيَّةِ وَ مِنْ
 الضَّمَةِ التَّقْدِيرِيَّةِ إِلَى الْكُسْرَةِ الْحَقِيقَةِ وَ مِثْلُ هَذَا ثَقِيلٌ وَ مِنْ ثَمَّ لَا يَجْعَى لُغَةً عَلَى وَزْنِ فَعْلٍ وَ فُعْلٍ
 إِلَّا جِبْكَ وَ دُئِلَ۔ وَ حُذِفَتِ فِي تَعَدُّ وَ أَخَوَاتِهِ أَيْضًا لِلْمَشَاكِلَةِ وَ حُذِفَتِ فِي مِثْلِ تَضَعُ لِأَنَّ أَصْلَهُ
 تَوَضَّعُ فَحُذِفَ الْوَاوُ ثَمَّ جَعَلَ تَضَعُ مَفْتُوحًا نَظَرًا إِلَى حَرْفِ الْحَلْقِ لِأَنَّ حَرْفَ الْحَلْقِ ثَقِيلٌ
 وَ الْكُسْرَةُ أَيْضًا ثَقِيلَةٌ فَابْتَدَلَتِ الْكُسْرَةُ فَتْحَةً وَ لَا تُحَذَفُ فِي يَوْعَدُ لِأَنَّ أَصْلَهُ يَأْوَعَدُ۔ الْأَمْرُ عِدَّ الْخَ۔
 الْفَاعِلُ وَاعِدٌ۔ الْمَفْعُولُ مَوْعُودٌ۔ وَ الْمَوْضِعُ مَوْعِدٌ۔ وَ الْآلَةُ مِيعَدٌ أَصْلُهُ مَوْعَدٌ فَقَلْبَتِ الْوَاوُ يَاءً
 لِكُسْرَةِ مَا قَبْلَهَا وَ هُمْ يُقْلِبُونَ بِالْحَاجِزِ فِي نَحْوِ قِنِيَّةٍ فَبَغِيرٍ حَاجِزٍ يَكُونُ أَقْلَبَ۔

ترجمہ:

اور تا اول اور آخر میں بطور عوض نہیں لائی جاسکتی تاکہ التباس لازم نہ آئے۔ مضارع اور مصدر کے ساتھ حروف کے اعتبار
 سے اور اسی وجہ سے عِدَّة کے شروع میں تالانا جائز نہیں مستقبل کے ساتھ التباس کی وجہ سے اور عدم التباس کی وجہ سے تکلان
 میں جائز ہے اور امام سیبویہ کے نزدیک تاء کو حذف کرنا جائز ہے جیسا کہ قول شاعر:
 اور اپنے کئے ہوئے وعدوں میں مخالفت کی آپ کی۔

اس شعر میں کیونکہ ان کے نزدیک حذف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ وہ (تا) حرف اصلی کے بدلے میں ہے مگر اضافت کی
 صورت میں اس لیے کہ اضافت حرف کے قائم مقام ہوتی ہے اور اسی طرح اقامہ، استقامہ اور ان جیسے دیگر کا حکم ہے اور
 اسی وجہ سے اللہ جل شانہ کے فرمان و اقام الصلوة میں تاء کو حذف کیا گیا ہے۔

اور ضمیروں کے لاحق میں آپ پڑھیں گے وعد، وعدا، وعدوا آخر تک اور وعدت میں جائز ہے دال کا تاء میں
 ادغام کرنا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے فعل مستقبل اور آخر تک اس کی اصل یو وعد تھی تو واؤ کو حذف کیا گیا کیونکہ کسرہ
 تقدیری سے ضمہ تقدیری کی جانب اور ضمہ تقدیری سے کسرہ حقیقی کی جانب خروج لازم آتا ہے اور اس کی مثل ثقل ہے اس وجہ سے
 فَعْلٌ، فُعْلٌ کے وزن پر کوئی اسم نہیں آتا مگر جِبْكَ، دُئِلٌ اور تَعَدُّ اور اس کے اخوات میں حذف مشاکلت کی وجہ سے ہے

اور تضع کی مثل میں حذف کرنا کیونکہ اس کی اصل تو وضع تھی تو واؤ کو حذف کیا گیا پھر تضع کو مفتوح بنایا گیا حروف حلقی طرف نظر کرتے ہوئے کیونکہ حرف حلقی ثقیل ہے اور کسرہ بھی ثقیل ہے تو کسرہ کو فتح سے تبدیل کر دیا گیا اور یو وعد میں حذف نہیں ہوئی کیونکہ اس کی اصل یا وعد اور امر سے وعد آخر تک ہے۔ فاعل واعد، مفعول، موعود، ظرف، موعدا، آلہ ميعد اس کی اصل موعدا تھی تو ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا اور وہ مانع موجود ہونے کے باوجود قنیۃ کی مثل میں بدلتے ہیں تو بغیر مانع کے واؤ کا بدلنا بطریق اولیٰ ہوگا۔

انوارِ خادمیہ: وعد میں اگر واؤ کو حذف کرنے سے ثلاثی میں قدر صالح سے حروف کم ہوتے تھے تو اس کے عوض تاء کو لاتے ہیں شروع میں تاء لگانے سے فعل مضارع کے ساتھ اور آخر میں مصدر کے ساتھ نفس حروف میں التباس لازم آتا ہے نہ کہ حرکات و سکنات میں چونکہ عموماً حرکات و سکنات کلام عرب میں نہیں لکھے جاتے اس لیے نفس حروف تو ایک جیسے ہیں اس لیے التباس لازم آتا ہے۔

سوال: وہ تاء جو کسی حرف کے حذف ہونے کے عوض لگائی جاتی ہے۔

جواب: (الف) امام سیبویہ فرماتے ہیں کہ جائز ہے اس لیے تاء کا عوض میں لانا ایک جائز امر ہے تو حذف کرنا بھی جائز ہونا چاہیے اور بطور استشہاد کلام عرب سے ایک شعر پیش کیا جو کہ متن میں گزرا۔

(ب) امام فرا کہتے ہیں کہ تاء کو حذف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ تاء اگرچہ زائدہ ہے لیکن حرف اصلی کے بدلے میں ہے تو عوض کا حذف کرنا معوض کا حذف ہوگا جو کہ جائز نہیں ہاں البتہ اضافت کی صورت میں تا کو حذف کرنا جائز ہوگا کیونکہ مضاف اس تاء کے قائم مقام ہو جائے گا اور امام سیبویہ نے جو دلیل پیش کی ہے تاء کے حذف ہونے کی حالت اضافت میں ان کا دعویٰ عام تھا، دلیل خاص دی جسے ہم بھی جائز کہتے ہیں۔ مصدر کی تاء کو بھی اضافت کی حالت میں حذف کرنا جائز ہے جیسے اقام الصلوۃ فعل ماضی وعدت میں دال کو تاء کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تاء کرنا اور پھر تاء کا تاء میں ادغام کرنا جائز ہے۔

سوال: فعل مضارع یو وعد میں واؤ کیوں حذف کی گئی؟

جواب: واؤ یا مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوئی تو اس کو حذف کر دیا گیا تو یو وعد سے یعد بن گیا۔ تعد وغیرہ صیغوں میں یعد کی پیروی کی گئی ہے۔

واؤ کو حذف نہ کرتے تو یاء جو کہ دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے اور واؤ جو کہ دو ضموں کے قائم مقام ہوتا ہے تو اس حالت میں اب کسرہ تقدیری یعنی یاء سے خروج لازم آتا۔ ضمہ تقدیری یعنی واؤ کی طرف اور پھر ضمہ تقدیری سے کسرہ حقیقی کی طرف خروج لازم آتا جو کہ ثقیل تھا اس بناء پر واؤ کو حذف کر دیا گیا۔

اس ثقل کی وجہ سے کلام عرب میں جبْکُ، دُئِلْ کے سوا کوئی وزن استعمال نہیں ہوا۔

تضع جو کہ اصل میں تو وضع تھا واؤ ماقبل مفتوح اور مابعد مکسور کے درمیان واقع ہوئی تو واؤ کو حذف کر دیا گیا۔ پھر عین حروف حلقی میں سے تھا جو کہ ثقیل ہے اور ماقبل کسرہ وہ بھی ثقیل ہے اس وجہ سے ماقبل کو فتح دے دیا گیا تو تضع بن گیا۔

نوٹ: خیال رہے کہ تغلیل سماعی ہے قیاسی نہیں کہ اس پر کسی دوسرے کلمہ کو قیاس کیا جاسکے۔

سوال: اوعد یوعد میں واؤ کے حذف نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: واؤ کے یاء مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان پائے جانے کی شرط نہ پائی گئی تو اس وجہ سے واؤ حذف نہ ہوئی۔

یوعد اصل میں یا وعد تھا۔ واحد متکلم میں دو ہمزوں کے اجتماع کی وجہ سے ایک ہمزہ کو حذف کر دیا گیا تو اس کی پیروی کرتے ہوئے تمام دوسرے صیغوں سے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اصلی صورت میں واؤ یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں اس لیے حذف نہیں ہوئی۔

اسم آلہ مبعداً اصل میں موعداً تھا۔ واؤ ساکن ماقبل مکسور تو واؤ کو یاء سے بدل دیا تو مبعداً ہو گیا۔

کلام عرب سے استشہاد پیش کرتے ہیں کہ قنوة سے قنیة کہا جاتا ہے حالانکہ واؤ کا ماقبل نون مانع ہے اس کے باوجود واؤ کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے تو جہاں کوئی مانع و حاجز نہیں تو وہاں پر بدلنا بدرجہ اولیٰ بہتر ہوگا جیسے: موعداً سے مبعداً۔

الباب الخامس فی الاجوف

(پانچواں باب اجوف کے بیان میں)

و یقال لہ اَجُوف لَخُلُوْ جَوْفِہِ عَنِ الْحَرْفِ الصَّحِيْحِ وَ یُقَالُ لَہُ ذُو الثَّلَاثَةِ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَحْرَافٍ فِی الْمَاضِی الْمَتَكَلِّمِ نَحْوُ قُلْتُ وَ بَعْتُ وَ هُوَ یَجِیْ مِنْ ثَلَاثَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ قَالَ یَقُوْلُ وَ بَاعَ یَبِیْعُ وَ خَافَ یَخَافُ۔ وَ اَمَّا طَالَ یَطُوْلُ فَهُوَ طَوِيْلٌ مِنْ کُرْمٍ یَکْرُمُ فَلَغَةً بَنِی تَمِیْمٍ فِیْ هَذَا الْبَابِ۔ (الضابطۃ الجیدۃ) وَ قَالَ بَعْضُ الصَّرَفِیْنَ اَصْلًا شَامِلًا فِیْ بَابِ الْاِعْلَالِ یَخْرُجُ جَمِیْعُ الْمَسَائِلِ مِنْہُ۔ وَ هُوَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْاِعْلَالَ فِیْ حُرُوفِ الْعِلَّةِ فِیْ غَیْرِ الْفَاءِ یَتَّصِرُ عَلٰی سِتَّةٍ عَشَرَ وَجْہًا لِاَنَّهُ یَتَّصِرُ فِیْ حُرُوفِ الْعِلَّةِ اَرْبَعَةً اَوْجْہَ الْحَرَکَاتِ الثَّلَاثِ وَالسَّکُوْنِ وَ فِیْمَا قَبْلَہَا اِیضًا کَذَالِکَ فَاضْرِبِ الْاَرْبَعَةَ فِی الْاَرْبَعَةِ حَتّٰی یَصِلَ لَکَ سِتَّةَ عَشَرَ وَجْہًا ثُمَّ اُتْرِکَ السَّاکِنَةُ الَّتِیْ فَوْقَہَا سَاکِنٌ لِتَعَذُّرِ اجْتِمَاعِ السَّاکِنِیْنَ فَبَقِیَ لَکَ خَمْسَہُ عَشَرَ وَجْہًا۔ الْاَرْبَعَةُ اِذَا کَانَ مَا قَبْلَہَا مَفْتُوحًا الْقَوْلُ وَ بَیْعٌ وَ خَوْفٌ وَ طَوْلٌ وَ لَا یُعَلُّ الْاَوَّلٰی لِاَنَّ حَرْفَ الْعِلَّةِ اِذَا سُکِنَتْ جُعِلَتْ مِنْ جَنْسِ حَرْکِہِ مَا قَبْلَہَا لِلِّیْنِ عَرِیْکَةِ السَّاکِنِ وَاسْتِدْعَاءِ مَا قَبْلَہَا نَحْوَ مِیْزَانٍ اَصْلُہُ مَوْزَانٌ وَ یُوْسَرُ اَصْلُہُ یِیْسَرٌ اِلَّا اِذَا انْفَتَحَ مَا قَبْلَہَا لَا تَقْلِبُ لَخْفَةِ الْفَتْحِ وَالسَّکُوْنِ وَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ یَجُوزُ الْقَلْبُ نَحْوَ الْقَالَ وَ یُعَلُّ نَحْوَ اَغْزِیْتُ اَصْلُہُ اَغْزَوْتُ بَوَاوِ سَاکِنَةٌ تَبَعًا لِیُغْزٰی، وَ یُعَلُّ فِیْ نَحْوِ کَیْنُوْنَةٍ مَعَ سَکُوْنِ الْوَاوِ وَ انْفِتَاحِ مَا قَبْلَہَا لِاَنَّ اَصْلَہُ کَوُ یَنُوْنَةُ

عند الخَلِيلِ فَأَبْدِلِ الْوَاوُ يَاءً فَادْغَمْتَ كَمَا فِي مَيْتٍ ثُمَّ خَفَفَ فَصَارَ كَيْنُونَةً كَمَا خَفَّفْتَ فِي مَيْتٍ قَبْلَ أَصْلِهَا كُونُونَ بَضْمِ الْكَافِ ثُمَّ فُتِحَ حَتَّى لَا يَصِيرَ وَآوَاءُ فِي نَحْوِ الصَّيْرُورَةِ وَالْغَيْبِيَّةِ وَالْقَيْلُولَةِ ثُمَّ جُعِلَتِ الْوَاوُ يَاءً تَبَعاً لِلْيَائِيَّاتِ لِكَثْرَتِهَا۔ وَ مِنْ ثُمَّ قِيلَ لَا يَجْعَى مِنَ الْوَاوِيَّاتِ غَيْرُ الْكَيْنُونَةِ وَالْدَيْمُومَةِ وَالسَّيْدُودَةِ وَالْهَيْعُوعَةِ۔

ترجمہ:

اور اس کو اجوف کہتے ہیں حرفِ صحیح سے جوف خالی ہونے کی وجہ سے اور اسے ذو ثلاثہ بھی کہتے ہیں۔ ماضی کے متکلم صیغے میں تین حروف پر اس کے مشتمل ہونے کی وجہ سے جیسے قلت، بعت اور وہ تین ابواب سے آتا ہے جیسے قال يقول، باع بیع، خاف يخاف اور بہر حال طال يطول فہو طويل کرم يكرم سے پس لغت بنی تمیم ہے اس باب میں اور بعض صرفیوں نے اعلال کے باب میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جو اعلال کے تمام مسائل کو شامل ہے جس سے اعلال کے تمام مسائل حاصل ہوتے ہیں اور وہ ان کا قول کہ بے شک اعلال حروفِ علت میں فاء کلمہ کے سوا سولہ اقسام میں متصور ہیں کیونکہ حروفِ علت میں چار صورتیں متصور ہیں۔ حرکات ثلاثہ اور سکون اور یہ ہی چار صورتیں ماقبل میں بھی متصور ہیں تو چار کو چار سے ضرب دیں تاکہ تجھے سولہ قسمیں حاصل ہوں پھر اس قسم کو چھوڑ دیا جائے کہ جو خود ساکن ہو اور ماقبل بھی ساکن ہو اجتماع ساکنین کے ناجائز ہونے کی وجہ سے تو تیرے لیے پندرہ قسمیں بچ جائیں گی۔ چار جب اس کا ماقبل مفتوح ہو جیسے: قول، بیع، خوف، طول اور پہلے میں تعلیل نہ کی جائے گی اس لیے کہ حرفِ علت جب ساکن ہو تو اس کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق بنایا جاتا ہے۔ ساکن کی طبعی نرمی اور ماقبل کے تقاضے کی وجہ سے جیسے: میزان اس کی اصل موذان ہے۔

یوسر اس کی اصل ییسر ہے مگر جب اس کا ماقبل مفتوح ہو تو فتح کی خفت اور سکون کی وجہ سے نہیں بدلا جائے گا اور بعض کے نزدیک بدلنا جائز ہے جیسے: القال اور اغزیت۔

اغزیت جو کہ اصل میں اغزوت تھا واؤ ساکنہ کے ساتھ یغزی کی اتباع میں تعلیل کی جائے گی اور کینونہ میں تعلیل کی جائے گی واؤ کے سکون اور ماقبل مفتوح ہونے کے باوجود۔

کیونکہ اس کی اصل کینونونہ تھا۔ امام غلیل کے نزدیک تو اس میں ادغام کیا گیا تو کینونہ ہو گیا جیسا کہ میت میں اس کی اصل میوت تھی۔ پھر تخفیف کی گئی تو کینونہ ہو گیا جس طرح میت میں تخفیف کی گئی اور بعض نے کہا اس کی اصل کونونہ تھی کاف کے ضمہ کے ساتھ پھر فتح دے دیا گیا تاکہ یاء واؤ نہ بن جائے جیسے: الصیرورة اور الغیوبہ اور القیلولة پھر واؤ کو یاء کر دیا گیا یائیات کے تابع کر کے اس کی کثرت کی وجہ سے اور اسی سے کہا گیا ہے واویات سے کینونہ، دیمومہ سیدودہ اور ہیعوعہ کے علاوہ کلام عرب میں مستعمل نہیں۔

انوار خادمیہ: پانچواں باب اجوف کے بیان میں ہے اور اجوف کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ اجوف جوف سے بنا

ہے۔

جوف پیٹ کو کہتے ہیں اور اکثر اوقات پیٹ خالی رہتا ہے اور پیٹ درمیان میں ہوتا ہے تو اجوف میں بھی کلمہ کا درمیان حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے اور حرف علت کے درمیان میں ہوتا ہے جیسے: پیٹ درمیان میں اس لیے اس کو اجوف کہا جاتا ہے۔
اجوف کا دوسرا نام ذو ملاء بھی ہے اس لیے کہ اس کے واحد متکلم کے صیغے میں تین حروف باقی رہ جاتے ہیں جیسے خفت وغیرہ۔

سوال: واحد مذکر غائب، واحد مذکر حاضر، واحد مؤنث حاضر میں بھی تو تین حروف رہ جاتے ہیں تو صرف واحد متکلم کا ذکر ہی کیوں کیا گیا؟

جواب: متکلم اصل ہے کہ اس سے فعل صادر ہوتا ہے اور باقی فرع ہیں اس لیے اصل کا ذکر کر دیا گیا اور ایک بات یہ بھی ہے کہ ذکر نہ کرنا شئی کے عدم کو مستلزم نہیں ہوتا۔

سوال: اجوف تین بابوں ضرب یضرب، نصر ینصر، سمع یسمع سے آتا ہے تو پھر طال یطول کرم سے کیوں آیا ہے؟

جواب: یہ بنی تسمیہ کی لغت ہے۔

بعض صرفیوں نے تعلیل اجوف و ناقص کا جامع قاعدہ بیان کیا ہے جس سے تمام مسائل تعلیل اجوف و ناقص حل ہو جاتے ہیں۔
قاعدہ یہ ہے کہ حروف علت پر حرکات ملاء ہوں گی یا سکون اور اسی طرح ماقبل بھی ہوگا تو چار کو چار سے ضرب دینے سے سولہ صورتیں بنیں گی۔ ایک قسم ختم کر دی جائے گی وہ صورت یہ ہے کہ جب حرف علت ساکن اور ماقبل بھی ساکن ہو تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے یہ قسم ختم ہو جائے گی باقی پندرہ قسمیں بچ جائیں گی۔
درج بالا قاعدہ کو درج ذیل نقشہ سے ذہن نشین کر لیں۔

حرف علت . ماقبل

ساکن

مفتوح

مضموم

مکسور

ماقبل

مکسور

مضموم

مفتوح

ساکن

حرف علت

3=

X

ساکن

4=

مفتوح

4=

مضموم

میزان پندرہ ہوئے۔ ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مصنف رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ ماقبل مفتوح ہو اور حرف علت میں حرکات ٹلاشہ اور سکون ہو جیسے: قول، بیع، خوف، طول سے باع، خاف، طال بن جائے گا البتہ پہلی صورت میں یعنی جس وقت حرف علت ساکن ہو اور ماقبل مفتوح ہو، میں تعلیل نہ ہوگی۔

در اصل قانون یہ ہے کہ حرف علت ساکن ماقبل متحرک ہو تو حرف علت کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلتے ہیں ساکن کی طبع نرمی اور ماقبل کے تقاضے کی وجہ سے جیسے: موذان سے میزان، یسر سے یوسر۔

مگر جب ماقبل مفتوح ہو تو تعلیل نہ ہوگی اس لیے کہ حرف علت ساکن بذات خود نرمی والا ہے لہذا تعلیل کی جاتی ہے ثقل کی وجہ سے جو کہ یہاں نہیں۔ اس لیے تعلیل نہ ہوگی اور بعض اس میں بھی تعلیل کے قائل ہیں قول سے القال پڑھنے میں۔

سوال: اغزیت میں ماقبل مفتوح حرف علت ساکن ہے۔ پھر واؤ کو یاء کیوں بنایا اس طرح کرنے سے آپ کا قاعدہ ٹوٹ گیا؟

جواب: اغزوت میں تعلیل قاعدہ کی وجہ سے نہیں کی بلکہ فعل مضارع کی اتباع میں تعلیل کی گئی ہے وہاں واؤ طرف میں واقع ہوئی تو یاء سے بدل گئی تو اس کی اتباع میں یہاں بھی یاء سے بدل دی۔

سوال: کینونہ کان یکون سے مصدر ہے تو اصل میں کونونہ تھا۔ واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے تو اس میں تعلیل کیوں کی گئی؟

جواب: اس کی اصل میں اختلاف ہے۔

(الف) امام خلیل احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی اصل کینونونہ پھر واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئے ان میں پہلا ساکن تھا تو واؤ کو یاء کیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو کینونونہ بن گیا جیسے: میت اصل میں میوت تھا پھر میت بن گیا۔ پھر تخفیف کر دی گئی تو میت کی طرح کینونونہ بن گیا۔

واؤ کو یاء اس لیے کیا گیا کہ وہ دونوں ایک ہی کلمہ میں جمع ہو گئے نہ کہ ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے۔

(ب) اس کی اصل کونونونہ تھی۔ ہر وہ مصدر جو فعلولہ کے وزن پر ہو تو اجوف یائی میں اس کے فاء کلمہ کو فتح دیتے ہیں تاکہ ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے یاء واؤ میں نہ بدل جائے جیسے: الصیرورة، الغیوبة، القیلولة میں کیا اجوف واوی کو یائی پر قیاس کرتے ہوئے طرد للباب فاء کلمہ کو فتح دیا تو کونونونہ بن گیا۔ پھر واؤ کو یاء سے تبدیل کیا تاکہ یائی کے تابع ہو جائے تو کینونونہ ہو گیا۔

سوال: واوی کو یائی کیا لیکن اس کا برعکس یعنی یائی کو واوی کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: (الف) یائی کو واوی نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یائی اس وزن پر کثیر الاستعمال ہے تو کثیر ہونے کے اعتبار کی وجہ سے واوی کو یائی کر دیا گیا تو یہ حاصل ہوا کہ واؤ ماقبل مفتوح نہیں بلکہ مضموم ہے۔

(ب) واؤ کو ماقبل مفتوح کی وجہ سے نہیں بدلا بلکہ یائی کے تابع کرنے کی وجہ سے بدلا۔ اس وجہ سے کہ واوی سے واوی میں فعلولة کا وزن قلیل الاستعمال ہے۔

دلیل یہ ہے کہ کینونہ، دیمومۃ اور سیدودۃ اور ہیعوۃ ہی چار وزن مستعمل ہے اس کے علاوہ اس کا استعمال نہیں۔
قال ابن جنی فی الثلاثة الاخیرۃ تسکن حروف العلة للخفض ثم تقلب الفاء لاستدعاء الفتحۃ و
لین عریکۃ الساکن اذا کُنَّ فی فِعْلٍ او فی اسم علی وزن فعل اذا کان حرکتھن غیر عارضیۃ و
تکون فتحۃ ما قبلہا لا فی حکم السکون و لا یکون فی معنی الکلمۃ اضطراب و لا یجتمع فیہا
اعلالان و لا یلزم ضم حروف العلة فی المضارعة و لا یتروک للدلالۃ علی الاصل۔ و من ثم یعلّ
نحو قال اصله قول و نحو دار اصله دور لوجود الشرائط المذكورة و یعل مثل دیار تبعاً لواحدہ
و مثل قیام تبعاً لفعلہ و مثل سیاط تبعاً لواحدہ و ہی مشابہۃ بالف دار فی کونہا میتۃ اعنی تعلّ
هذه الاشياء و ان لم تکن فعلاً و لا اسماً علی وزن فعل للمتابعۃ۔

ترجمہ:

اور ابن جنی نے آخری تین کے بارے میں کہا ہے کہ حروف علت کو خفت کے لیے ساکن کر دیا جائے گا پھر الف سے بدل دیا جائے گا فتح کے طلب اور ساکن کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے ہے جب وہ فعل یا ایسے اسم میں ہوں جو فعل کے وزن پر ہو اور جب ان کی حرکت عارضی نہ ہو اور ماقبل فتح سکون کے حکم میں نہ ہو اور کلمہ کے معنی میں اضطراب نہ ہو اور نہ دو اعلال اس میں جمع ہوں اور فعل مضارع میں حرف علت پر ضمہ لازم نہ آتا ہو اور نہ اصل پر دلالت کرنے کے لیے چھوڑا گیا ہو اور اس لیے کہ قال جو اصل میں قول تھا اور دار اصل دور تھا۔ میں مذکورہ شرائط پائے جانے کی وجہ سے اعلال کیا جاتا ہے اور دیار کی مثل میں اپنے واحد کی اتباع میں اور قیام کی مثل میں اپنے فعل کی اتباع میں اعلال کیا جاتا ہے اور سیاط کی مثل میں اپنے واحد کی اتباع میں اور وہ ساکن ہونے میں دار کی الف کے مشابہہ ہے یعنی ان اشیاء میں تحلیل کی جاتی ہے اگرچہ نہ تو وہ خود افعال ہیں اور نہ ہی اسم ہیں۔ افعال کے وزن پر متابعت کی وجہ سے اعلال کیا جاتا ہے۔

النوار خادمیہ: ابن جنی یعنی ابو یعقوب یوسف سکا کی نے آخری تین کے بارے میں فرمایا ہے کہ آخری تین سے مراد جب حرف علت متحرک ہو اور ماقبل بھی متحرک مضموم ہو تو ان میں اعلال کس طرح ہوگا؟

ابن جنی فرماتے ہیں کہ حرف علت کو ساکن کر دیا جائے گا پھر سکون کی وجہ سے حرف علت میں نرمی ہو جائے گی اور ماقبل مضموم کے تقاضے کی وجہ سے حرف علت ماقبل کی حرکت کے موافق الف سے بدل دیا جائے گا جیسے: بیع، خوف، طول، باع، خاف، طال لیکن جمہور فرماتے ہیں کہ حرف علت کو متحرک ہی رہنے دیا جائے گا اور ماقبل مفتوح کے تقاضے و مطلب کی بناء پر حرف علت کو الف سے بدل دیا جائے گا کیونکہ طلب قوی ہے تو حرف علت الف سے تبدیل کر دیا جائے گا۔

سکون کی حالت میں ماقبل مفتوح ہوگا تو تبدیل کرنا جائز ہی نہیں جیسے کہ ابن جنی رحمہ اللہ نے قول کی مثال کو ترک کر کے واضح کر

دیا اور جیسا کہ ابھی پیچھے اس کا ذکر ہوا کہ حرف علت ساکن ہونے کی وجہ سے خفیف ہو جائے گا اور ماقبل بھی مفتوح ہونے کی وجہ سے پہلے سے ہی خفیف ہے تو اعلال کی وجہ باقی نہ رہی۔

تعلیل کی سات شرائط:

تعلیل کرنے کے لیے سات شرائط ہیں:

- (i) حرف علت فعل میں واقع ہو یا ایسے اسم میں جو فعل کے وزن پر ہو جیسے: قَوْلَ، اسم بروزن فعل کی مثال ہے۔
- (ii) حرف علت پر حرکت عارضی نہ ہو بلکہ اصلی ہو جیسے: جَبَلٌ اس میں یاء پر حرکت عارضی ہے جو کہ اصل میں جَبَلٌ تھا۔
- (iii) حرف علت کے ماقبل حرف صحیح کا فتح عارضی نہ ہو جیسے: عَوْدَ جو اعود کے معنی میں ہے تو اعود میں فاء کلمہ ساکن ہے۔

(iv) کلمہ میں اضطراب نہ ہو یعنی حرکت کا معنی نہ ہو جیسے: حَيَوَانٌ مین یاء کی حرکت حیوان میں صاحب حیات کے متحرک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(v) ماضی میں اگر اعلال کیا جائے تو مضارع میں یاء پر ضمہ آنا لازم نہ آئے جیسے: حتیٰ سے حیا پھر مضارع یحییٰ۔

(vi) پہلے اس کلمہ میں کوئی اعلال نہ ہوا ہو جیسے: طوی۔

(vii) کلمہ اپنی اصلی حالت میں اس لیے رکھا گیا ہو کہ اُس کی اصلیت کا پتہ چل جائے جیسا کہ قود کا معنی ہے قصاص لینا اور قاء کا معنی ہے قیادت کرنا اگر اعلال کر دیں گے تو اصلی مقصد فوت ہو جائے گا۔

اسی وجہ سے قول سے قال، دَوْرٌ سے دار پڑھا جاتا ہے کیونکہ مذکورہ شرائط پائی جا رہی ہیں۔

سوال: دیار اور قیام میں کیوں تعلیل کی گئی حالانکہ ان میں مذکورہ شرائط معدوم ہیں؟

جواب: دیار میں اس لیے تعلیل کی گئی ہے کہ اس کے واحد دور میں تعلیل کی گئی ہے اس کی پیروی کرتے ہوئے دیار میں بھی تعلیل کر دی گئی۔

قیام میں فعل تام کی اتباع میں تعلیل کی گئی ہے۔

سوال: سیاط میں کیوں تعلیل کی گئی ہے حالانکہ اس کے واحد سوط میں تعلیل نہیں ہوئی؟

جواب: سوط کی مشابہت ہے دار کے ساتھ کیونکہ اس کا عین کلمہ ساکن ہے اور اس کا بھی، تو چونکہ دار میں تعلیل ہوئی تو دیار میں بھی ہوئی تو سوط کی مشابہت دار کے ساتھ ہوئی تو سوط کی جمع میں بھی تعلیل کر دی گئی۔

و لا يُعَلُّ نحو الحوكة والخونة وجیدی و صوری لخرجهن عن وزن الفعل لعلامة التانیث۔
و نحو دعو القوم لطرؤ الحركة و نحو عور واجتور لان الحركة العین والتاء فی حکم السكون
ای فی حکم عین اعور و آلف تجاور و نحو حیوان حتی يدل حركته علی اضطراب معناه
والموتان محمول علیہ لانه نقیضه و نحو طوی حتی لا یجتمع فیہ اعلالان و طویا محمول علیہ

وإن لم يجتمع فيه إعلالان ونحو حيّ حتى لا يلزم ضمّ الياء في المستقبل أعنى إذا قلت حاي
يجي مستقبله يُحاي ونحو القود حتى يدلّ على الأصل الأربعة إذا كان ما قبلها مضموماً نحو
ميسر وبيع و يغزو ولن يدعوا تجعل في الأولى واواً للضمّة ما قبلها ولين عريكة الساكن فصار
موسراً وفي الثانية تُسكن للخفة ثم تجعل واواً للضمّة ما قبلها ولين عريكة الساكن فصار بُوعَ - و
إذا جعلت حركة ما قبل حرف العلة من جنس فصار حينئذ بيعَ - وتُسكن في الثالثة للخفة فصار
يغزو - ولا يعمل في الرابعة لخفة الفتحة ومن ثم لا يعمل غيبة و نومة -

ترجمہ:

اور اعلال نہیں کیا جاتا مثل حوكة، خونة، جیدی، صوری میں وزن فعل سے نکلنے کی وجہ سے علامت تانیث کی
وجہ سے اور جیسے دعوا القوم میں حرکت عارضی ہونے کی وجہ سے اور جیسے عود، اجتور، اس لیے کہ عین اور تاء کی
حرکت سکون کے حکم میں ہے یعنی عود کی عین اور تجاور کے الف کا حکم میں ہے اور جیسے: حیوان تاکہ حرکت معانی کے
اضطراب پر دلالت کرے اور موتان اسی حیوان پر محمول ہے اس لیے کہ وہ اس کی نفیض ہے اور جیسا طوی تاکہ نہ جمع ہو اس
میں دو اعلال اور طوی اسی پر محمول ہے اگرچہ اس میں دو اعلال جمع نہیں ہوتے جیسے حیّ تاکہ فعل مضارع میں یاء پر ضمہ آنا
لازم نہ آئے یعنی جب توحیا ماضی کہے گا تو اُس کا مضارع يُحای آئے گا اور جیسے قود تاکہ اپنی اصل پر دلالت کرے چاروہ
ہیں جب اُس کا ماقبل مضموم ہو جیسے: ميسر، بيع، يغز، لن يدعو کی پہلی صورت میں ماقبل ضمہ ہے اور ساکن کی طبیعت
نرم ہونے کی وجہ سے واؤ سے تبدیل کیا جائے گا تو موسر ہو جائے گا۔ دوسری صورت میں یاء کو ساکن کر دیا جائے گا خفت کے
لیے پھر ماقبل ضمہ اور ساکن کی طبیعت نرم ہونے کی وجہ سے واؤ سے بدلا جائے گا تو بُوع ہو جائے گا اور جب ماقبل حرف علت کی
حرکت حرف علت کی جنس سے کریں گے تو اُس وقت بيع ہو جائے گا اور تیسری صورت میں حرف علت کو خفت کے لیے ساکن کیا
جائے گا تو يغزو ہو جائے گا اور چوتھی صورت میں فتح کے حذف ہونے کی وجہ سے اعلال نہیں کیا جائے گا اور اسی وجہ سے غيبة
اور نومة میں اعلال نہیں کیا جاتا۔

الوار خادمیہ: مذکورہ بالا قانون کی وضاحت کے لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ احترازی مثالیں لاتے ہیں جو کہ حوكة، خونة،
جیدی اور صوری میں تعلیل اس لیے نہیں ہوئی کیونکہ یہ اسماء نہیں ہیں اور افعال کے وزن پر بھی نہیں ہیں۔ پہلی دو میں تاء
علامت تانیث ہے اور یہ تاء خاصہ ہے اسم کا اور تاء ساکنہ خاصہ ہے فعل کا جیسے: ضَرَبَتْ۔

باقی دو مثالوں میں الف مکسورہ ہے جو اسم پر داخل ہوتی ہے جیسے: حُبْلَى۔
اگر اسم فعل کے وزن پر ہو تو تعلیل ہوگی شرط مفقود ہوئی تو تعلیل نہ ہوگی۔

دعوا القوم واؤ کی حرکت عارضی ہے جو اتقائے ساکنین کی وجہ سے لائی گئی ہے۔ تعلیل کے لیے حرکت کا اصلی ہونا
ضروری ہے۔ عود، اجتور میں عین اور تاء کی حرکت سکون کے حکم میں ہے اس لیے کہ رنگ و عیب باب افعال سے آتا

ہے اور ہمسائیگی و پڑوسی والا معنی بابِ تفاعل سے آتا ہے۔

تَوَعُّودِ اَعُوذ کے معنی میں اور اجتور تجاور کے معنی میں ہے تو ان کا ماقبل حکم سکون میں ہے اس لیے تعلیل نہیں کی گئی اور حیوان میں اس لیے تعلیل نہیں کی گئی تاکہ اس کی حرکت معنی کے اضطراب پر دلالت کرے اور موتان چونکہ حیوان کی نقیض ہے تو اسے حیوان پر محمول کریں گے۔

طویٰ میں تعلیل اس لیے نہیں کی گئی تاکہ دو اعلال جمع نہ ہوں طویا کو طویٰ پر محمول کر لیا گیا۔
حتیٰ میں اس لیے نہیں تاکہ مضارع یحایٰ بننے کی صورت میں یاء ضعیف پر ضمہ ثقیل کا آنا لازم نہ آئے اور قود میں اس لیے نہیں کی تاکہ اپنی اصل پر دلالت کرے۔

پندرہ میں سے چار قسمیں یہ ہیں کہ جب ماقبل حرف علت کا مضموم ہو۔

(i) حرف علت ساکن ہو جیسے: مُبَسِّر ساکن کی نرم طبیعت اور ماقبل ضمہ کی وجہ سے حرف علت یاء کو واؤ سے بدل کر موسر پڑھیں گے۔

(ii) حرف علت مکسور ہو جیسے: بَیْع اس میں دو لغتیں ہیں۔ (الف) ردی لغت یہ ہے کہ یاء کو ساکن کریں گے خفت کے لیے بوساکن کی طبیعت کی نرمی اور ماقبل مضموم کی وجہ سے واؤ سے بدل کر پڑھیں گے جیسے: بوع۔

(ب) فصیح لغت یہ ہے کہ یاء کو خفت کے لیے ساکن کریں گے اور ماقبل کی حرکت یاء کے موافق مکسور کریں گے جیسے: بَیْع پڑھیں گے۔

(iii) حرف علت مضموم ہو۔ یغزو میں حرف علت کو خفت کے لیے ساکن کریں گے اور یغز پڑھیں گے۔

(iv) حرف علت مفتوح ہو۔ لن یدعوا تو اس میں تعلیل نہیں کریں گے اس لیے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے اور تعلیل خفت پیدا کرنے کے لیے کی جاتی ہے تو یہاں پر خفت پہلے سے موجود ہے اس لیے غیبۃ اور نومة میں تعلیل نہیں کرتے۔

الاربعة اذا كان ما قبلها مكسورا نحو مَوْزَانٍ وَ دَاعِوَةٍ وَ رَضِيُوْا وَ تَرْمِيْنَ۔ ففِي الْاُولَىٰ تَجْعَلُ يَاءً لِّمَا مَرَّ وَ فِي الثَّانِيَةِ تَجْعَلُ يَاءً لَا اسْتِدْعَاءٍ مَا قَبْلَهَا وَ لِيْن عَرِيْكَهٖ الْفَتْحَةُ فَصَارَ دَاعِيَةً۔ وَ لَا يُعْلَلُ مِثْلُ دَوْلٍ لِاَنَّ الْاَسْمَاءَ الَّتِي بِمَشْتَقَةٍ مِنَ الْفِعْلِ لَا يُعْلَلُ لِخِفَّتِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ عَلٰى وَزْنِ الْفِعْلِ فَحِيْثُ لَا يَجُوْزُ الْاَعْلَالُ فِيْهِ وَ هُوَ لَيْسَ عَلٰى وَزْنِ الْفِعْلِ۔ وَ فِي الثَّالِثَةِ تَسْكُنُ لِلْخَفَةِ ثُمَّ تُحْذَفُ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنِيْنَ فَصَارَ رَضُوْا۔ وَ الرَّابِعَةُ مِثْلُهَا فِي الْاَعْلَالِ۔ اَلثَّلَاثَةُ اِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا سَاكِنًا نَحْوَ يَخُوْفُ وَ يَبِيْعُ وَ يَقُوْلُ تُعْطٰى حَرَكَاتِهِنَّ اِلٰى مَا قَبْلَهُنَّ لِضَعْفِ حَرْفِ الْعِلَّةِ وَ قُوَّةِ الْحَرْفِ الصَّحِيْحِ۔ وَلَكِنْ يُجْعَلُ فِي يَخُوْفُ الْفَا لِفَتْحَةِ مَا قَبْلَهَا وَ لِيْن عَرِيْكَهٖ السَّاكِنِ الْعَارِضِيَّ بِخِلَافِ الْخَوْفِ فَصِرْنَ يَخَافُ وَ يَبِيْعُ وَ يَقُوْلُ۔

ترجمہ:

چار وہ ہیں جب اس کا ماقبل مکسور ہو جیسے موزان، داعیوۃ، رَضِیو، ترمین تو پہلی صورت میں واؤ کو یاء کر دیتے ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے اور دوسری صورت میں ماقبل کی طلب اور فتح کی نرمی کی وجہ (واؤ) کو یاء بنایا جاتا ہے اور دول کی مثال میں اعلال نہیں کیا جاتا کیونکہ ان اسماء میں جو فعل سے مشتق نہ ہو اس کی خفت کی وجہ سے اعلال نہیں کیا جاتا مگر جب فعل کے وزن پر ہو تو اس میں اعلال کرنا جائز ہوتا ہے اور وہ فعل کے وزن پر نہیں ہیں اور تیسری صورت میں خفت کے لیے ساکن کیا جاتا ہے پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس کو حذف کر دیا جاتا ہے تو وہ ہو جائے گا رَضُوا اور چوتھی صورت میں تیسری کی مثل ہے تعلیل میں۔ تین وہ ہیں جب اس کا ماقبل ساکن ہو یخوف، یبیع، یقول، ان کی حرکات ماقبل کو دے دی جائیں گی۔ حرف علت کے ضعیف اور حرف صحیح کے قوی ہونے کی وجہ سے لیکن یخوف میں الف بنایا جائے گا ماقبل کے مضموم ہونے کی وجہ سے اور ساکن عارضی کی نرمی کی وجہ سے بخلاف خوف کے تو ہو جائیں گے بخاف، یقول، یبیع۔

انوارِ خادمیہ: ان پندرہ اقسام میں سے چار قسمیں یہ ہیں:

(i) حرف علت کا ماقبل مکسور ہو اور حرف علت ساکن ہو جیسے موزان سے میزان۔ اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے وہاں سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ii) حرف علت مفتوح اور ماقبل مکسور ہو جیسے: دَاعِوۃ میں ماقبل کے تقاضے اور حرف علت پر فتح کی نرمی کی وجہ سے یاء میں تبدیل ہو کر داعیۃ ہو جائے گا۔

سوال: دول میں اعلال کیوں نہ ہوا حالانکہ یہاں واؤ مفتوح اور ماقبل مکسور ہے؟

جواب: اعلال کے لیے دو شرطیں ہیں:

(i) وہ اسم فعل سے مشتق ہو۔

(ii) فعل کے وزن پر ہو۔

دونوں شرطیں دول میں مفقود ہیں جس بناء پر اس میں اعلال ناممکن ہے۔

اگر مشتق نہ ہو تو پھر بھی اعلال کرنا جائز ہے جبکہ وہ فعل کے وزن پر ہو اور یہ حالانکہ فعل کے وزن پر بھی نہیں ہے۔

(iii) رَضِیو میں یاء کو خفت کے لیے ساکن کر دیا جاتا ہے پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا جاتا ہے اور

اس کی حرکت ماقبل کو دے دی جاتی ہے تو رَضُوا بن جاتا ہے۔

(iv) ترمین میں پہلی یاء کو خفت کے لیے ساکن کر دیا جاتا ہے پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے اس کو حذف کر دیا جاتا ہے

تو ترمین بن جاتا ہے۔

پندرہ قسموں میں سے آخری تین قسمیں درج ذیل ہیں کہ جب حرف علت کا ماقبل ساکن ہو۔

(1) حرف علت خود مفتوح ہو جیسے: یخوف۔

(2) حرف علت مکسور ہو جیسے: یبیع۔

(3) حرفِ علت مضموم ہو جیسے: بقول۔

ان تینوں صورتوں میں حرفِ علت پر حرکت ہے اور حرفِ علت ضعیف ہے اس لیے اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل حرف صحیح کو دیں گے جو کہ قوی ہے۔

پہلی صورت میں ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے اور حرفِ علت کے عارضی ساکن ہونے کی نرمی کی وجہ سے حرفِ علت سے تبدیل کر دیں گے اور باقی دو میں صرف حرکت کو نقل کر کے ماقبل کو دے دیں گے تو یخاف، یقول، یبیع ہو جائے گا۔

سوال: آپ نے پہلے بیان کیا تھا کہ حرفِ علت ساکن ہو اور ماقبل مفتوح ہو تو حرفِ علت سکون کی وجہ سے خفیف ہے اور ماقبل فتح بھی خفیف ہے اس لیے اعلال نہیں کر سکتے جبکہ اعلال ثقل کی بناء پر کیا جاتا ہے تو جب یہاں ثقل نہیں تو اعلال کیونکر؟ اور اسی قانون کو یخوف سے یخاف بناتے وقت قانون کو ملحوظ کیوں نہیں رکھا گیا حالانکہ اس میں بھی حرفِ علت ساکن ہے اور ماقبل مفتوح ہے؟ نیز خوف، قول وغیرہ میں کیوں اعلال نہیں کیا حالانکہ وہ بھی یخوف کی طرح حرفِ علت ساکن اور ماقبل مفتوح ہے؟

جواب: حرفِ علت ساکن ماقبل مفتوح تو ہے لیکن حرفِ علت کا سکون عارضی ہے تو عارضی سکون خفت کا باعث نہیں بنتا اس لیے کہ تقدیر اس پر حرکت ہوتی ہے۔ اس بناء پر اس میں اعلال کیا جاتا ہے بخلاف خوف، قول وغیرہ کے ان میں حرفِ علت کا سکون اصلی ہے اور ماقبل حرفِ مفتوح ہے تو اصلی سکون خفت کا باعث نہیں بنتا اس لیے ان میں اعلال نہیں کیا گیا۔

پندرہ قسمیں اور ان کے احکام ذہن نشین کرنے کے لیے نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔
اجوف و ناقص میں اعلال کا نقشہ

حرفِ علت				ماقبل حرکت
مکسور	مضموم	مفتوح	ساکن	ماقبل مفتوح
خوف حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مفتوح۔ تعلیل کے بعد: خاف	طول حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مفتوح۔ تعلیل کے بعد: طال	بج حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مفتوح۔ تعلیل کے بعد: باع	قول حکم: عدم تعلیل سبب: فتح و سکون کی خفت۔ تعلیل کے بعد: X	

ما قبل مضموم	میسر حکم: تعلیل سبب: حرف علت ساکن ما قبل مضموم۔ تعلیل کے بعد: موسر	لن یدعوا حکم: عدم تعلیل سبب: فتحہ کی خفت ہونے کی وجہ سے۔ تعلیل کے بعد: X	یغزو حکم: تعلیل سبب: حرف علت متحرک ما قبل مضموم۔ تعلیل کے بعد: یغزو	بیع حکم: تعلیل سبب: حرف علت متحرک ما قبل مضموم۔ تعلیل کے بعد: بیع
ما قبل مکسور	موزان حکم: تعلیل سبب: حرف علت ساکن ما قبل مکسور۔ تعلیل کے بعد: میزان	داعوة حکم: تعلیل سبب: حرف علت متحرک ما قبل مکسور۔ تعلیل کے بعد: داعیۃ	رضوا حکم: تعلیل سبب: حرف علت متحرک ما قبل مکسور۔ تعلیل کے بعد: رضوا	ترمیم حکم: تعلیل سبب: حرف علت متحرک ما قبل مکسور۔ تعلیل کے بعد: ترمیم
ما قبل ساکن	التقاء ساکنین علی غیر حدہ کی وجہ سے یہ قسم ممنوع ہے	یخوف حکم: تعلیل سبب: حرف علت متحرک ما قبل صحیح ساکن۔ تعلیل کے بعد: یخوف پھر یخاف	یقول حکم: تعلیل سبب: حرف علت متحرک ما قبل صحیح ساکن۔ تعلیل کے بعد: یقول	بیع حکم: تعلیل سبب: حرف علت متحرک ما قبل صحیح ساکن۔ تعلیل کے بعد: بیع

و لا یعل فی نحو آدور و أعین حتی لا یلتبس بالافعال و نحو جدول حتی لا یبطل الالحاق
و نحو قوم حتی لا یلزم الاعلال فی الاعلال و نحو الرمی حتی لا یلزم الساکن فی آخر
المعرب۔ و نحو تقویم و تبیان و مقوال و مخیاط حتی لا یجتمع الساکنان بتقدیر الاعلال و
مخیط منقوص من المخیاط فلا یعل تبعاً له۔ فان قيل لم تعل الإقامة مع حصول اجتماع
الساکنین إذا اعلت کاعلال اخواتها قلنا تبعاً لاقام۔ فان قيل لم لا یعل التقویم تبعاً لقام و هو
ثلاثی اصیل فی الاعلال قلنا ابطال قوله قوم استتباع قام و ان کان اصیلاً فی الاعلال لقوة قوم فی
الاخوة مع التقویم و لا یصلح اقام ان یكون مقویاً لقام لانه لیس من ثلاثی اصیل۔ و لا یعل مثل
ما اقوله و اغیلت المرأة و استحوذ حتی یدللن علی الاصل۔ و تقول فی الحاق الضمائر قال قالا

قَالُوا النّخ۔ اَصْلُ قَالَ قَوْلَ فَجُعِلَ الْوَاوُ الْفَا لِمَا مَرَّ وَ اَصْلُ قُلْنَ قَوْلُن فَقُلْبَتِ الْوَاوُ الْفَا ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ فَصَارَ قُلْنَ ثُمَّ ضُمَّ الْقَافُ حَتَّى يَدُلَّ عَلَى الْوَاوِ وَلَا يَضُمُّ خِفْنَ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي هَذَا الْقَلْبِ نَقْلَ حَرَكَةِ الْوَاوِ الْمَحْذُوفَةِ لِسَهُولَتِهَا وَلَا يُمَكِّنُ هَذَا فِي قُلْنَ لِأَنَّهُ يَلْزَمُ فَتَحُهُ الْمَفْتُوحَةُ۔

اور ادور اور اعین میں اعلال نہیں کیا جاتا تاکہ فعلوں کے ساتھ التباس نہ آئے اور جیسے جدول میں تاکہ الحاق باطل نہ ہو اور جیسے قوم اعلال میں اعلال نہ آئے اور جیسے الرمی تاکہ نہ لازم آئے ساکن کا معرب کے آخر میں آنا جیسے: تقویم، تبيان، مقوال، مخیاط تاکہ اعلال کی صورت میں اجتماع ساکنین لازم نہ آئے اور مخیاط مخیاط کی چھوٹی شکل ہے تو اس کی اتباع میں اعلال نہیں کیا جاتا اور اگر کہا جائے اقامۃ میں کیوں اعلال کیا گیا اجتماع ساکنین ہونے کی وجہ سے جب اس میں اعلال کیا جائے اس کے اخوات کے اعلال کی طرح تو ہم کہیں گے اقامۃ کی پیروی کرتے ہوئے پس اگر کہا جائے کہ تقویم میں قام کی اتباع میں اعلال نہیں کیا جاتا حالانکہ وہ ثلاثی ہے اعلال میں اصل ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ قوم کی پیروی نے قام کی اتباع کی طلب کو باطل کیا اگرچہ وہ اعلال میں اصل ہے۔ قوم کی تقویم کے ساتھ اخوت قوی ہونے کی وجہ سے اور اقام نہیں صلاحیت رکھے گا کہ مقوی بنے اقام کے لیے کیونکہ وہ ثلاثی اصلی نہیں ہے اور ما اقولہ، اغیلت المرأة استحوذ میں اعلال نہیں کیا جاتا تاکہ اصل پر دلالت کرے اور ضمائر ملحق ہونے کے وقت تو کہے گا قال، قال، قالوا آخر تک اور قال اصل میں قول تھا۔ واؤ کو الف سے بدلا اس وجہ سے جو گزری اور قلن اصل میں قولن تھا تو واؤ کو الف سے بدلا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تو قلن ہو گیا پر قاف کو ضمہ دیا گیا تاکہ واؤ محذوف پر دلالت کرے اور خفن میں ضمہ نہیں دیا گیا کیونکہ اس اعلال میں اصل یہ ہے کہ واؤ محذوف کی حرکت کرنا ہے آسانی کی وجہ سے اور یہ قلن میں ممکن نہیں ہوتا کیونکہ لازم آتا ہے مفتوح پر فتح کا آنا۔

انوارِ خادمیہ: ادور اور اعین میں حرف علت کی حرکت نقل کر کے ماقبل صرف صحیح کو اس لیے نہیں دی کہ فعل مضارع کے واحد متکلم سے التباس لازم نہ آئے۔

ادور سے ادور بننا اعین میں یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی جاتی ہے پھر یاء ساکنہ ماقبل مضموم یا واؤ سے بدل جاتی ہے تو اعون ہو جاتا ہے۔

جدول میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا الحاق ہے ضعیف کے ساتھ تو الحاق باطل ہو جاتا ہے قوم میں عدم اعلال کی وجہ یہ ہے کہ ادغام اعلال حکمی ہوتا ہے پھر واؤ مدغم فیہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں اور واؤ کو الف سے بدل دیتے ہیں یہ اعلال حقیقی ہو جاتا ہے۔

تو اعلال در اعلال جائز نہیں ویسے بھی حرکت نقل کر کے ماقبل کو اس لیے دیتے ہیں کہ حرف علت ضعیف اور ماقبل صحیح قوی ہوتا ہے جبکہ یہاں ماقبل بھی ضعیف ہے تو یہ تیسری خرابی لازم آتی۔

الرمی میں عدم اعلال کی وجہ یہ ہے کہ آخر کی حرکت نقل کر کے ماقبل میم کو دیتے ہیں اور یاء ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے کوالف سے بدل دیتے ہیں اور الف ساکن ہوتا ہے جب کہ الرمی معرب ہے اور معرب کا آخر ساکن نہیں ہوتا۔
تقویم، تبيان، مقوال، مخیاط میں اگر حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیتے پھر ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے حرف الت کوالف سے بدل دیتے تو اتقائے ساکنین لازم آتا۔ اس لیے اعلال نہیں کیا۔

سوال: رہی یہ بات کہ مخیاط میں خرابی لازم نہ آئے تو اس میں عدم اعلال کی وجہ بتائیے؟

جواب: یہ مخیاط کی چھوٹی شکل ہے۔ مخیاط بڑی سوئی تو مخیاط چھوٹی سوئی کو کہتے ہیں تو مخیاط کی اتباع میں اس میں تعلیل نہیں کی گئی۔

اقامة جو اصل میں اقوام باب افعال کا مصدر ہے۔ واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل قاف کو دی پھر ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کوالف سے بدل دیا۔ پھر اتقائے ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو حذف کر دیا اس کے بدلے آخر میں ة کو لاتے ہیں اقامة بن گیا۔

سوال: یہی طریقہ تقدیم وغیرہ میں بھی تو ہو سکتا ہے ان میں عدم اعلال اس میں اعلال کیوں کیا؟

جواب: اتقائے ساکنین کی خرابی جس طرح ان میں لازم آتی تھی اس میں بھی لازم آتی ہے۔

سوال: ترجیح کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اقام ماضی میں تعلیل ہوئی تو اس کی اتباع میں مصدر میں بھی تعلیل کر دی کیونکہ مصدر کی تعلیل کے لیے ماضی کی تعلیل اصل ہے اور مطلقاً ثلاثی مجرد میں تعلیل مزید فیہ کے لیے اصل ہے۔

سوال: تقویم میں تعلیل کر دیتے قام کی اتباع میں اور قام ثلاثی مجرد اور اصل ہے اعلال میں؟

جواب: قوم اس بات کو باطل کرتا ہے اس لیے کہ ہر مصدر اپنے فعل ماضی کے تابع ہوتا ہے تعلیل میں جب اس میں تعلیل نہیں ہوئی تو تقویم میں تعلیل نہیں ہو سکتی اس لیے کہ قوم کا تعلق تقویم سے مضبوط اور قریب ہے جبکہ قام کا تعلق ضعیف اور جیدی ہے اور اقام ایسا نہیں کہ قام کو قوی کر دے پھر اس کی پیروی میں تقویم میں اعلال کیا جائے اس لیے کہ قام ثلاثی مجرد اور اصل ہے۔ اعلال میں اور اقام مزید فیہ اور فرع ہے اعلال میں تو فرع اصل کو کیوں کر قوی بنائے گی۔

سوال: ما ا قوله اغلبت المرأة استحوذ میں عدم تعلیل کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ما ا قوله فعل تعجب ہے اور غیر منصرف ہے اعلال کی صورت میں اس کے اصلی صیغہ کی حالت برقرار نہیں رہے گی فعل کے ساتھ التباس کا سبب بنے گی۔ ما ا قاله بن جاتا ہے۔ اغلبت المرأة میں جوا جوف پائی جاتی ہے اعلال اس لیے نہیں کیا گیا تا کہ اصل پر دلالت کرے کیونکہ عال یعول اجوف ولوی سے بھی آتا ہے جس کا معنی ہے اچانک پکڑ لینا۔

اور اجوف یائی کی صورت میں معانی ہوتا ہے حاملہ عورت کا بچہ کو دودھ پلانا۔ استحوذ میں اعلال نہ ہونا اس لیے ہے کہ یہ شاذ ہے اور شاذ کا لمعدوم ہوتا ہے۔

ضمیر ملانے کی صورت میں قال، قالا، قالوا آخر تک پڑھیں گے۔

قال اصل میں قَوْلَ تھا۔ واو متحرک ماقبل مفتوح واو کو الف سے بدلا تو قال ہو گیا۔

قُلْنَ اصل میں قَوْلُنَ تھا۔ واو کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی تو واو کو ماقبل حرکت کے مطابق الف سے بدل دیا تو قَالُنَ ہو گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو حذف کر دیا تو قُلْنَ ہو گیا۔ پھر قاف کو ضمہ دے دیا تا کہ واو کے حذف ہونے پر دلالت کرے تو قُلْنَ ہو گیا۔

سوال: خفن میں خ کو ضمہ کیوں نہیں دیا جیسا کہ قُلْنَ میں ہے؟

جواب: اس اعلال میں اصل یہ ہے کہ حرف علت کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی جائے آسانی کی وجہ سے تو خفن جو کہ اصل میں خَوْفُنَ تھا واو متحرک ماقبل مفتوح تو واو کو الف سے بدل دیا تو خَافُنَ ہو گیا اتقائے ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا گیا تو خَفْنَ ہو گیا۔

تو قُلْنَ کی طرح اعلال میں اس میں اس لیے نہیں ہو سکا کیونکہ اس میں اصل پر عمل ہو سکتا ہے کہ حرف علت کی حرکت فاء کلمہ کو دی جائے کیونکہ فاء کلمہ مفتوح ہے اور حرف علت مکسور ہے جب کہ قُلْنَ میں فاء کلمہ مفتوح اور حرف علت بھی مفتوح ہے تو مفتوح پر دوبارہ حرکت فتح لانا تحصیل حاصل ہے اس پر عمل نہیں ہو سکتا تھا اس لیے فاء کلمہ کو ضمہ دے دیا۔

و لا يفرق بينه وبين جمع المؤنث في الأمر لأنهم لا يعتبرون الاشتراك الضمني و هو مشترك بين المعلوم والمجهول و يكتفون بالفرق التقديرى كما فى يعن او وقع من غره الواضع كما فى الاثنين والجماعة من الأمر والماضى فى تفعل و تفاعل و تفعّل. و لا يفرق بين فعلن و فعلن نحو طلن و قلن لأنه يعلم من الطويل أن اصل طلن طولن لأن الفعل يجى من فعل غالباً كما يعلم الفرق بين خفن و يعن من مستقبلتهما أعنى يعلم من يخاف أن أصل خفن خوفن لأن باب فعل يفعل لا يجى إلا من حروف الحلق و يعلم من يبيع أن أصل يعن بيعن لأن الأجوف لا يجى من باب فعل يفعل. المستقبل يقول الخ أصله يقول و اعلاله مرّ فحذف الواو فى يقلن لا اجتماع الساكنين. الأمر قل الخ أصله أقول ثم حذف الواو لا اجتماع الساكنين ثم حذف الألف لانعدام الاحتياج إليها. و تحذف الواو فى قل الحق و ان لم يجتمع فيه الساكنان لان الحركة فيه حصلت بالخارجى فيكون فى حم السكون تقديراً بخلاف قولنا و قولن لان الحركة فيهما حصلت بالداخلين و هما الف الفاعل و نون التاكيد و هو بمنزلة الداخلى و من ثم جعلوا معه آخر المضارع مبنيًا نحو هل يفعلن و تحذف الألف فى دعنا و ان حصل الحركة بالف الفاعل لان التاء ليست من نفس الكلمة بخلاف اللام فى قولنا و تقول بنون التاكيد قولن قولان قولن قولن قولان قلنان و بالخفيفة قولن قولن قولن. الفاعل قائل الى آخره اهله قائل فقلبت الواو

لما لتحركها و فتحة ما قبلها كما في كساء۔ و لا اعتبار لالف الفاعل لانها ليست بحاجزة حصينة
فاجتمع الالفان و لا يمكن اسقاط الأولى لانه يلتبس بالماضي و كذلك في الثانية فحركات
فصارت همزة و يجرى في البعض بالحذف نحو هاع و لاع و الأصل هائع و لائع و منه قوله تعالى
بنيانه على شفا جرف هار اي هائر و يجرى بالقلب نحو شاك و اصله شاوك و حاد اصله واحد۔ و
يجوز القلب في كلامهم نحو القسي اصله قووس فقدم السين فصار قسواً نحو عصو و ثم
جعل قسياً لوقوع الواوين في الطرف ثم كسر القاف اتباعاً لما بعدها كما في عصي و منه آينق
اصله أنوق ثم قدم الواو على النون فصار أنوق ثم جعل الواو ياءً على غير القياس۔ المفعول
مقول الخ۔ اصله مقوول فاعل كاعلال يقول فصار مقوول فاجتمع الساكنان فحذف الواو الزائد
عند سيبويه لان حذف الزائد أولى والواو الاصلی عند الاخفش لان الزائد علامة والعلامة لا
تُحذف۔ و قال سيبويه في جوابه لا تُحذف العلامة اذا لم توجد علامة أخرى و فيه توجد علامة
أخرى و هو الميم فيكون وزنه مفعلاً و عند الاخفش مفعولاً۔ و كذا مبيع يعني اعل لا يبيع
فصار مبيعاً بالواو والياء ساكتين فحذف الواو عند سيبويه فصار مبيعاً ثم كسر الياء حتى تسلم
الياء و عند الاخفش حذف الياء فأعطى الكسرة لما قبلها كما في بعت فصار مبيعاً ثم جعل
الواو ياءً كما في ميزان فيكون وزنه مفعلاً عند سيبويه و عند الاخفش مفعلاً۔

اور نہیں فرق کیا جاتا اس کے اور امر کے جمع مؤنث میں کیونکہ وہ اشتراک ضمنی کا اعتبار نہیں کرتے اور وہ معلوم اور مجہول کے
درمیان مشترک اور فرق تقدیری پر کفایت کرتے ہیں جیسا کہ بعن میں یاء واضح کی غفلت کی وجہ سے واقع ہوا ہے جیسا کہ ثنیہ
اور جمع کے درمیان باب تفعّل، تفاعل، تفعّل اور فَعْلُنْ اور فَعْلُنْ کے درمیان فرق نہیں کیا جاتا جیسے طَلَن، قَلَن
کیونکہ وہ فرق طویل سے معلوم ہو جاتا ہے۔ طَلَن کی اصل طولن تھی اسی لیے کہ فَعْلُنْ غالباً فَعْلُنْ سے آتا ہے جیسا کہ خَفَن
اور بعن کے درمیان فرق ان کے مستقبل سے جانا جاتا ہے یعنی یخاف سے جانا جاتا ہے۔ خَفَن اصل میں خوفن تھا کیونکہ
باب فَعْلُنْ یَفْعَلُنْ نہیں آتا مگر حروف حلقی سے اور بیع سے معلوم ہوتا ہے کہ بعن اصل میں بیعن تھا اس لیے کہ اجوف فَعْلُنْ
یَفْعَلُنْ سے نہیں آتا اور مستقبل یقول آخر تک اس کی اصل یقول تھی اور اس کا اعلال گزر چکا ہے پس یقلن میں واو اجتماع
ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی امر قل آخر تک اصل میں اقول تھا پھر واو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتی پھر عدم
احتیاج کی وجہ سے الف حذف ہوئی اور حذف کی گئی واو قل الحق میں اور اگرچہ اس میں اجتماع ساکنین نہیں ہو رہا تھا اس
لیے کہ اس میں حرکت امر خارجی کی وجہ سے حاصل ہوئی تو وہ ہو جائے گی تقدیراً سکون کے حکم میں بخلاف قُولَا اور قولن کے
ان میں حرکت داخلی امر کی وجہ سے حاصل ہوئی اور وہ دو الف فاعل اور نون تاکید ہیں اور وہ داخل کی طرح ہیں اور اسی کے ساتھ

بنایا انہوں نے یعنی (صرفیوں نے مضارع کے آخر کو مینی جیسے: هل يفعلن اور دعت میں الف کو حذف کیا گیا اگرچہ حرف حرکت
الف فاعل کے ساتھ حاصل ہوئی کیونکہ تاء نفس کلمہ میں سے نہیں بخلاف لام کے قول میں اور تو نون تاکید کے ساتھ کہے گئے
قولن، قولان، قُولُنْ، قُولَيْنِ، قولان، قلنان اور نون خفیفہ کے ساتھ قُولُنْ، قَوْلْنُ، قُولِنَ۔

النوارِ خادمیہ:

سوال: قلن ماضی اور امر کے صیغے الگ الگ نہیں لائے جاسکتے آخر کیوں؟

جواب: اشتراک ضمنی اُس کو کہتے ہیں کہ تعلیل کے بعد صیغوں میں التباس آ جاتا ہے جیسے: قلن ماضی جمع مؤنث اور امر جمع مؤنث کے صیغے میں آپس میں التباس آ رہا ہے اگرچہ اصلیت میں فرق ہے تو اس اشتراک ضمنی کا صرفی حضرات اعتبار نہیں کرتے بلکہ اصل کا اعتبار کرتے ہیں کہ اصل ان کی ایک جیسی نہیں۔

قلن معلوم و مجہول میں مشترک ہے ان میں فرق تقدیری پر اکتفاء کرتے ہیں جیسے: بعن میں معلوم و مجہول کے درمیان تقدیری فرق پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(ب) جواب واضح کی غفلت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے جیسا کہ باب تفعّل، تفاعل، تفعّل میں امر حاضر و ماضی کے تشبیہ و جمع میں ایک جیسے صیغے لاتے ہیں جیسے: تصرفا، تصرفوا، امر ماضی دونوں کے صیغے بنتے ہیں۔ ایسے ہی تضارباً، تضاربوا، تدجروا، تدجروا بھی۔

سوال: طلن اور قلن میں باب نصر، کرم کے درمیان فرق نہیں کیا گیا آخر کیوں؟

جواب: اس لیے کہ طویل کریم کی طرح اکثر صرف کرم سے آتا ہے نہ کہ نصر سے۔

سوال: خفن اور بعن میں فرق کیسے کریں گے؟

جواب: خفن اور بن میں فرق ان کے مستقبل سے کریں گے۔ یعنی یبیع اور یخاف سے اس لیے کہ یفعل کے وزن پر صرف دو باب آتے ہیں۔ عَلِمَ، فَتَح۔ تَوْفِیْح کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی کا ہونا لازم ہے تَوْفِیْح نہیں ہو سکتا لہذا علم ہوا۔ لعن کا مضارع یبیع یفعل کے وزن پر دو باب آتے ہیں۔ حَسَبَ، ضَرَب۔ تو اِجوف حسب سے نہیں آتا تو ضرب سے آنا معلوم ہو گیا۔

فعل مضارع يقول سے آخر تک اعلال کا ذکر ہو چکا ہے جمع مؤنث کے صیغوں کے اعلال کا ذکر نہیں ہوا تھا تو بیان کرتے ہیں۔

یقلن اصل میں یقولن تھا۔ واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر واؤ کو اتقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا تو یقلن ہو گیا۔ اسی طرح تقلن میں بھی تعلیل کریں گے۔

امر قُلْ اصل میں اقول بروزن انصر تھا واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر انتقائے ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا پھر فاء کلمہ متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی تو اس کو حذف کر دیا تو قُلْ ہو گیا۔

سوال: قل الحق میں لام کلمہ متحرک ہے تو پھر واؤ کو کیوں کر حذف کیا؟

جواب: کیونکہ اس میں اجتماع ساکنین لازم نہیں آ رہا تھا۔ جواب سے پہلے ایک چھوٹی سی تمہید ذہن نشین فرمالیں۔
تمہید:

ساکن پر جب حرکت آئے تو اس میں دو شرطیں پائی جائیں تو وہ متحرک کے حکم میں ہوگا ورنہ متحرک لفظ ہوگا اور تقدیراً ساکن ہوگا۔ وہ دو شرطیں یہ ہیں:

(i) امر داخل کی وجہ سے حرکت ہے جیسے: قولاً الف فاعل کی وجہ سے آیا اور فاعل بمنزلہ جزء کے ہوتا ہے اور جیسے: قولن میں نون تاکید کی وجہ سے لام پر حرکت آئی ہے اور نون شدت اتصال کی وجہ سے کلمہ کے جزء کی طرح ہے اس لیے اس کے آخر میں ملنے کے ساتھ مضارع کا آخر بھی بنی ہو جاتا ہے جیسے: هل يفعلن۔
(ii) حرکت جس لفظ پر آئے وہ اصلی ہو جیسے: قولاً میں لام ہے۔

جواب: اب جواب یہ ہے کہ قل الحق میں لام پر حرکت الحق کی وجہ سے آئی ہے جو امر خارج ہے اس وجہ سے یہ حرکت حکم سکون میں ہے اور واؤ محذوف ہے۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے تقدیراً۔

سوال: دعنا میں الف کو کیوں حذف کیا گیا ہے؟

جواب: دَعْنَا دعوت سے بنا ہے۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو دعت بن گیا۔ پھر دعت سے دعنا بنایا تو الف فاعل بھی ساکن اور تاء بھی ساکن تو الف فاعل داخل کی وجہ سے تاء کو متحرک کیا لیکن دوسری شرط نہیں پائی گئی کہ جس حرف کو متحرک کیا گیا ہو وہ اصلی ہو تو تاء اصلی نہیں اس وجہ سے حکم سکون میں ہے۔ تو الف کو اس میں بھی حذف کر دیا گیا کہ یہ تقدیراً ساکن ہے۔

نون تاکید کی گردان جو کہ متن میں گزری اور نون خفیف کے تین صیغے متن میں گزرے اس لیے تھے کہ نون خفیفہ ان صیغوں سے نہیں آتا جس میں نون سے پہلے الف آتا ہے۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے تو تشنہ اور جمع مؤنث کے صیغے میں مذکورہ خرابی کی وجہ سے نہیں آتے۔

ترجمہ:

اسم فاعل قائل ہے آخر تک اس کی اصل قائل تھی تو واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دی گئی جیسے: کساء میں الف فاعل کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ قوی مانع نہیں ہے تو دو الف جمع ہو گئے اور ماضی کے ساتھ التباس آنے کی وجہ سے پہلی کو ساکن کرنا ممکن نہیں ہوتا اور اسی طرح دوسری میں حرکت دی گئی (الف کو) تو وہ ہمزہ بن گئی۔ بعض لغات میں الف حذف کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے: هاع، لاع جو کہ اصل میں هاع، لناع تھے اور اسی لغت کے مطابق اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ قول مبارک ہے۔ بنيانه على شفا جُرْفٍ هَارٍ یعنی هائر اور قلب کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے شاك جو کہ اصل میں شاوك تھا اور حاد جو اصل میں واحد تھا اور ان کے کلام میں قلب جائز ہے جیسے القسی جو کہ اصل میں قوس تھا تو سین کو مقدم کیا تو قسوا ہوا جیسے: عصو و پھر وادین کے طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے قسیا بنایا گیا پھر قاف کو مابعد کی اتباع میں کسرہ دیا گیا جیسا کہ عصیے میں اور اس سے پہلے انیق جو کہ اصل میں انوق تھا پھر واؤ کو نون پر مقدم کر اگیا تو انوق

ہو گیا پھر واؤ کو خلاف قیاس یاء بتایا گیا۔ مفعول مقول ہے آخر تک جو اصل میں مقول تھا تو یقول کے اعلال کی طرح اعلال کیا گیا تو مقول ہو گیا تو اجتماع ساکنین ہو گیا تو امام سیبویہ کے نزدیک واؤ زائدہ کو حذف کر دیا گیا اس لیے کہ زائدہ کا حذف کرنا بہتر ہے اور امام اخفش کے نزدیک واؤ اصلی کیونکہ زائدہ علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی۔ امام سیبویہ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ علامت اُس وقت حذف نہیں کی جاتی جب دوسری علامت نہ پائی جائے اور اس میں دوسری علامت پائی جاتی ہے اور وہ میم ہے تو اس کا وزن ہو گا ان کے نزدیک مفعلا اور امام اخفش کے نزدیک مفعولا ہو گا اور اسی طرح مبیع ہے یعنی بیع کی طرح اس میں اعلال کیا گیا مبیوعا ہو گا اور واؤ یاء جو ساکن ہیں تو واؤ کو سیبویہ کے نزدیک حذف کیا تو مبیعا ہو گیا پھر یاء کو کسرہ دیا گیا تاکہ یاء سلامت رہے اور امام اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کر دیں گے پھر ماقبل کو کسرہ دیا گیا جیسا کہ بعت میں تو مبیوعا ہو گیا پھر واؤ کو یاء کیا گیا جیسا کہ میزان میں ہے تو ہو جائے گا اُس کا وزن مفعلا سیبویہ کے نزدیک اور امام اخفش کے نزدیک مفعلا۔

انوارِ خادمیہ: اسم فاعل قائل اصل میں قائل تھا۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا پھر الف اسم فاعل اور الف جو واؤ سے بنی اس میں اتقائے ساکنین ہو گیا دونوں میں سے جس کو بھی حذف کریں تو صورت میں ماضی کے ساتھ التباس آتا تھا جیسے: قال میں تو دوسرے الف کو کسرہ دے کر ہمزہ میں تبدیل کر دیا۔ قائل ہو گیا۔

جس طرح کساء جو اصل میں کساو تھا تو مذکورہ تعلیل کی وجہ سے کساء بن گیا۔

نوٹ: خیال رہے کہ قائل کا مشہور قاعدہ یہ ہے کہ ہر واؤ اور یاء جو ثلاثی مجرد کے اسم فاعل کے عین کلمہ میں ہو اور اس کے فاعل میں تعلیل ہوئی ہو تو ایسی واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے۔

قائل۔ بایع سے قائل، بائع ہو گیا۔ عاور، صاید کے ماضی میں عور، صید میں تعلیل نہیں ہوئی اس لیے اسم فاعل میں تعلیل نہ ہوئی۔

سوال: قائل میں تو واؤ کا ماقبل الف فاعل ہے نہ کہ قاف مفتوحہ تو اس کو الف سے کیوں نہ بدلا؟

جواب: الف فاعل قوی مانع نہیں اس کے ہوتے ہوئے ماقبل کی حرکت کا اعتبار کر کے الف سے بدل دیا۔

بعض لغات والے الف کو ہمزہ سے تبدیل کر کے گرا بھی دیتے ہیں جیسے: هاع، لاع اصل میں هائع، لائع تھے۔ بطور استشہاد فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ عزاسمہ علی شفا جرفِ هاد جو اصل میں هاور تھا پھر هائر ہوا اور پھر ہمزہ کو گرا کر ہار بنا دیا گیا۔

اسم فاعل میں قلب کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے: شاك اصل میں شاوك تھا تو واؤ کو لام کلمہ کی جگہ لے گئے۔ لام کلمہ عین کلمہ بن گیا تو شاكو ہو گیا اسی طرح حاد اصل میں واحد تھا۔ واؤ کو لام کلمہ کی جگہ لے گئے اور الف ساکن سے ابتداء محال تھی الف کو ح کے بعد لایا گیا تو حادو ہو گیا۔ دونوں میں واؤ طرف میں واقع ہوئیں۔ اس کا ماقبل مکسور تھا تو واؤ کو یاء سے بدل دیا۔ حاد شاك ہو گیا۔

پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو وہ گرا دیا گیا تو نون تنوین اور یائے ساکنہ کے درمیان اتقائے ساکنین ہوا تو یاء کو گرا دیا گیا تو

شاك، حاد ہو گیا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ قلب صرف اسم فاعل میں ہی منحصر نہیں بلکہ کلام عرب میں قلب جائز ہے جیسا کہ قسی اصل میں قُوُوسٌ بروزن فلوس تھا تو سین کو مقدم کیا یعنی عین کلمہ کی جگہ لائے تو قسو و ہو گیا۔ جیسے: عصو و ہے جو کہ بعد میں عصی بنا۔ خیال رہے کہ عصو و کی مثال قلب کی نہیں ہے بلکہ تعلیل کے لیے دی گئی ہے کہ جس طرح عصو و میں تعلیل ہو کر عصی بن گیا اسی طرح قسو و میں تعلیل ہو کر قسی بنا۔

اب تعلیل اس لیے ہوئی کہ اسم متمکن کے آخر میں واؤ طرف میں واقع ہوئی تو اسے یاء سے تبدیل کر دیا تو قسوی ہو گیا پھر واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئیں ان میں پہلا ساکن ہے تو واؤ کو یاء کیا اور یاء کا یاء میں ادغام کیا تو قسی ہوا پھر یاء کے ماقبل کو یاء کے موافق مکسور کیا گیا تو قسی ہو گیا پھر سین کی اتباع میں قاف کو کسرہ دیا تو قسی ہو گیا جیسا کہ عصی بنا تھا۔

دوسری مثال انیق بروزن اَعْفُلُ ہے۔ انیق اصل میں انوق تھا پھر واؤ کو نون پر مقدم کیا تو انوق ہو گیا پھر واؤ کو غیر قیاسی طور پر یاء کر دیا تو انیق ہو گیا۔

اسم مفعول اجوف سے مقول آتا ہے جو اصل میں مقول تھا تو یقول کی طرح اس میں تعلیل کی گئی یعنی واؤ پر ضمہ ثقیل تھا تو نقل کر کے ماقبل کو دیا پھر دو واؤ جمع ہوئیں تو اتقائے ساکنین کی وجہ سے ایک واؤ کو گرا دیا تو مقول ہو گیا۔

اب اس میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ کون سی واؤ حذف ہوگی؟

(الف) امام سیبویہ فرماتے ہیں کہ دوسری واؤ چونکہ زائدہ ہے تو زائدہ کو حذف کرنا بہتر ہے بنسبت اصل کے۔

(ب) امام اخفش فرماتے ہیں کہ پہلی واؤ کو حذف کریں گے کیونکہ دوسری واؤ علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی۔

امام سیبویہ اس کا جواب فرماتے ہیں کہ علامت اس وقت تک حذف نہیں کی جاتی جب دوسری علامت موجود نہ ہو یہاں میم مفتوحہ موجود ہے اس لیے حذف کر دیں گے۔

تو چونکہ سیبویہ کے نزدیک دوسری واؤ حذف ہوئی تو مقول ہو گیا بروزن مفعِلٌ اور اخفش کے نزدیک چونکہ عین کلمہ والی واؤ محذوف ہوئی اس لیے مقول بروزن مفعولٌ ہوگا۔

سوال: مَفْعَلٌ کلام عرب میں بغیر تاء کے استعمال نہیں ہوتا تو امام سیبویہ کا وزن درست نہ ہوا؟

جواب: مفعِل کا وزن بغیر تعلیل کے استعمال نہیں ہوتا یہاں تعلیل کے ساتھ ہے۔ خیال رہے کہ دونوں اماموں سے پیشگی معذرت کے ساتھ کہ پہلے مفعول کے ذکر میں گزرا۔

يَفْعَلٌ سے مَفْعَلٌ بنا تو چونکہ یہ وزن بغیر تاء کے کلام عرب میں مستعمل نہیں تھا اس لیے عین کلمہ کے ضمہ میں اشباع کیا تو مفعول ہو گیا۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دوسری واؤ علامت اسم مفعول نہیں ہے اسی طرح مبیع میں یبیع کی طرح اعلال کیا گیا۔ مبیع اصل میں مبیوع تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو نقل کر کے ماقبل باء کو دیا پھر اتقائے ساکنین ہوا تو سیبویہ کے نزدیک واؤ

کو حذف کر دیا جو کہ زائدہ ہے تو مبیع ہو گیا۔

پھر یاء کو بچانے کے لیے ماقبل کو کسرہ دیا تاکہ واؤ بننے سے بچ جائے تو مبیع بروزن مفعول ہوگا۔

امام اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کریں گے تو مبعوع بن جائے گا پھر واؤ کے ماقبل کو کسرہ دیا تاکہ یاء کے حذف پر دلالت کرے جیسے: بَعْتُ میں جو کہ اصل میں بَيَّعْتُ تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا اور ماقبل کو کسرہ دیا تاکہ یاء کے حذف ہونے پر دلالت کرے۔

اسی طرح یہاں کیا تو مَبِوعُ ہوا اور موزان سے جیسے میزان بنا تھا اسی طرح یہاں بھی بنا مَبِيعُ بروزن مَفِيلُ ہو گیا۔

الموضعُ مقالِ اصله و مقولٌ فاعِلٌ كما في يخافُ۔ و كذلك مبيعٌ اصله مبيع فاعِلٌ كما في يبيع و اكتفى بالفرقِ التقديرى من الموضع و بين اسمِ المفعولِ و هو مُعتبر عندهم كما في الفلكِ إذا قدرت سكونه كسكونِ أُسْدٍ يكونُ جمعاً كقوله تعالى حتى إذا كنتم في الفلكِ و جرين بهم و إذا قدرت سكونه كسكونِ قُرْبٍ يكونُ واحداً نحو قوله تعالى في الفلكِ المشحون۔ المجهول و قيل الخ اصله قولٌ فأسكن الواو للخفة فصار قولٌ و هو لغةٌ ضعيفةٌ لثقل الضمة والواو في كلمة۔ و في لغةٍ أخرى أعطى كسرة الواو إلى ما قبلها فصار قولٌ ثم صار الواو ياءً لكسرة ما قبلها فصار قيل۔ و في لغةٍ يثم حتى يعلم أن أصلها مضمومٌ و كذا يبيع و أختير و أنقيد و قلن و بعن يعنى يجوز فيهن ثلث لغات۔ و لا يجوزُ الاشمام في أُقيم لانعدام ضمة ما قبل الياء و لا يجوز بالواو ايضاً لان جواز الواو لانضمام ما قبل حرفِ العلة و هو ليس بموجود و سوى في مثل قلن بين المعلوم والمجهول إكتفاءً بالفرقِ التقديرى و اصلُ يقالُ يَقُولُ فاعِلٌ مثلُ إعلالِ يخافُ۔

ترجمہ:

اور ظرفِ مقال ہے اس کی اصل مقول تھی تو يخاف کی طرح اس میں اعلال کیا گیا اور اسی طرح مبيع اس کی اصل مبيع تھی تو يبيع کی طرح اس میں اعلال کیا گیا اور اسمِ ظرف اور اسمِ مفعول کے درمیان فرقِ تقدیری پر اکتفاء کیا گیا اور وہ ان کے نزدیک معتبر ہے اور جیسا کہ فلك میں کہ جب اس کا سکون اس کے سکون کی طرح مقدر مانیں تو اس وقت جمع ہوگا جیسا کہ اللہ جل شانہ کا قول ہے حتی إذا كنتم في الفلك و جرين بهم اور جب اس کا سکون قرب کے سکون کی طرح مقدر مانیں تو اس وقت واحد ہوگا جیسے اللہ جل شانہ کا قول مبارک ہے۔ في الفلك المشحون اور مجہول آخر تک قيل ہے جو کہ اصل میں قول تھا تو واؤ کو خفت کے لیے ساکن کیا گیا تو قول ہوا اور وہ ضعیف لغت ہے بوجہ ثقل ہونے کے۔ ضمہ اور واؤ کے ایک کلمہ میں اور دوسری لغت میں واؤ کا کسرہ ماقبل کو دیا گیا تو قول ہو گیا پھر واؤ ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گئی تو قيل ہو گیا۔

اور ایک لغت میں اشٹام کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اصل میں مضموم ہے اور اسی طرح بیع، اختیار، انقید، قلن، بعن یعنی ان میں تین لغات جائز ہیں اور اقیم میں یاء کا ماقبل مضموم نہ ہونے کی وجہ سے اشٹام کرنا جائز نہیں اور وہ واؤ کے ساتھ بھی پڑھنا جائز نہیں اس لیے کہ واؤ کے ساتھ پڑھنے کا جواز حرف علت کے ماقبل کے مضموم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ موجود نہیں اور قلن معلوم و مجہول کے درمیان فرق تقدیری پر اکتفاء کرتے ہوئے برابری کی گئی ہے اور يقال اصل میں یقول تھا تو یخاف کے اعلال کی طرح اس میں اعلال کیا گیا۔

انوارِ خادمیہ: اسم ظرف مقال اصل مقول تھا حرف علت متحرک ماقبل صحیح ساکن واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر واؤ ساکن ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا تو مقال ہو گیا۔

مبیع اصل میں مبیع تھا۔ یاء متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی تو مبیع ہو گیا۔

سوال: مبیع اسم ظرف ہے اور مفعول بھی تو ان میں فرق کیونکہ نہیں کیا گیا؟

جواب: فرق تقدیری پر اکتفاء کرتے ہوئے یعنی اصل کے لحاظ سے دونوں میں فرق ہے اور ویسے بھی صر فی اشتراک ضمنی یعنی تعلیل کے بعد صیغوں میں التباس کا اعتبار نہیں کرتے اور تقدیری فرق ان کے نزدیک معتبر ہے جیسے: فلک مشترک ہے جمع اور واحد کے درمیان جس وقت تقدیری سکون اسد کی طرح مانیں تو جمع ہوگا اور اگر قفل کی طرح مانیں تو واحد ہوگا جیسا کہ متن میں مثالیں گزری ہیں۔ و جرین بہم میں جمع کا استعمال اور فی الفلک المشحون میں واحد کا استعمال ہے۔

فعل ماضی مجہول قبل اصل میں قَوْل تھا۔ تو اس میں تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(الف) واؤ کو خفت کے لیے ساکن کر کے قَوْل پڑھیں گے اور یہ ضعیف لغت ہے۔ اس لیے کہ تین ضموں کا جمع ہونا لازم آتا ہے جو کہ ثقیل ہے۔ ایک ضمہ اور واؤ جو کہ دو ضموں کے قائم مقام ہے۔

(ب) واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کی حرکت ختم کر کے اُس کو دیں گے پھر واؤ ساکن ماقبل مکسور، واؤ کو یاء سے بدل دیا تو قبل ہو گیا۔

(ج) قبل میں اشٹام کریں گے یعنی ماقبل کسرہ کو ضمہ کی بودے کر پڑھیں گے تاکہ اُس کی اصل معلوم ہو جائے کہ مضموم تھی۔

بیع، اختیار، قلن، بعن، انقید میں یہی مذکورہ تین وجہیں جائز ہیں۔

اقیم جو کہ اصل میں اقوم تھا۔ پھر اعلال کر کے دوسری صورت کے مطابق یاء سے بدلا تو اقیم ہو گیا۔

پہلی صورت میں نہیں بن سکتی کہ واؤ کا ماقبل مضموم نہیں بن سکتا۔ اس لیے کہ واؤ کی حرکت ماقبل کو دیں گے تو واؤ یاء سے بدل جائے گی تو واؤ ساکن والی حالت پر برقرار نہیں رہ سکتی۔

آخری صورت بھی نہیں ہو سکتی یعنی اشٹام کیونکہ اقیم میں یاء کا ماقبل مکسور ہے اور اشٹام ضمہ کی صورت میں ہوتا ہے۔

قلن ماضی معلوم و مجہول میں بھی فرق تقدیری پر اکتفاء کیا۔

یقال اصل میں یقول تھا۔ واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دیا تو

یقال ہو گیا۔

الباب السادس في الناقص

(چھٹا باب ناقص کے بیان میں)

و يُقال له ناقص لنقصانه في الآخر و ذوالاربعة لانه يصير على اربعة احرف في الاخبار نحو رميت و هو لا يجيء من باب فعل يفعل - تقول في إلحاق الضمائر رمي رمياً رموا الخ اصل رمي رمي فقلبت الياء ألفاً كما في قال أصله قول و اصل رموا رمياً فقلبت الياء ألفاً فاجتمع الساكنان فحذفت الالف وكذلك رضوا إلا أنه ضم الضاد فيه بعد الحذف حتى لا يلزم الخروج من الكسرة الى الواو - و اصل رمت رميت فحذف الياء كما في رموا و تحذف في رمتا و إن لم يجتمع الساكنان لأنه يجتمع الساكنان تقديرأ و تمامه مر في قولاً - و لا يعمل رمين كما مر في القول -

ترجمہ:

اور اسے ناقص کہتے ہیں آخر میں نقصان ہونے کی وجہ سے اور ذوالاربعة بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ متکلم کے صیغوں میں چار حروف پر مشتمل ہوتا ہے جیسے: رمیت اور وہ باب حسب یحسب سے نہیں آتا وہ ضمیریں لاحق ہونے کی صورت میں رمی، رمیا، رموا آخر تک پڑھا جائے گا۔ رمی اصل میں رمی تھا تو یاء کو الف سے بدلا جس طرح قال میں کہ وہ اصل میں قول تھا اور رموا اصل میں رمیوا تھا تو یاء کو الف سے بدلا گیا تو اجتماع ساکنین ہو گیا تو الف کو حذف کر دیا گیا اور اسی طرح رضوا مگر یہ کہ اس میں حذف کرنے کے بعد ضاد کو ضمہ دیا گیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے اور رمت اصل میں رمیت تھا۔ رموا کی طرح اس میں یاء کو حذف کر دیا گیا اور رمتا میں حذف کیا جاتا ہے اگرچہ اس میں اجتماع ساکنین نہیں ہوا تھا لیکن تقدیراً اجتماع ساکنین ہو رہا تھا اور اس کا مکمل بیان قولاً میں گزرا اور رمین میں تعلیل نہیں کی جاتی جس طرح کہ قول کے بیان میں گزرا۔

انوارِ خادمیہ: ناقص کو اس لیے ناقص کہتے ہیں کہ اس کا آخری حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے تو جب آخری حرف صحیح نہ ہوا تو وہ ناقص ہوا۔ اس کو ذوالاربعة بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے متکلم کے صیغے میں چار حروف ہوتے ہیں اگرچہ چار حروف واحد مذکر و مؤنث حاضر میں بھی ہوتے ہیں لیکن متکلم اصل ہے اس سے فعل بنتا ہے تو اس کے ذکر پر اکتفاء کیا اور عدم ذکر عدم کو مستلزم نہیں ہوتا۔

جب اصل کا ذکر آ گیا تو فرع کا ذکر بھی اس کی اتباع میں آ گیا۔

رمی اصل میں رمی تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو رمی ہو گیا۔

رموا اصل میں رَمِيُوا تھا یا متحرک ماقبل مفتوح، یاء کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا تو رموا بن گیا۔

رَضُوا میں بھی اسی طرح تعلیل کی گئی مگر فاء کلمہ کو ضمہ دیا تاکہ کسرہ حقیقی سے ضمہ تقدیری کی طرف خروج لازم نہ آئے۔ رَمَتْ اصل میں رَمِيَتْ تھا۔ یاء کو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا تو التقائے ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا گیا تو رَمَتْ بن گیا۔

رَمَتَا میں بھی الف کو گرا دیا گیا اگرچہ ظاہراً اجتماع ساکنین نہیں ہو رہا تھا لیکن تقدیراً ہو رہا تھا کیونکہ تاء سکون کے حکم میں ہے تو رَمَتَا سے رَمَتَا ہو گیا۔

رَمِين میں اس لیے تعلیل نہ ہوئی کیونکہ یاء ساکن خود خفیف ہے اور ماقبل مفتوح بھی خفیف ہے جس کی وجہ سے اس میں تعلیل نہ کی گئی جس کا کھل بیان قول میں گزر چکا ہے۔

المستقبل يرمى الخ أصله يرمى أسكنت الياء لثقل الضمة و لا يعل في ترميان لأن حركته خفيفة۔ اصل يرمون يرميئون فأسكنت الياء ثم حذفت لاجتماع الساكنين و ضم الميم حتى لا يلزم الخروج من الكسرة إلى الضمة۔ و سوى بين الرجال و النساء في مثل يعفون اكتفاء بالفرق التقديرى لأن الواو في النساء أصلية والنون علامة التانيث و من ثم لا تسقط في قوله تعالى إلا أن يعفون۔ واصل ترمين ترميين فأسكنت الياء ثم حذفت لاجتماع الساكنين و هو مشترك في اللفظ مع جماعة النساء۔ و إذا أدخل الجازم تسقط الياء علامة للجزم نحو لم يرم و من ثم تسقط في حالة الرفع علامة للوقف في قوله تعالى واللَّيْلُ إِذَا يَسِر۔ و تنصب إذا أدخلت الناصب نحو لَنْ يرمى و لم يتص في مثل لَنْ يَخْشَى لِأَنَّ الْآلِفَ لَا يَحْتَمِلُ الْحَرَكَةَ۔ الْآمُرُ أَرَمِ الْخ۔ أصله أَرَمِي فَحذفت الياء علامة للوقف و أصل أَرَمُوا أَرَمِيُوا فَأُسْكَنْتِ الْيَاءُ ثُمَّ حَذَفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنِينَ واصل أَرَمِي أَرَمِي فَأُسْكَنْتِ الْيَاءُ الْأَصْلِيَّةُ ثُمَّ حَذَفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنِينَ۔ و بنون التاكيد أَرَمِينَ أَرَمِيَّانِ أَرَمْنِ أَرَمِيَّانِ أَرَمِينَ و بالخفيفة أَرَمِينَ أَرَمْنِ أَرَمْنِ۔ الْفَاعِلُ رَامِ الْخ أصله رَامِي فَأُسْكَنْتِ الْيَاءُ فِي حَالَتِي الرفع والجَرِ ثُمَّ حَذَفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنِينَ و لَا تُسْكَنُ فِي حَالَةِ النصب لخفة النصب۔ أصل رَامُونَ رَامِيُونَ فَأُسْكَنْتِ الْيَاءُ ثُمَّ حَذَفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنِينَ ثُمَّ ضَمَّ الْمِيمُ لَا سْتَدْعَاءِ الْوَاوِ۔

ترجمہ:

مستقبل یرمی آخر تک اصل میں یرمی تھا تو ضمہ کے ثقل ہونے کی وجہ سے یاء کو ساکن کر دیا گیا اور ترمیان میں اعلال

نہیں کیا جاتا کیونکہ اس کی حرکت خفیف ہے یرمون اصل میں یرمیون تھا تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی اور میم کو ضمہ دیا گیا تاکہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے اور یعفون میں مذکر و مؤنث کو برابر کیا گیا۔ تقدیری فرق پر اکتفاء کرتے ہوئے اس لیے کہ مؤنث میں واو اصلی اور نون علامت تانیث ہے اسی وجہ سے اللہ جل شانہ کے قول **إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ** میں نون ساقط نہیں ہوتا اور ترمین اصل میں ترمیین تھا تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی اور وہ واحد اور جمع مؤنث میں لفظاً مشترک ہے اور جب تو عامل جازم کو داخل کرے گا تو یاء علامت جزم کی وجہ سے ساقط ہو جائے گی جیسے: لم یرم اور اسی وجہ سے اللہ جل شانہ کا قول ہے **وَاللَّيْلِ إِذَا يَسِرْ**۔ حالت رفع میں علامت وقف کے لیے ساقط ہوتی ہے اور منصوب ہو جاتی ہے جب تو عامل ناصب داخل کرے جیسے: لن یرمی اور لن یخشی کی مثل میں منصوب نہیں ہوتی کیونکہ الف حرکت کو نہیں اٹھا سکتا امر ارم آخر تک اصل میں وہ ارمی تھا۔ یاء علامت وقف کے طور پر حذف ہوئی اور ارموا اصل میں ارمیوا تھا تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی اور ارمی اصل میں ارمیی تھا۔ تو یاء اصلی کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی اور نون تاکید کے ساتھ **إِرْمِيَنَّ**، **إِرْمِيَنَّ**، **إِرْمِيَنَّ**، **إِرْمِيَنَّ** اور نون خفیفہ کے ساتھ **إِرْمِيَنَّ**، **إِرْمِيَنَّ** اسم فاعل رام آخر تک اصل میں رامی تھا۔ تو یاء کو حالت رفع اور جر میں ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی اور حالت نصب میں ساکن نہ کیا گیا نصب کے خفیف ہونے کی وجہ سے۔ رامون اصل میں رامیون تھا۔ تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی پھر میم کو ضمہ دیا گیا واو کی طلب کی وجہ سے۔

انوارِ خادمیہ: فعل مضارع یرمی میں اعلال کی وجہ یہ ہے کہ یاء پر ضمہ ثقیل تھا اور ترمیان میں یاء پر خفیف حرکت ہے۔ یرمون کی تعلیل متن میں گزر چکی ہے۔

جمع مذکر و مؤنث کا صیغہ ایک جیسا ہے جیسا کہ یعفون ان میں تقدیری فرق ہے کہ یہ صیغہ اپنی اصلی حالت پر جمع مؤنث کا صیغہ ہے اور جمع مذکر کا صیغہ اعلال کے بعد یعفون بنا۔

اصل میں یعفون تھا۔ پہلی واو پر ضمہ ثقیل تھا۔ اُس کو گرا دیا گیا پھر اتقائے ساکنین کی وجہ سے پہلی واو کو حذف کر دیا گیا تو یعفون بروزن یفعلون ہو گیا۔ تو اس کی واو اصلی نہیں بلکہ زائدہ ہے اور نون اعرابی ہے جبکہ اس میں واو بھی اصلی ہے اور نون علامت مؤنث ہے اس لیے وہ نہیں گرے گا۔

ترمین واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے درمیان مشترک ہے۔ ترمین بروزن تضربین اپنی اصلی حالت میں جمع مؤنث کا صیغہ ہے اور واحد مؤنث حاضر کا صیغہ اصل میں ترمیین بروزن تضربین ہے تو پہلی یاء پر کسرہ ثقیل تھا اس کو گرا دیا پھر اتقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو ترمین ہو گیا۔

جمع کا وزن ہوگا تفععلن اور واحد مؤنث حاضر کا وزن ہوگا تفعین۔ اس میں لام کلمہ محذوف ہے اور جب مضارع پر عامل جازم داخل ہو تو حرف علت آخر سے گرا جاتا ہے جزم کی نشانی کے لیے اور وقف کی حالت میں بھی حرف علت گر جائے گا ان دونوں کی وجہ یہ ہے کہ مضارع میں عامل کی وجہ سے اس لیے گرے گا کہ حرف علت ناقص میں صحیح کی حرکت کی طرح ہوتا ہے تو

جس طرح حرکت گر جاتی ہے جو اس کی طرح ہوگا تو وہ بھی گر جائے گا حالت وقف اور جزم دونوں میں مناسبت ہے کہ دونوں چاہتے ہیں آخر کے سکون کو تو حالت وقف کو جزم پر محمول کر لیا۔

جب نائب عامل داخل ہو تو آخر میں نصب آئے گی جیسے: لن یرمی اور جب مضارع کے آخر میں الف ہو تو چونکہ الف حرکت کا متحمل نہیں اس لیے تقدیری طور پر وہاں پر نصب ہوگا جیسے: لن یخشی۔

ارم، ارمی تھا تو امرئ بر سکون ہوتا ہے اور آخر سے حرکت کرنی چاہیے چونکہ ناقص میں حرف علت حرکت کے قائم مقام ہوتا ہے تو حرف علت گر جائے گا تو ارم ہو گیا۔

ارموا اصل میں ارمیو تھا تو یاء پر ضمہ ثقیل تھا اُسے گرا دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا گیا پھر یاء کی حرکت میم کو دے دی گئی تاکہ کسرہ حقیقی سے ضمہ تقدیری واو کی طرف خروج لازم نہ آئے تو ارموا ہو گیا۔

ارمی اصل میں ارمی تھا۔ پہلی یاء پر کسرہ ثقیل تھا اس لیے گرا دیا پھر یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کیا تو ارمی ہو گیا۔

نون ثقیلہ اور خفیفہ کی وجہ پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

رام اسم فاعل اصل میں رامی تھا حالت رُفعی میں جیسے: جاء نی رامی اور جرئی حالت میں مررت برامی تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر نون تنوین کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا تو رام ہو گیا حالت نصبی میں یاء کو ساکن نہیں کیا جائے گا کیونکہ یاء بذات خود خفیف ہے جیسے: رائت رامیاً۔

رامون اصل میں رامیون تھا تو یاء کو ساکن کیا گیا ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے پھر حذف کر دیا گیا پھر واو کے تقاضے کی وجہ سے میم کو ضمہ دے دیا گیا تو رامون بن گیا۔

و اذا اضفت التثنية الى نفسك فقلت رَامِيَا في حالة الرفع۔ و رَامِيَّ في حالة النصب والجَرِ بادغام علامة النصب والجَرِ في ياء الاضافة۔ و اذا اضفت الجمع فقلت رَامِيَّ في جميع الاحوال واصله في حالة الرفع رَامُوِي فادغمت لانه اجتمع الحرفان من جنس واحد في العلوية ويجعل الواو ياء لا الياء واوا للخفة ولا استدعاء المدغم فيه ثم قلبت ضمة ما قبلها كسرة للموافقة ولثلاثاً يلزم الخروج من الضمة الى الياء۔ المفعول مَرَمِيَّ النخ اصله مَرْمُوِي فادغم كما ادغم في رَامِيَّ۔

و اذا اضفت التثنية الى ياء الاضافة فقلت مَرْمِيَا في الرفع وفي حالة النصب والجَرِ مَرَمِيَّ باربع يا آت و اذا اضفت الجمع فقلت مَرْمِيَّ ايضاً باربع يا آت في كل الاحوال۔ الموضع مَرْمِيَّ الاصل فيه ان ياتي على وزن مفعلي الا انهم فروا عن توالي الكسرات۔ الالة مَرْمِيَّ۔ المجهول رُمِيَّ يَرْمِي النخ۔ ولا يعمل لخفة الفتحة واصل يَرْمِي يَرْمِي فقلبت الياء الفاً كما في رَمِيَّ۔ و حكم

غَزَا يَغْزُو مِثْلُ رَمَى يَرْمِي فِي كُلِّ الْأَحْكَامِ إِلَّا أَنَّهُمْ يُبَدِّلُونَ الْوَاوِ يَاءً فِي نَحْوِ أَغْزَيْتُ تَبَعًا لِيُغْزَى مَعَ
 إِنَّ الْيَاءَ مِنْ حُرُوفِ الْأَبْدَالِ وَحُرُوفُهَا قَوْلُكَ اسْتَنْجِدْهُ يَوْمَ صَالٍ زَطُّ - الهمزة أبدلت وجوباً مطرداً
 مِنَ الْآلِفِ بَعْدَ الْآلِفِ فِي نَحْوِ صَحْرَاءٍ وَهَمْزَتُهَا آَلَفٌ فِي الْأَصْلِ كَالْفِ سَكْرَى ثُمَّ زِيدَتْ قَبْلَهَا
 الْفُ لِمَدِّ الصَّوْتِ ثُمَّ جُعِلَتْ هَمْزَةً لَوْ قَوَّعَهَا طَرَفًا بَعْدَ الْفِ زَائِدَةٌ - وَمِنْ ثُمَّ لَا يَجُوزُ جَعْلُهَا هَمْزَةً
 فِي صَحَارَى يَعْنِي لَوْ كَانَتْ فِي الْأَصْلِ هَمْزَةً لَجَازَ صَحَارَى بِالْهَمْزَةِ فِي صُورَةٍ مَّا كَمَا يَجُوزُ فِي
 نَحْوِ خَطِيئَةٍ خَطِيئَةٌ - وَمِنْ الْوَاوِ وَجُوباً مَطْرُداً فِي نَحْوِ أَوْصِلْ فِرَاراً عَنْ اجْتِمَاعِ الْوَاوَاتِ وَنَحْوِ
 قَائِلٍ كَمَا مَرَّ وَنَحْوِ كِسَاءٍ لَوْ قَوَّعَ الْحَرَكَاتِ الْمُخْتَلِفَةَ عَلَى الْوَاوِ - وَمِنْ الْيَاءِ وَجُوباً مَطْرُداً نَحْوِ
 بَائِعٍ كَمَا مَرَّ - وَجَوَازاً مَطْرُداً عَنِ الْوَاوِ الْمُضْمُومَةِ نَحْوِ أُجُوهٍ وَآدُورٍ لِثِقَلِ الضَّمَّةِ عَلَى الْوَاوِ - وَ
 مِنَ الْوَاوِ غَيْرِ الْمُضْمُومَةِ نَحْوِ إِشَاخٍ وَآخِذٍ آخِذٌ فِي الْحَدِيثِ -

ترجمہ:

اور جب تو تنبیہ کی اضافت اپنی طرف کرے تو حالت رُفعی میں رامیای تو پڑھ اور حالت نصب و جر میں علامت نصب و جر
 کے یائے اضافت میں ادغام کے ساتھ رامی پڑھا اور جب تو جمع کی اضافت کرے تو تمام حالتوں میں رامی پڑھ اور اُن کی
 اصل حالت رُفعی میں راموی تھی تو ادغام کیا گیا اس لیے کہ دو حرف ایک جنس کے ثروف علت میں جمع ہو گئے تو واؤ کو یاء بنایا
 گیا نہ کہ یاء کو واؤ خفت کے لیے اور مدغم فیہ کی طلب کی وجہ سے پھر با قبل ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا گیا موافقت کے لیے
 اور اس لیے تاکہ ضمہ سے یاء کی طرف خروج لازم نہ آئے۔ مفعول مرمی ہے آخر تک جو اصل میں مرموی تھا تو رامی کے
 ادغام کی طرح اس میں ادغام کیا گیا اور جب تو تنبیہ کی اضافت یاء اضافت کی طرف کرے تو حالت رفع میں مرمیای پڑھ
 اور حالت نصب و جر میں مرمیی چار یاؤں کے ساتھ پڑھ اور جب تو جمع کی اضافت یائے اضافت کی طرف کرے تو تمام
 حالتوں میں مرمیی چار یاؤں کے ساتھ بھی پڑھیں گے اسم ظرف مرمی ہے اصل میں تو اسے لمفعول کے وزن پر آنا
 چاہیے تھا مگر انہوں نے پے در پے کسرات واقع ہو جانے سے راہ فرار اختیار کی ہے اور اسم آلہ مرمی ہے مجہول رُمی یُرمی
 آخر تک ہے اور نہیں اعلال کیا جاتا رُمی میں فتح کے خفیف ہونے کی وجہ سے اور یُرمی اصل میں یُرمی تھا تو یاء کو الف سے
 بدلا گیا جیسا کہ رُمی میں اور غزا یغزو رُمی یُرمی کے احکام کی طرح ہے تمام احکام میں مگر یہ کہ وہ اغزیت میں واؤ کو یاء
 سے تبدیل کرتے ہیں۔ یغزی کی اتباع میں باوجود کہ یاء حرف ابدال میں سے ہے اور اس کے حروف تیرے قول استنجدہ
 یوم صال ذط اور ہمزہ وجوباً اور قیاساً الف کے بعد الف سے بدلتا ہے جیسے: صحرا اور اس کا ہمزہ دراصل الف ہے جیسا کہ
 الف سکری پھر اُس سے پہلے الف زیادہ کیا گیا آواز کو طول دینے کے لیے پھر الف زائدہ کے بعد طرف میں واقع ہونے کی
 وجہ سے اُس الف کو ہمزہ بنایا گیا اس وجہ سے صحاری میں اس کو ہمزہ بنانا جائز نہیں یعنی اگر اصل میں ہمزہ ہوتا تو صحاری کی صورت

میں ہمزہ کے ساتھ پڑھنا جائز ہوتا جس طرح کہ خطیثۃ میں جائز ہے اور واؤ سے وجوباً اور قیاساً جیسے: او اصل میں اجتماع واوات سے فرار اختیار کرنے کے لیے اور جیسے قائل گزرا ہے اور جیسے کساء میں مختلف حرکتوں کے واؤ پر واقع ہونے کی وجہ سے اور یاء سے وجوباً اور قیاساً جیسا کہ گزرا اور جوازاً قیاساً واؤ مضموم سے جیسے اجوہ اور ادور ضمہ کے واؤ پر ثقیل ہونے کی وجہ سے اور واؤ غیر مضموم سے جیسے: اشاخ اور آخذ آخذ جو کہ حدیث میں مذکور ہے۔

انوارِ خادمیہ: اسم مفعول کے تشنیہ کی جب یائے متکلم کی طرف نسبت کریں تو حالت رفعی میں رامیان سے نون اعرابی گر کر امیای بن جائے گا اور حالت نصبی و جری میں اصل میں مر مین تھا۔

نون اضافت کی وجہ سے گر گیا تو مر می بن گیا پھر پہلی یائے ساکنہ اور دوسری متحرک تھی پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مَرْمِیّی چار یائیں اکٹھی ہو گئیں۔

ایک یاء اسم مفعول کی واؤ سے بدلی ہوئی دوسری یاء اصلی رمی والی تیسری حالت نصبی و جری میں تشنیہ کی یاء اور چوتھی یائے متکلم۔

اسی طرح جب جمع کے صیغے کی اضافت کریں یائے متکلم کی طرف تو وہاں بھی مر مین بن جائے گا۔ چاروں یاؤں کے ساتھ خیال رہے کہ تشنیہ میں یاء کا ماقبل میم مفتوح ہے اور جمع میں مکسور ہے اور یہ بھی خیال رہے کہ جمع کی تمام حالتوں میں مر می بنے گا اس لیے کہ حالت رفعی میں مر مین تھا۔

یاء متکلم کی طرف اضافت سے نون اعرابی گر گیا تو مر میوی ہو گیا پھر واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئیں پہلی ساکنہ اور دوسری متحرک تھی تو واؤ کو یاء کیا خفت کے لیے پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مَرْمِیّی ہو گیا۔ پھر یاء کے موافق ماقبل کو حرکت کسرہ دی تو مر مین بنی۔ نصب اور جری کی حالت میں مر مین پھر یاء کی طرف اضافت سے مر مین ہو گیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مر مین ہو گیا۔

اسم ظرف اصل میں مَرْمِیّ تھا۔ اصول کے مطابق میں جب مضارع مفتوح العین ہو تو ظرف مکسور العین آتا ہے لیکن عین کلمہ کو فتح دیا تاکہ پے در پے کسرات آنے کی خرابی لازم نہ آئے۔

ایک عین کلمہ مکسور اور اس کے بعد یاء جو دو کسرات کے برابر ہے۔

مَرْمِیّ تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا تو اتقائے ساکنین ہوا تو الف کو حذف کر دیا گیا تو مَرْمِیّ بن گیا۔

اسم آلہ مر می آتا ہے اصل میں مَرْمِیّ تھا۔ اس میں بھی ظرف کی طرح تعلیل کی گئی ہے تو اس بناء پر مَرْمِیّ ہو گیا۔ ماضی مجہول رمی میں تعلیل نہیں کی گئی اس لیے کہ یاء پر فتح خفیف حرکت ہے اور ماقبل کی حرکت کسرہ یاء کے موافق ہے۔ مضارع مجہول یرمی اصل میں یرمی تھا۔

یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق الف سے بدلا تو یرمی ہو گیا۔

غزا، یغزو کے جملہ احکام میں تعلیل رمی یرمی کی طرح ہے مگر اغزیت جو اصل میں اغزوت تھا، میں واؤ کو یاء

سے بدلا گیا یغزی کی اتباع میں:

یغزی اصل میں یغزو تھا۔ واؤ طرف میں واقع ہوئی ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدلا تو یغزی بن گیا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو اُس کو گرا دیا اس کی پیروی میں اغزیت میں اعلال کیا گیا۔

یاء حروف ابدال میں سے ہے جو بعض بعض سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ حروف ابدال کا مجموعہ یہ ہے۔ استنجدہ یوم صال ذط۔

یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف ابدال کو شروع فرما رہے ہیں کہ الف ہمزہ سے بدل جاتی ہے وجوبی اور قیاسی طور پر اس کی وضاحت یہ ہے کہ اصل میں ہمزہ الف مقصورہ ہوتی ہے جیسے: حُبْلٰی وغیرہ پھر اس الف سے پہلے ایک اور الف زائدہ لاتے ہیں۔ آواز کو لمبا کرنے کے لیے۔ تو اس الف مقصورہ میں جب دوسری الف زائدہ لائی جاتی ہے تو اس کو الف مدودہ کہتے ہیں اور پہلی صورت میں مقصورہ کہتے ہیں جیسے صحری۔ اس سے پہلے الف لائے تو صحرائی ہو گیا۔ تو دو الف جمع ہو گئے۔ اتقائے ساکنین علی غیر حدم ہونے کی وجہ سے دونوں میں سے کسی کو نہیں گرایا جاسکتا۔ پہلی کو اس لیے نہیں کیونکہ جس غرض سے لاتے ہیں یعنی آواز کو لمبا کرنا تو وہ غرض فوت ہو جاتی ہے اور دوسری علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی اس لیے دوسرے کو ہمزہ سے بدل دیا تو صحراء بن گیا۔

اس کی جمع منتھی الجموع بنائی تو صحاری بنا اگر اصل میں ہمزہ ہوتا تو صحاری بنا جس طرح خطیئہ کی جمع خطیئات آتی ہے اور خطیات بھی آتی ہیں کیونکہ اصل میں ہمزہ موجود تھا تو جمع میں بھی آ گیا۔

اسی طرح صحراء سے جمع بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ حاء اور راء کے درمیان الف لائیں گے اور راء کو کسرہ دیں گے تو صحاراء بن جائے گا۔ پھر الف ساکن ماقبل مکسور، تو اس کو یاء سے بدلا پھر دوسرے ہمزہ کو جو دراصل الف تھا اُسے بھی یاء سے بدل دیا پھر پہلی یاء کو حذف کر دیا اور راء کو فتح دے دیا اور یاء کو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا تو صحاری بن گیا۔

واؤ ہمزہ سے وجوباً قیاساً بدل جاتی ہے جیسے: او اصل جو کہ اصل میں واصل تھا اور عطف کی صورت میں ایک واؤ اور بڑھ جاتی تو واوات کے اجتماع کی خرابی سے بچنے کے لیے واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔

قائل اور بائع میں تعلیل پہلے گزر چکی ہے کہ ہر واؤ اور یاء کو جو الف فاعل کے بعد آئے اور اُس کے فعل ماضی میں تعلیل ہوئی ہو تو اُس واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے۔

کساء اصل میں کساو تھا واؤ طرف میں الف کے بعد واقع ہوئی تو اُس کو ہمزہ سے بدلاتا کہ واؤ ضعیف پر مختلف حرکات کا آنا لازم نہ آئے۔

قیاسی طور پر واؤ غیر مضموم کو جوازی ہمزہ سے بدل دیتے ہیں جیسے: وشاح سے اشاح، وحد سے احد۔
و من الیاء فی قطع اللہ اذیہ لثقل الحركۃ علی الیاء و من الیاء نحو ماء اصلہ ماء و من ثم

يجيُ جمعه مياہ۔ و من الالف نحو فقد هيَّجتُ شوقَ المُشتاقِ و نحو قراءةٍ مَن قرأ و لا الضَّالِّينَ۔ و من العين نحو أبا ب اصله عُبَاب اى اجتماعُ الماءِ فى نحو أبا ب بحر ضاحك زهوق لا تُحادٍ مخرجهن۔ السينُ أُبدلت من التاءِ نحو اِسْتَخَذَ اَصْلُهُ اِتَّخَذَ عند سيبويه لِقُرْبِهِما فى المهموسية۔ التاءِ بدلت من الواوِ نحو تُخمة و أُخت لِقُرْبِ مخرجهما۔ و من الياءِ نحو ثنتان واستتوا حتى لا يقعَ الحركةُ على الياءِ و من السينِ نحو سِت اصله سِدس و نحو عمرُ بنُ يربوع شرارُ الناتِ۔ و من الصادِ نحو لَصْتُ لِقُرْبِهن فى المهموسية۔ و من الباءِ نحو الذِّعالة۔ النونُ أُبدلت من الواوِ نحو صنعانى لِقُرْبِ النونِ من حروفِ العلة۔ و من اللامِ نحو لَمَنَّ لِقُرْبِهِما فى المجهورية۔ الجيمُ أُبدلت من الياءِ المشددة نحو ابو عُلجَّ حتى لا يِقَ الحركاتُ المختلفةُ على الياءِ۔ و من غيرِ المشددة حملاً على المشددة نحو لا هُمَّ اِنْ كُنْتَ قَبْلَتْ حَجَّتِجُ فلا يزالُ شاجع ياتيك بَج۔ الدالُ أُبدلت من التاءِ نحو فُرْدُ۔ واجدَمَعُوا لِقُرْبِ مخرجهما۔ الهاءُ ابدلت من الهمزة نحو هَرَقْتُ و من الالف نحو حَيَّهَلْ و اَنه۔ و من الياءِ فى هذه امة الله لمناسبتها بحروفِ العلة فى الخفاءِ و من ثم لا تمنع الامة فى مثل لَن يضربها و تَمَنَ فى أَكَلْتُ عنباً۔ و من التاءِ وجوباً مطرداً فى نحو طلحة للفرقِ بينها و بين التاءِ الَّتِى فى الفعلِ۔

ترجمہ:

اور ياء سے قطع اللہ ادیہ میں یاء پر حرکت ثقیل ہونے کی وجہ سے اور ہا سے جیسے: ماء جو اصل میں ماہ تھا اس وجہ سے اس کی جمع میاہ آتی ہے اور الف سے جیسے فقد ہیجت شوق المشتاق اور جیسے بعض قراء کی قرأت میں ولا الضالین اور عین سے جیسے اباب جو اصل میں عباب تھا یعنی پانی کا گڑھا۔ جیسے اباب بحر ضاحک زہوق میں ان کے مخرج کے اتحاد کی وجہ سے سین تاء سے بدل کر واقع ہوتی ہے جیسے: استخذ جو اصل میں اتخذ تھا۔ سبویہ کے نزدیک مہوسیت میں ان دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے تاء واؤ سے بدل کر واقع ہوتی ہے جیسے تخمة اور اخت ان دونوں کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور یاء سے جیسے ثنتان اور استتوا تاکہ حرکت یاء پر واقع نہ ہو اور سین سے جیسے: مت جو اصل میں سدس تھا اور جیسے: شعر، عمر بن یربوع اشرار النات اور صداد سے جیسے: لصت۔ مہوسہ میں ان کے قریب ہونے کی وجہ سے اور باء سے جیسے الذعالة۔ نون واؤ کا بدل واقع ہوتا ہے جیسے: صنعانی نون کے حرف علت کے قریب ہونے کی وجہ سے اور لام سے جیسے لعن مجہوریت ہیں ان دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے جیم یاء سے مشددة بدل واقع ہوتی ہے جیسے: ابو علج تاکہ مختلف حرکتیں باہر واقع نہ ہوں اور غیر مشددة سے مشددة پر حمل کرتے ہوئے جیسے: لا هُمَّ اِنْ كُنْتَ قَبْلَتْ حَجَّتِجُ، فلا يزال شاجع ياتيك بَج۔

ترجمہ:

(اے اللہ تو نے اگر میرا حج قبول کر لیا ہے تو میں گدھے پر سوار ہو کر ہر سال حج کے لیے آؤں گا) دال تاء سے بدل واقع ہوتی ہے جیسے: فُزِدُ، اِجْدُ، مَعُوْا ان کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے ہا ہمزہ سے بدل جاتی ہے جیسے: هَرَقْتُ اور الف سے جیسے حَبَّه اور اَنّہ اور یاء سے ہذہ امۃ اللہ ہیں۔ حروف علت کے ساتھ خفا میں مناسبت کی وجہ سے اور اسی سے لن یضر بها کی مثل میں امالہ ممنوع نہیں اور اکلت عنبا میں منع ہے اور تاء سے وجوبی اور قیاسی طور پر جیسے طلحہ میں فرق کرنے کے لیے اس کے اورتائے فعل کے درمیان۔

انوارِ خادمیہ: یاء ہمزہ سے بدل جاتی ہے جیسے: قطع اللہ ادیہ۔ ادیہ اصل میں یدیہ تھا۔ یاء پر حرکت ثقیل ہونے کی وجہ سے۔ اس طرح ہمزہ سے بدل جاتی ہے جیسے: ماء۔

ماء اصل میں موہ تھا۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق الف سے بدل دیا تو ماہ بن گیا پھر کو ہمزہ سے بدل دیا تو ماء بن گیا۔

اس بناء پر اس کی جمع میاہ آتی ہے اس لیے کہ اگر واحد میں ہمزہ ہوتا تو جمع میں بھی آتا تو جمع میں ہ ہے اس لیے ماء اصل میں ماہ تھا۔

الف کو ہمزہ سے جواز ابدلا جاتا ہے جیسے: مشتاق اصل میں مشتوق باب افتعال سے اسم فاعل تھا۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا تو مشتاق ہو گیا۔ اب اس کی الف کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے جیسے: مشتاق۔

اسی طرح ولا لضا لین کو ہمزہ کے ساتھ ولا لضا لین قرأۃ شاذہ میں ہے۔

عین کو ہمزہ سے بدلنا بھی جائز ہے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے جیسے: عباب سے اباب اسی طرح جواز اثناء کو سین سے بدل دیتے ہیں جیسے: اتخذ سے استخذ۔

امام سیبویہ کے نزدیک وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیں کہ دونوں حروف مہوسہ میں سے ہیں واؤ کو تاء سے بدلنا بھی جائز ہے جیسے: وخمة سے تخمة اور اُخو سے اخت پھر تاء کے ماقبل کو ساکن کیا گیا تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ تاء تانیث کے لیے نہیں ہے کیونکہ تائے تانیث کا ماقبل متحرک ہوتا ہے۔ واؤ کو تاء سے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے بدلا۔

اسی طرح یاء کو تاء سے بدل دیتے ہیں تاکہ حرکت یاء پر واقع نہ ہو۔ ثنیان سے ثنتان انسیوا سے استتوا۔

اسی طرح سین کو تاء سے بدل دیتے ہیں جیسے: ست اصل میں سدس تھا پھر سین کو تاء سے بدلا تو سدس ہو گیا پھر دال اور تاء قریب المخرج تھے تو دال کو تاء کیا اور تاء کا تاء میں ادغام کر دیا تھا ست بن گیا۔

دوسری مثال جیسے: اشرار الناس سے اشرار الناس اسی طرح قرآن عزیز میں ملک الناس سے ملک الناس

قرأۃ شاذہ ہے۔

اسی طرح صاد کو تاء سے بدلا جاتا ہے جیسے لصص سے لصت کیونکہ یہ دونوں باہم قریب ہیں مہوسہ سے ہونے کی

وجہ سے۔

اسی طرح باء کو تاء سے بدلا جاتا ہے جیسے: الذعالب سے الذعالة۔

اسی طرح واؤ نون سے بدل جاتی ہے نون کے حروف علت سے قریب ہونے کی وجہ سے آواز کو لمبا کرنے میں کیونکہ نون کا غنہ ناک کے بانے کی طرف بلند ہوتا ہے اسی طرح حروف علت اپنے مخارج میں بلند ہوتے ہیں جیسے: صنعادیٰ سے صنعانی۔

اسی طرح لام نون سے بدل جاتا ہے باہم قریب ہونے کی وجہ سے کہ دونوں حروف مجہورہ میں سے ہیں۔
یائے مشدودہ کو جیم سے بدلا جاتا ہے تاکہ مختلف حرکتیں باہر واقع نہ ہوں اور غیر مشدود یاء کو مشدود پر محمول کر کے اُس میں بھی یاء کو جیم سے بدلا جاتا ہے۔ دونوں کی مثالیں بالترتیب ہیں:

(1) ابو علتی سے ابو علیج

(2) حجتی بی سے حجتج بیج۔

اسی طرح تاء کو وال سے بدلا جاتا ہے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے جیسے: فزت سے فزد، اجتموا سے اجدمعوا۔

اسی طرح ہمزہ کو ہا سے بدل دیا جاتا ہے جیسے: ارقّت سے هرقت۔

اسی طرح الف کو ہا سے بدلا جاتا ہے جیسے: حیہلا سے حیہلہ اور آنا سے آنہ۔

اسی طرح یاء کو تاء سے بدلا جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ ہا کی مناسبت ہے حروف علت کے ساتھ خفا میں اس لیے اہالہ ممنوع نہیں ہے۔

لن لیضربہا کی مثل میں اور ممنوع ہے امالہ کرنا اکلّت عنبا میں۔ امالہ الف کے ماقبل فتح کو یاء کی طرف میلان کر کے پڑھنا شرط یہ ہے کہ جس میں امالہ کیا جائے وہ الف سے ماقبل ہو اور اس سے پہلے کوئی دوسرا حرف نہ ہو جیسے: لن یضربہا میں اگرچہ الف سے پہلے ہا ہے اور ہا خفی ہے اور کالمعدوم ہے۔

عنبا میں چونکہ نون کے بعد اور الف کے ماقبل یاء موجود ہے اس لیے امالہ نہیں کیا جائے گا اسی طرح ہاء تاء کا بدل واقع ہوتی ہے۔

تائے اسی فعل میں غرق کرنے کے لیے جیسے: طلحة سے طلحہ کیونکہ جو تاء فعل میں ہو وہ حالت وقف میں نہیں بنتی بخلاف اسم کے۔

الياءُ أُبدلت من الألفِ وجوباً مطرداً نحو مُفْتِيحٍ۔ و من الواوِ وجوباً مطرداً نحو مِيقاتٍ
لكسرةٍ ما قبلها۔ و من الهمزة جوازاً مطرداً نحو ذِيْبٍ، و من احدِ حرفي التضعيفِ نحو تقضى
لما مرّ۔ و من النونِ نحو أَناسِيٍّ و دينارٍ لقرب الياءِ من النونِ۔ و من العينِ نحو ضفادِيٍّ لِثقلِ العينِ

وکسرة ما قبلها۔ و من التاء نحو ایتصل لان اصله واو۔ و من الباء نحو الثعالی۔ و من السین نحو السادی۔ و من الثاء نحو الثالی لکسرة ما قبلها۔ الواو ابدلت من الالف نحو ضوارب لقربهما فی العلية واجتماع الساکنین۔ و من الیاء نحو موقن لضمه ما قبلها و من الهمزة جوازاً مطرداً نحو لوم لما مر۔ المیم ابدلت من الواو نحو فم اصله فوه لاتحاد مخرجهما۔ و من اللام نحو قوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لیس من امیر امصیام فی امسفر لقربهما فی المجهورية۔ و من النون الساکنة نحو عمبر۔ و من المتحركة فی نحو و کفک المخضب البنام لقربهما فی المجهورية۔ و من الباء نحو ما زلت راتماً لاتحاد مخرجهما۔ الصاد ابدلت من السین نحو قوله تعالى و اصْبَغْ عَلَيْكُمْ نِعْمَةً لِقَرَبٍ مَخْرَجُهَا۔ الالف ابدلت من اُختيها وجوباً مطرداً نحو قال و باع۔ و من الهمزة جوازاً مطرداً نحو راس كما مر۔ اللام ابدلت من النون نحو أصيلا۔ و من الضاد نحو الطَّجَعِ لاتحادهن فی المجهورية۔ الزاء بدلت من السین نحو یزدل و من الصاد نحو قول الحاتم هكذا فزدي۔ الطاء ابدلت من التاء وجوباً مطرداً فی الافتعال نحو اضطرِب و فی فحْصَطُ لقربهما۔ والموضع الذي لم یقید فیهِ من الصور المذكورة یكون جائزاً غیر مطرد۔

ترجمہ:

یکون جائز غیر مطرد یاء وجوباً و قیاساً الف سے بدل واقع ہوتی ہے جیسے مفیّیح اور واؤ سے وجوباً اور قیاساً جیسے: میقات ما قبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے اور ہمزہ سے جوازاً قیاساً جیسے: ذیب اور مضاعف میں اس کے ایک حرف سے جیسے: تقضی اس وجہ سے جو گزری اور نون سے جیسے: اناسی، دینار نون اور یاء کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور عین سے جیسے: ضفادی عین کے ثقیل ہونے اور اس کے ما قبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے اور تاء سے جیسے: ایتصلت کیونکہ وہ اصل میں واؤ تھی اور یاء سے جیسے: الثعالی اور سین سے جیسے: الثالی ما قبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ الف سے بدل واقع ہوتی ہے جیسے: ضوارب کیونکہ دونوں حرف علت ہونے کی وجہ سے قریب ہیں اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے اور یاء سے جیسے: موقن اس کے ما قبل کے مضموم ہونے کی وجہ سے اور ہمزہ سے جوازی و قیاسی طور پر جیسے: لوم اس وجہ سے جو گزری۔ میم واؤ سے بدل کرواقع ہوتی ہے جیسے: فم اصل میں فوه تھا مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے اور لام سے جیسے آپ ﷺ کا فرمان شریف ہے: و لیس من اجر امصام فی امضر دونوں کے مجہوریت میں قریب ہونے کی وجہ سے اور نون ساکن جیسے عمبر اور متحرك سے جیسے و کفک المخضب البنام جمہوریت میں دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے اور یاء سے جیسے: ما ذلت داتماً دونوں کے مخرج میں متحد ہونے کی وجہ سے صاد سین سے بدل واقع ہوتا ہے جیسے: اللہ جل شانہ کا فرمان مبارک ہے۔ و اصْبَغْ عَلَيْكُمْ نِعْمَةً۔ ان کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے الف اس کے اخوات سے

وجوباً اور قیاساً بدل واقع ہوتی ہے جیسے: قال، باع اور ہمزہ سے جوازی اور قیاسی طور پر جیسے: لاس جیسا کہ گزرا۔ لام نون سے بدل واقع ہوتا ہے جیسے: اصلال اور ضاد سے جیسے: الطجع مجہوریت میں ان کے متحد ہونے کی وجہ سے زاسین سے بدل واقع ہوتی ہے جیسے: یزدل اور صاد سے جیسے حاتم طائی کا قول ہکذا فزدی اور طاء سے وجوباً اور قیاساً باب افتعال میں جیسے: اظطرب اور مخصط میں ان کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور ان جگہوں میں جن میں مذکورہ صورتوں کی قید نہیں لگائی وہ غیر قیاسی جائز ہوں گی۔

انوارِ خادمیہ: الف وجوبی و قیاسی طور پر یاء سے تبدیل کی جاتی ہے جیسے: مفتاح سے جب صیغہ تصغیر بنایا تو پہلے حرف کو ضمہ دوسرے کو فتح تیسری جگہ یاء علامت تصغیر لائے اس کے بعد تاء کو کسرہ دیا اس کے بعد الف تھی اُسے یاء سے بدل دیا۔
مُفتیح بن گیا اسی طرح وجوبی و قیاسی طور پر واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں۔ موقات سے میقات ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے۔

ہمزہ کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے جوازی طور پر جیسے: ذئب سے ذیب۔

اور مضاعف میں دوسرے لفظ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے: تقضض سے تقضی پھر تقضی جیسا کہ اس کی تفصیل مضاعف کے باب میں گزری۔

نون کو یاء سے بدلا جاتا ہے اناسین سے اناسی پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو اناسی ہو گیا۔

دنار سے دینار کیونکہ ان کی جمع دنانیر آتی ہے جو یہ بتاتی ہے کہ دینار اصل میں دننار تھا۔

عین کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے اس لیے کیونکہ یاء کا پڑھنا بہ نسبت عین کے خفیف ہے اور عین کا پڑھنا ثقیل ہے ویسے بھی ماقبل کی حرکت یاء کے موافق ہے۔

فضارع جو فضع (مینڈک) کی جمع ہے سے ضفادی۔

یاء کوتاء سے بدلا جاتا ہے جیسے: ایتصلت سے استصلت پھر ادغام کے بعد اتصلت ہوا۔

باء کو یاء سے بدلا جاتا ہے جیسے: الثعلب (لومڑی) سے الثالی۔

یاء کو سین اور تاء سے بدلا جاتا ہے جیسے: السادس سے السادی، الثالث سے الثالی ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے۔

الف کو واؤ سے وجوباً قیاساً بدلا جاتا ہے جیسے: ضارب سے جمع متہی الجموع بنائیں تو پہلے دو حرفوں کو چھوڑ دیں گے اور تیسری جگہ الف علامت جمع متہی الجموع لائیں گے تو دو الف اکٹھے ہو گئے۔ ان میں سے کسی کو گرایا نہیں جا سکتا۔ کسی ایک کو بھی گرائیں گے تو واحد کے ساتھ التباس لازم آئے گا۔ اس لیے پہلی الف کو واؤ سے بدل دیا جائے گا کیونکہ دونوں حرف علت ہونے میں قریب ہیں تو ضوارب ہو جائے گا۔

یاء کو واؤ سے بدلا جاتا ہے جیسے: مُیقن۔ یاء حرف علت ساکن ماقبل مضموم، یاء کو واؤ سے بدلا تو مُوقن ہو گیا اور ہمزہ کو واؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے: لوم سے لوم۔ جس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

واؤ کو میم سے بدل دیتے ہیں اور واؤ کو میم کے مخرج میں متحد ہونے کی وجہ سے جیسے: فوہ بروزن ثوب واؤ کو میم سے بدلا تو آخر سے ہاء کو گرا دیا تو فم ہو گیا۔

لام کو میم سے بدل دیتے ہیں۔ ”ایک شخص سفر میں روزہ سے تھا تو وہ بے ہوش ہو گیا تو آقا ﷺ تشریف لے گئے وہ لوگ لام کی بجائے میم بولتے تھے تو آپ ﷺ نے ان کی لغت میں خطاب فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: من كان منكم مريضاً او على سفر فعدة من ايام اخر۔ جب اللہ تعالیٰ نے چھوٹ عنایت فرمائی ہے تو اپنے آپ کو مشقت میں کیوں ڈالا جائے۔“

لام کو میم سے اس لیے بدلا کہ دونوں مجہورہ میں ہونے کی وجہ سے قریب ہیں۔

نون ساکن کو میم سے بدل دیتے ہیں کیونکہ دونوں مجہورہ میں سے ہیں جیسے: عنبر سے عمبر۔

اور نون متحرک سے بھی مذکورہ وجہ سے بدل دیتے ہیں جیسے: شعر میں لفظ بنام ہے جو اصل میں بنان تھا۔

شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ تیسری ہتھیلی مہندی سے رنگی ہوئی ہے پوروں تک اور اسی طرح یاء کو میم سے بدل دیتے ہیں جیسے:

راتبا سے راتما۔ باء اور میم کے مخرج کے متحرک ہونے کی وجہ سے۔

سین کو صاد سے بدل دیتے ہیں قریب المخرج ہونے کی وجہ سے جیسے: اصبع سے اصبع۔

واؤ اور یاء کو وجوبی و قیاسی طور پر الف سے بدلا جاتا ہے جیسے: قَوْل سے قال، بَيْع سے باع۔

ہمزہ کو الف سے جوازاً تبدیل کرتے ہیں جیسے: رأس سے رأس۔

نون و لام سے بدل دیتے ہیں جیسے اُصْبِلان سے اُصْبِلال۔

ضاد کو طاء سے بدل دیتے ہیں جیسے اضْطجع سے اطْطجع۔

ضاد اور طاء کے متحد ہونے کی وجہ سے مجہوریت ہیں۔

اسی طرح سین کو زاء سے بدل دیتے ہیں جیسے: يسْدل سے يزْدل۔

اسی طرح صاد کو زاء سے تبدیل کر دیتے ہیں جیسے: فصْدى سے فزْدى۔

اسی طرح باب افتعال میں تاء کو طاء سے بدل دیتے ہیں وجوبی اور قیاسی طور پر جیسے: اضْطرب سے اضْطرب ہے۔

پھر اضْرب یا اطْرب بن جائے گا۔

فحْصت سے فحْصط طاء اور تاء کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے۔

جن صورتوں میں قید نہیں لگائی گئی یعنی قیاسی و وجوبی کی تو وہ صورتیں جائز ہوں گی مطرد نہیں ہوں گی۔

الباب السابع فى اللفیف

(ساتواں باب لفیف کے بیان میں)

یقالُ له اللفیفُ للفتِ حَرْفِی الْعِلَّةِ فیه و هو على ضربین، مفروقٌ و مقرونٌ۔ المفروق مثل وقى یقى حکمُ فائها کحکم وعدَ یعدُ و حکمُ لامِها کحکم رمى یرمى و کذا لک حکمُ اخواتِهما۔ الامرِ قِیا، قُوا، قِیا، قِین۔ و بنون التاکیدِ قِین، قِیان، قُن، قِیان، قِینان۔ و بالخفیفۃ قِین، قُن، قِن، الفاعلُ و اقِ الخ۔ المفعول مَوْقِی۔ الموضع مَوْقِی۔ الآلة مِیقِی۔ المجهول و قِی یوقِی۔ و المقرون نحو طوی یطوی إلى آخرهما حکمهما کحکم الناقص و لا یعلّ عینهما لما مرّ فی بابِ الأجوف۔ الامرِ اطو، اطویا، اطووا۔ اطوی، اطویا، اطوین۔ بنون التاکیدِ اطوین، اطویان، اطون، اطوین، اطویان، و بالخفیفۃ اطوین، اطون، اطون۔ و تقول من الریّ اِرو، اِرویا، اِرووا، اِروی، اِرویا، اِروین، و بنون التاکیدِ اِروین، اِرویان، اِروون، اِروین، اِروینان۔ و بالخفیفۃ اِروین، اِروون، اِروین۔ و إذا اردتْ أَنْ تعرفَ أَحْکامَ نونِ التاکیدِ فی الناقصِ و اللفیفِ فانظرْ إلى حروفِ الْعِلَّةِ إِنْ کانتْ اصیلَةً محذوفَةً تَرَدُّ لِأَنَّ حذْفَها لِلسکونِ و هو انعدمَ بدخولِ النونِ و تفتحِ لُحْفَةٍ نحو اطوین و اغزون و اِروین کما فی اطویا و ان کانتِ ضمیراً فانظرْ فیما قبلها اِنْ کانَ مفتوحاً تحرّکَ لطرْدِ حَرَکَتِها و خفّةٌ ما قبلها نحو اِروون و اِروین کما فی قوله تعالى و لا تنسوا الفضل۔ و اِنْ کانَ غیرَ مفتوحٍ تُحذفُ لعدمِ الخفّةِ فیما قبلها نحو اطون کما فی نحو اغزو القومَ و یا امرأۃ اغزی القوم۔ الفاعلُ طاو و لا یعلّ واوہ کما فی طوی۔ و تقول من الریّ رِیان، رِیانان۔ رِواء، رِیا، رِیان، رِواءِ ایضاً۔ و لا تُجعل واوہا یاء کما فی سیاط حتی لا یجتمعَ الاعلالانِ قلبُ الواوِ الّتی هی عینُ یاءٍ و قلبُ الیاءِ الّتی هی لامٌ همزة۔ و تقول فی تشنّیة المؤنثِ فی النصبِ و الخفضِ رِیینِ مِثْلَ عَطَشِینِ۔ و اذا اُضفتِ إلى یاءِ المتکلمِ قلتِ رِییَ بخمسِ یاءِ اِبتِ الأولى منقلبۃ عن الواوِ الّتی هی عینُ الفعلِ و الثانیۃ لَامُ الفعلِ و الثالثۃ منقلبۃ عن الفِ التانیثِ و الرابعۃ علامۃ النصبِ و الخامسۃ یاءُ المتکلمِ۔ المفعولُ مُطوی۔ و الموضعُ مُطوی۔ والآلة مُطوی۔ و المجهولُ طوی یطوی۔ و حکمُ لامِ هذه الاشیاء۔ کحکم الناقصِ و

حَكْمُ عَيْنِهِنَّ كَحَكْمِ طَوِيٍّ يَطْوِي فِي الَّتِي اجْتَمَعَ اِعْلَالَانِ بِتَقْدِيرِ اِعْلَالِهَا وَفِي الَّتِي لَمْ يَجْتَمِعْ فِيهَا اِعْلَالَانِ يَكُونُ حَكْمُهَا اَيْضاً كَحَكْمِ طَوِيٍّ لِّلْمَتَابَعَةِ نَحْوِ طَوِيًّا، طَاوِيَّانِ۔

ترجمہ:

اور اسے لفیف کہتے ہیں دو حروف علت اس میں جمع ہونے کی وجہ سے اور وہ دو قسم پر ہے مفروق، مقرون، مفروق
سے وقی یقی اس کے فاء کلمہ کا حکم وعد بعد کی طرح ہے اور لام کلمہ کا حکم رمی یرمی کی طرح ہے اور اسی طرح ان کے
اخوات کا حکم ہے۔ امر، قِ، قِیا، قُوا، قِی، قِیا، قِین اور نون تاکید کے ساتھ قِین، قِیا، قُن، قِن، قِیا، قِینان
قِینان اور خفیفہ کے ساتھ قِین، قُن، قِن، فاعل واقِ مفعول موقی اسم ظرف موقی اور اسم آلہ مِیقَی ہے مجہول
وَقِی، یُوقِی اور لفیف مقرون جیسے طوی یطوی ان دونوں کے آخر تک ان دونوں کا حکم ناقص کے حکم کی طرح ہے
ان دونوں کے عین کلمہ میں تعلیل نہیں کی جائے گی اس وجہ سے جواجوف کے باب میں گزری۔ امر، اِطو، اِطویا،
اطووا، اِطوی، اِطویا، اِطوین اور نون تاکید کے ساتھ اِطوین، اِطویان، اِطون، اِطویان، اِطوینان
اِطوینان اور خفیفہ کے ساتھ اِطوین، اِطون، اِطوین اور الرّی مصدر سے تو کہے گا اِرو، اِرویا، اِرووا، اِروی،
اِرویا، اِروین اور نون تاکید کے ساتھ اِروین، اِرویان، اِروون، اِروین، اِرویان، اِروینان، اور خفیفہ کے
ساتھ اِروین، اِروون، اِروین اور جب تو چاہے کہ نون تاکید کے احکام کو ناقص و لفیف میں پہچانے تو حروف علت کی
طرف دیکھ تو اگر اصلی محذوف ہوا تو لوٹ آئے گا کیونکہ اس کا حذف سکون کی وجہ سے ختم ہو گیا تو فتح کے خفیف ہونے کی وجہ سے
اسے فتح دیا جاتا ہے جیسے: اِطون، اِغزون، اِروین جس طرح کہ اِطویا میں اور اگر ضمیر ہو تو اس کے ماقبل کو دیکھ اگر
مفتوح ہو تو حرکت دی جائے گی حرکت کے عارضی ہونے اور ماقبل کے خفیف ہونے کی وجہ سے جیسے: اروون، اروین،
جیسا کہ اللہ جل شانہ کا فرمان مبارک ہے:

”وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ“ اگر مفتوح نہ ہو تو حذف کیا جائے گا باقبل کے خفیف نہ ہونے کی وجہ سے جیسے اطون جیسا کہ اغزو القوم اور یا امرۃ اغزی القوم کی مثل میں ہے۔ اسم فاعل طاوِ اس کی واؤ میں تعلیل نہ کی جائے گی جس طرح طوی کی واؤ میں اور الرّیّ (مصدر) سے تو کہے گاریان، ریانان، رواء، ریا ریبان بھی پڑھتے ہیں اور اس کی واؤ کو یاء نہیں بنایا جائے گا جیسا کہ سیاط میں تاکہ دو اعلال جمع نہ ہوں اس لیے کہ وہ واؤ جو عین کلمہ ہے اسے یا کیا جائے اور یاء کو بدلنا جو لام کلمہ ہے ہمزہ کے ساتھ اور تشنیہ مؤنث میں حالت نصبی و جری میں تو کہے گاریعین، عطشیین کے مثل اور جب تو یاء متکلم کی طرف اس کو مضاف کرے تو کہے گارتی۔ پانچ یاؤں کے ساتھ پہلی یاء جو واؤ سے بدلی ہوئی ہے جو فعل کا عین کلمہ ہے اور دوسرے فعل کا لام کلمہ ہے اور تیسری الف تانیث سے بدلی ہوئی ہے اور چوتھی علامت نصب ہے اور پانچویں یائے متکلم ہے۔ مفعول مطوی اور طرف مطوی اور آلہ مطوی اور مجہول طوی یطوی۔ مذکورہ اشیاء کے لام کلمہ کا حکم ناقص کے حکم کی طرح ہے اور عین کلمہ کا حکم طوی یطوی کی طرح ہے اور جس میں اعلال کرنے سے دو اعلال جمع ہوتے ہیں اور جس میں دو اعلال جمع نہیں ہوئے اس کا حکم بھی طوی یطوی کی طرح ہوگا متابعت کے لیے جیسے: طویا، طاویان۔

الوار خادمیہ: لف یلف کا معنی ہے لپیٹنا۔ لفیف کو لفیف اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دو حرف جمع ہوتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) مفروق۔ جس کے فاء اور لام کلمہ میں حرف علت ہو تو چونکہ دونوں حرفوں کے درمیان حرف صحیح ہوتا ہے جو انہیں جدا رکھتا ہے اس لیے اس کو لفیف مفروق کہتے ہیں۔ اس کے فاء کلمہ کا حکم مثال کی طرح ہے اور لام کلمہ کا حکم ناقص کی طرح ہے۔ فعل ماضی، مضارع اسم فاعل مفعول وغیرہ تمام میں یہ ہی حکم لاگو ہوں گے۔

اسم فاعل واقعی تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو گرا دیا پھر اتقائے ساکنین ہو گیا نون تنوین اور یاء کے درمیان تو یاء کو گرا دیا تو واق ہو گیا۔

اسم مفعول موقوی تھا۔ واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئے پہلا ساکن تھا تو واؤ کو یاء کیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا اور ما قبل کو یاء کے موافق حرکت کسرہ دی تو موقی۔

اسم ظرف موقی تھا۔ یاء متحرک ما قبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر نون تنوین کے ساتھ اتقائے ساکنین ہو گیا تو الف کو گرا دیا تو موقی بن گیا۔

اسم آلہ میقی تھا مذکورہ تعلیل کرنے کے بعد میقی ہو گیا۔

لفیف مقرون۔ مقرون قرن سے بنا ہے جس کا معنی ہے جڑا ہوا ہونا تو اس میں دو حرف علت اکٹھے باہم جڑے ہوتے ہیں جیسے طوی یطوی۔ اس کے لام کلمہ کا حکم ناقص کی طرح ہوگا اور عین کلمہ میں تعلیل نہیں ہوگی۔ اس لیے یہ اجوف کی طرح نہ ہوگا۔

تعلیل کے حق میں ورنہ دواعلال ایک کلمہ میں جمع ہو جائیں گے جو کہ جائز نہیں۔

نون تاکید کے احکام ناقص و لفیف میں یہ ہیں:

(i) نون تاکید سے قبل جو حرف علت حذف ہوا ہے وہ اصلی ہے تو وہ نون کے ملنے سے واپس لوٹ آئے گا کیونکہ آخر سے اس لیے حرف علت حذف ہوا تھا کہ امر میں علامت جزم کی وجہ سے تو وہ بات ختم ہو گئی۔ اب نون چاہتا ہے کہ میرا ما قبل متحرک ہو اگر متحرک نہ ہوا تو اتقائے ساکنین علی غیر حدہ کی خرابی لازم آئے گی۔ اس لیے حرف علت واپس لوٹ آئے گا۔

اور صیغہ کے موافق اس کو حرکت دیں گے جیسے: اطلو، اغز، سے اطلوین، اغزین بنایا جائے گا۔

(ii) اگر محذوف حرف علت اصلی نہ ہو بلکہ غیر ہو تو دیکھیں گے کہ اگر اس کا ما قبل مفتوح ہو تو خفت کی وجہ سے اور حرف علت پر حرکت عارضی کی وجہ سے حرف علت لوٹ آئے گا جیسے: اِرُو سے اِرُووُن اور اِرُو سے اِرُوین۔ جس طرح لا تنسوا الفضل میں واؤ کو حرکت دی گئی۔

(iii) اگر اس کا ما قبل مفتوح نہ ہو تو ثقل کی وجہ سے حرف علت کو حذف کر دیں گے جیسے: اِطُووُن سے اِطُوُن اسم فاعل

الرتی مصدر سے صیغہ دواء میں سیاط کی طرح واؤ کو یاء سے نہیں بدلیں گے تاکہ دواعلال جمع نہ ہوں۔

ریان کو حالت نصی و جری میں ریسین پڑھیں گے چار یاؤں کے ساتھ جیسے: عطشین۔

کیونکہ واحد رسی تھا۔ تو پہلی یاء واؤ سے بدلی ہوئی ہے اور دوسری لام کلمہ اور تیسری الف مقصورہ سے بدلی ہوئی ہے اور چوتھی یاء حالت نصی و جری کی علامت اور جب پانچویں یاء یعنی یائے متکلم کی طرف اس کی نسبت کریں گے تو دسویں پڑھیں گے۔

سوال: طویا، طاویان میں اگر اعلال کریں تو اس میں دو اعلال جمع نہ ہوں گے پھر ان میں اعلال کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: اُن کی اتباع میں جن میں دو اعلال جمع ہوتے ہیں ان کو اُن پر محمول کرتے ہوئے اعلال نہ کیا گیا۔

تمت بالخیر

و ما توفیقی الا باللہ

تنظیم المدارس اہل سنتہ پاکستان کے ثانویہ خاصہ
برائے طلباء کے نصاب کے مطابق تفسیر جلالین کی اردو تشریح

مَطْلَعُ الْبَدْرِ

اردو تشریح

تفسیر
جلالین

مصنف

حضرت علامہ مولانا محمد یاسر حمزہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ

داتا دربار مارکیٹ، لاہور
042-37247301
0300-8842540

مکتبہ اعلیٰ حضرت



شرح مائۃ عامل کی بلا اعراب عربی عبارت... اس کے ترجمے... مختصر و جامع تشریح... اور انسان
پیرائے میں حسب ضرورت ترکیب پر مشتمل ایک مفید کتاب

الشرح الكامل

شرح

شرح مائۃ عامل

مؤلف

مفتی محمد اکمل مدنی



مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

042-7247301-0300-8842540

النحو فى الكلام كالملح فى الطعام

شرح

العارف بالله ملا عبد الرحمن جامى

مائة عامل

الشيخ عبد القاهر جرجانى

معه الحاشية المهمة

بالتوضيح الكامل

المفتى محمد اكل عطا القادرى العطارى

الناشر

مكتبة اعلى حضرت لاهور

عربی جملوں کی ترکیب کے سلسلے میں آسانی، مہارت اور بے حد خود اعتمادی فراہم کرنے والی
ایک نادر و نایاب کتاب

الترکیب

مؤلف

مفتی محمد اکمل مدنی صاحب

مکتبہ اعلیٰ حضرت

042-7247301-0300-8842540

E-mail: maktabalahazrat@hotmail.com



الکافیہ
مع
الخاصیۃ الثانیۃ

شرح الاموال
مع حاشیۃ التوضیح والکمال
علیٰ مشکوٰۃ حواشیہ علیٰ جامعہ

مناویہ عامرہ

مظاہر البورقانی
جلالین

شرح مائتہ مالک

مع حاشیۃ التوضیح والکمال
علیٰ مشکوٰۃ حواشیہ علیٰ جامعہ

فہرست الخیر و خیرات کل خطاۃ اللہ

درجہ عالیہ

درجہ عالیہ

درجہ عالیہ

درجہ عالیہ

درجہ عالیہ

درجہ عالیہ

درجہ عالیہ

درجہ عالیہ

الکافیہ

الکافیہ

الکافیہ

الکافیہ

ہدایۃ الخیر
بہدایۃ الخیر

مکتبہ اسلامیہ



8167